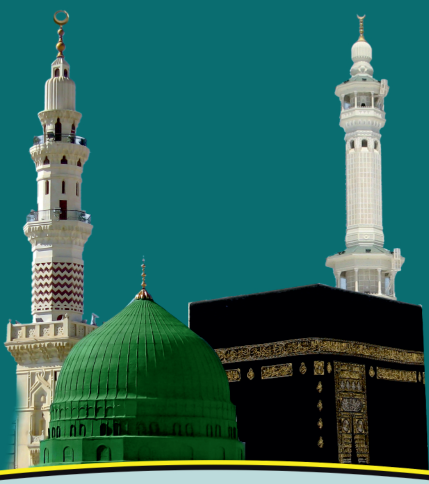
وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾ (البقرة)

ترجمہ: اور اللہ تعالی اپنی رحمت سے خاص کر لیتا ہے جس کو چاہتا ہے، اور اللہ تعالی بڑے فضل والا ہے۔

خطباتِ قادریہ
(جلد دوم)

FORTY ADDRESSES OF FRIDAY PRAYER



تالیف

ڈاکٹر سیّد محمود قادری

خلیفہ و مجاز حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ، وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِO (البقرة: ۱۰۵)

ترجمہ: اوراللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے خاص کرلیتا ہے جس کو چاہتا ہے، اوراللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

خطباتِ قادریہ (جلد دوّم)

Forty Addresses Of Friday Prayer (Vol-II)

تالیف

ڈاکٹر سیّد محمود قادری

خلیفہ ومجاز حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت بر

باسمہٖ تعالیٰ

کتاب سے متعلق ضروری معلومات

نامِ کتاب	:	خطباتِ قادریہ (جلد دوّم)
نام مؤلف	:	ڈاکٹر سید محمود قادری صاحب
سنِ اشاعت	:	۲۰۱۹ء مطابق ۱۴۴۰ھ
طباعت	:	
کمپوزنگ	:	محمد انس شیخ 8147837988
باراوّل	:	1000 عدد
ناشر اور ملنے کا پتہ	:	خانقاہِ قادریہ، گوڈیہال کالونی، جامع مسجد روڈ، وجئے پور۔ (کرناٹک) فون نمبر: 7019429104

مفکر اسلام حضرت مولا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ کے چند با کمال مریدین جو دوسرے مشائخ کے مجاز بنے۔

۱) الحاج محی الدین منیری بھٹکل

خلیفہ حضرت شاہ محمد موسی مہاجر مدنی خلیفہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ

۲) موسیٰ مولانا معین اللہ ندوی اندوری

خلیفہ حضرت صوفی محمد اقبال ہوشیار پوری

۳) مولانا واضح رشید ندوی

خلیفہ حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی

۴) مولانا سید حمزہ حسنی ندوی

خلیفہ حضرت صوفی محمد انعام لکھنوی وخلیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری

۵) حضرت مولانا سلمان حسنی ندوی

خلیفہ شاہ نفیس الحسینیؒ وحضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب

۶) حضرت مولانا سید بلال حسنی ندوی

خلیفہ شاہ نفیس الحسینیؒ وحضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب

۷) ڈاکٹر سید محمود قادری بیجاپوری

خلیفہ حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی مدظلہ العالی

رقم کردہ

محمود حسن حسنی ندوی۔ ۱۵ شوال المکرم ۱۴۳۱ھ۔ بمقام: مکان ڈاکٹر سید محمود قادری صاحب بیجاپور۔

باسمہٖ تعالیٰ

عرضِ مؤلف

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا اَنْتَ اَھْلَہٗ، وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَنْتَ اَھْلَہٗ وَافْعَلْ بِنَا کَمَا اَنْتَ اَھْلَہٗ فَاَنْتَ اَھْلُ التَّقْوٰی وَاَھْلُ الْمَغْفِرَۃِ۔

خطباتِ قادریہ (جلد اول) میں اس بات کا ذکر آ گیا ہے کہ نا چیز کے جمعہ کے خطبات کا آغاز ہائی اسکول کی نہم جماعت سے شروع ہوا اور اس کا سلسلہ الحمدللہ اب تک جاری ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی ذات سے پوری امید ہے کہ تا حیات یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

خطباتِ جمعہ چونکہ تعلیم اور تذکیر کا بہترین ذریعہ ہیں اور ہفتہ میں ایک مرتبہ بغیر تحریک و اشتہار کے لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ اگر صحیح اور مناسبِ حال بات ان کے سامنے آئے تو خطباتِ جمعہ عظیم اصلاح اور انقلاب کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ شروع ہی سے میرا یہ اصول رہا ہے کہ ضروری موضوع پر قرآن اور احادیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں اہم بات پیش کی جائے۔ الحمدللہ کہ سامعین کی طرف سے ان خطبات کی خوب پذیرائی ہوئی اور مخلصین کا تقاضہ ہوا کہ ان کو کتابی شکل میں پیش کیا جائے تا کہ ان کا نفع عام اور تام ہو۔

حسبِ سابق نا چیز نے عزیزم قاری محمد صدیق عباس مرزا اشاعتی صاحب

(ناظم جامعہ اسلامیہ تعلیم القرآن بیجاپور کرناٹک) کو زحمت دی کہ وہ اس مسودہ کی تصحیح فرما کر اس پر تبصرہ لکھیں۔ مولوی صاحب اور ان کے معاون مدرس جناب مولانا محمد امین صاحب اشاعتی نے بڑی باریک بینی سے تصحیح فرمائی اور ایک وقیع تبصرہ رقم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

دوسری شخصیت جن کو ہم نے ''خطباتِ قادریہ (جلد دوم)'' پر تبصرہ کے لئے زحمت دی ہے وہ حضرت مولانا کبیر الدین صاحب اکبر قاسمی (صدر مدرسین مدرسہ دارالقرآن انڈی) ہیں۔ موصوف نے ناچیز کے تعلق سے جن خیالات کا اظہار کیا ہے یہ ان کا ''حسنِ ظن'' ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس کے قابل بنائے۔ آمین۔ اپنی مصروفیات کے باوجود حضرت نے ایک گراں قدر تبصرہ رقم فرمایا ہے۔ ناچیز دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین۔

اس بات کا اظہار ضروری ہے کہ اس ناچیز نے قرآنی آیات اور احادیثِ نبوی ﷺ کا خود ترجمہ کرنے کے بجائے مستند تراجم سے نقل کر دیا ہے۔ لفظی ترجمہ کے بجائے مطلب خیز ترجمہ کو ترجیح دی ہے۔ قرآنی آیات کا ترجمہ اکثر سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحبؒ کی تفسیر ''کشف الرحمٰن'' اور حضرت تھانویؒ کی تفسیر ''بیان القرآن'' سے اور احادیثِ نبوی کا ترجمہ اور تشریح شرح مشکوٰۃ ''مظاہرِ حق'' اور ''توضیحات'' سے لیا گیا ہے۔ قارئین کے ذہن میں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ بیانات کو تحریری شکل دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان بیانات کو ناچیز کے لئے اجرِ آخرت کا ذریعہ اور قارئین کے لئے معرفتِ دین کا ذریعہ بنائے۔ نیز باری تعالیٰ سے یہ بھی دعا ہے کہ دیگر بیانات کو بھی کتابی شکل میں پیش کرنے کی سہولتیں فراہم کرے۔ آمین ثم آمین۔

اعتذار:

کوئی بھی انسانی کام نقص سے خالی نہیں ہوتا۔ باوجود تصحیح کے ناچیز کی تالیفات میں پرنٹنگ کی غلطیاں پائی جاتی ہیں جس کے لئے تاسُّف ہے اور معذرت خواہ ہوں۔ دونوں آنکھوں کے آپریشن کے باوجود بینائی کی کمزوری باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ صحتِ کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔ قارئین سے دعا کی اور درگذر کی گزارش ہے۔

الفقیر الی اللہ

ڈاکٹر سید محمود قادری

باسمہٖ تعالیٰ

کچھ خطبات کے بارے میں

از: جناب محمد اقبال انعمدار صاحب

(وظیفہ یاب وائس پرنسپل انجمن جونیئر کالج، بیجاپور)

''خطباتِ قادریہ (جلد اول)'' میں بات قارئین کے سامنے آچکی ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے خطباتِ جمعہ کا سلسلہ ۱۹۷۵ء سے تا حال چلا ہے گو اس کا آغاز ان کے طالبِ علمی کے زمانہ سے ہو چکا تھا۔

آپ کے خطبات چونکہ آیاتِ قرآنی اور احادیثِ رسول ﷺ سے مدلل، جامع اور مختصر ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے سامعین کبھی اکتاتے نہیں بلکہ ان کے سننے کا شوق باقی رہتا ہے۔ سامعین کا تقاضہ تھا کہ ان خطبات کو کتاب کی شکل دی جائے۔ ہر خطبہ ایک خاص موضوع پر قرآن وحدیث کی روشنی میں اہم مواد پیش کرتا ہے۔ خطبات کا حجم کچھ اس طرح رکھا گیا ہے کہ ہر خطبہ بیس منٹ میں پڑھ کر سنایا جاسکتا ہے یا خطبا حضرات خود اس کو پڑھ کر اس کے مفہوم کو حاضرین کے روبرو رکھ سکتے ہیں۔

یوں تو خطبات کی بہت ساری کتابیں موجود ہیں ''خطباتِ قادریہ'' اس میں ایک اہم اور وقیع اضافہ ہے۔ مساجد کے ائمہ اور خطبا حضرات سے میری گزارش ہے کہ وہ ان خطبات کو سنانے کا اہتمام کریں۔ وباللہ التوفیق۔

باسمہٖ تعالٰی

مَدْرَسَۃُ دَارُ الْقُرآنَ

ریلوے اِسٹیشن ، انڈی روڈ ، اِنڈی ضلع بیجاپور (کرناٹک)

MADRASA DARUL QURAAN, Railway Station, Indi Road, INDI - 586209

Dist Bijapur (Karnataka) Cell: 9449304070

تبصرہ

از: حضرت مولانا کبیرالدین صاحب اکبؔر قاسمی دامت برکاتہم

(صدر مدرسین مدرسہ دارالقرآن انڈی)

حامداًومصلیا مسلما

امابعد: زیرِنظر مجموعۂ خطبات (خطبات قادریہ) ہمارے مخدوم کرم فرما جناب الحاج حافظ قرآن وحدیث نباض قوم وملت غواص دریائے تفسیر وعلمِ کلام حضرت محترم ڈاکٹر سید محمود قادری دامت فیوضہم کی ان تقاریر کا گل دستہ ہے جو آپ نے مسجدِ سلیمانیہ وغیرہ میں قبل از جمعہ کی ہیں۔

مجھ ناچیز میں یہ سکت کہاں ہے کہ آپ جیسی راسخ العلم مستند شخصیت، بے باک خطیب، بےلوث مقرر اور با کمال ہستی کی تقاریر کی تصحیح یا اس پر تبصرہ لکھوں مگر (الامر فوق الادب) کے تحت کچھ اپنا ذاتی تجربہ اور اہلِ علم اور اصحابِ تقویٰ کی توضیحات کی روشنی میں چند سطور ہدیہ ناظرین کرر ہاہوں۔

حامیٔ دین وشریعت، قاطع بدعات وغیر مقلدیت، دردمندِ ملت حضرت ڈاکٹر قبلہ سے یہ بندہ تقریباً سولہ سال سے واقف ہی نہیں بلکہ آپ کی خوردنوازی دین وعلومِ دین سے بے پناہ محبت، اہل اللہ سے سچی عقیدت والفت علمائے دین سے وابستگی ان سارے محاسن کی بناپر دل کی گہرائیوں سے یہ بندہ موصوف کا ثناخواں اوردل دادہ ہے۔عنفوانِ شباب اوردورِ طالبِ علمی ہی سے آں موصوف کومنجانب اللہ قرآن وحدیث سے شغف اکابر اہل اللہ سے رابطہ عطا ہوا ہے۔ نیز مستند اسلامی کتب سے خوشہ چینی کا شوق ورغبت آپ کے اندرموج زن ہے جس کا ثمرہ یہ ہے کہ آپ کی تحریروتقریربالکل بےغباراورلائقِ استناد ہوتی ہے۔

احقرنے خطباتِ قادریہ (جلد دوم) کوحرفاً حرفاً پڑھنے کی سعادت حاصل کی اورالحمدللہ اس مطالعہ کی برکت سے ناچیزکو بہت سے علمی فوائدحاصل ہوئے۔ سلسلۂ مضامین میں اگر یکا دکا خامیاں ہیں بھی تو پرنٹ کی خامیاں ہیں نہ کہ صاحبِ تحریرکی۔

حضرت موصوف کی لگ بھگ پینتالیس سالہ اصلاحِ قوم وملت، تصحیح عقائد اوراعمال ورسوم کی درستگی کے لئے اضطراب وبےچینی کے پیشِ نظر یہ کہنا بجاہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے کم ازکم شہرِ بیجاپورمیں تجدیدی کام لے رہاہے۔آپ کے مضامین اورخطبات پڑھ کرذہن میں یہ شعرگردش کررہاہے۔

ازفرق تابہ قدم ہرکجا کہ می نگرم کرشمہ ٔ دامنِ دل می کشد کہ جاایں جااست

(سر سے قدم تلک جدھر بھی دیکھئے اسے ہر عضو کہہ رہا ہے دیکھو ذرا ادھر)

کاش! ناظرین، قارئین وسامعین ڈاکٹر مدظلہ کے درد کو سمجھ لیتے تو ان کی آخرت ان شاء اللہ ضرور بن جاتی اور زندگی درست ہو جاتی۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی اس بے لوث تحریری، تقریری، جانی و مالی قربانی کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور امت کو استفادہ کی توفیق بخشے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین

والسلام۔ بندہ (دستخط)

خادم الطلبہ والمدرسین

مدرسہ دارالقرآن انڈی ریلوے اسٹیشن

بیجاپور

تاریخ ۱۷/ ذوالقعدہ ۱۴۴۰ھ

باسمہٖ تعالیٰ

تبصرہ

از: عزیزم حضرت مولانا قاری محمد صدیق عباس مرزا اشاعتی صاحب

(ناظم جامعہ اسلامیہ تعلیم القرآن، بیجا پور- کرناٹک)

حامداو مصلیا۔۔۔

بندۂ عاجز کو اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ مسلمان کہلانے والی قوم کی اکثریت کی موجودہ غیر اسلامی زندگی اور حد سے کہیں زیادہ بڑھی ہوئی غفلت و معصیت کو دیکھ کر ہمارے پیارے نبی ﷺ کے دل پر جو گزرتی ہوگی اور اس سے جو روحانی تکلیف آپ ﷺ کو ہوتی ہوگی وہ شاید طائف کے شریر کافروں کے پتھروں سے اور مشرکین مکہ ظلم سے کچھ کم نہیں ہوگی، اور ایسے حالات میں دین سے تعلق اور اس کی فکر کرنے والے ایک دردمند مسلمان کے لئے آپ ﷺ کا یہی پیغام ہے کہ میری بگڑی ہوئی امت کی زبوں حالی اور دینی حالت کی اصلاح کے لئے جو کچھ کر سکتے ہو اس میں کمی نہ کرو۔

خطباتِ قادریہ ڈاکٹر سید محمود قادری صاحب (خلیفہ ومجاز حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب) کے قلم سے مذکورہ مضمون پر نکلی ہوئی ایک بہترین کوشش اور کاوش ہے، نیز کتاب کو بندۂ عاجز، اور ہمارے ادارہ کے استاذِ محترم مولانا محمد امین

صاحب اشاعتی نے بالاستیعاب پڑھا ہے اور جہاں جہاں بھی لفظی یا کتابت کی کوئی غلطی نظر آئی اسکی نشاندہی کردی گئی ہے، کتاب میں مضمون کے اعتبار سے بہترین مواد اور قرآنی آیات واحادیث کا عمدہ امتزاج نظر آتا ہے، نیز امت کی حالت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عام فہم زبان کا استعمال کیا گیا ہے، خطباء حضرات بھی اپنے جمعہ ودیگر خطبات میں اس سے نفع اٹھا سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو اس کا بہترین بدلہ نصیب فرمائے اور اس کتاب کو عالمِ اسلام کے لئے نافع بنائے۔ ع

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

والسلام

احقر الانام محمد صدیق عباس مرزا اشاعتی

خادم جامعہ اسلامیہ تعلیم القرآن بیجاپور کرناٹک

فہرست مضامین

باسمہٖ تعالیٰ

(۱) وجودِ باری تعالیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

(البقرہ۔۲۸)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علیٰ ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: تم اللہ تعالیٰ کا کیسے انکار کرتے ہو جبکہ تم بے جان تھے اللہ نے تم کو زندگی عطا کی پھر تمہیں موت دے گا پھر تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا اور پھر تم اسی کی طرف (حساب کتاب کے لئے) لوٹائے جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ کی ہستی کا اعتراف انسانی فطرت کی آواز ہے:

وَاِذَا اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِىْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ

اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ قَالُوۡا بَلٰی شَهِدۡنَا اَنۡ تَقُوۡلُوۡا يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ اِنَّا كُنَّا عَنۡ هٰذَا غٰفِلِيۡنَ ۝ اَوۡ تَقُوۡلُوۡٓا اِنَّمَآ اَشۡرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنۡ قَبۡلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنۡۢ بَعۡدِهِمۡ اَفَتُهۡلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ ۝ (الاعراف۔۱۷۳،۱۷۲،۱۷۲)

ترجمہ: اور اس وقت کو یاد کیجئے جب کہ آپ کے رب نے آدمؑ کی اولاد کی پشتوں سے ان کی تمام اولاد کو نکالا اور خود انہی کی ذات پر ان کو گواہ بنایا اور پوچھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب نے کہا کہ بے شک تو ہی ہمارا رب ہے ہم اس پر گواہ ہیں۔ یہ اقرار (میں نے) اس وجہ سے لیا کہ تم قیامت کے دن یوں نہ کہنے لگو کہ ہم اس سے بالکل بے خبر تھے یا یوں نہ کہنے لگو کہ شرک تو ہمارے باپ دادا نے کیا تھا اور ہم تو ان کی اولاد تھے جو ان کے بعد پیدا ہوئے تو کیا ان غلط کار لوگوں کی وجہ سے تو ہم کو ہلاک کرتا ہے؟

عَنۡ اَبِیۡ هُرَيۡرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مَا مِنۡ مَوۡلُوۡدٍ اِلَّا يُوۡلَدُ عَلَى الۡفِطۡرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوۡ يُنَصِّرَانِهٖ اَوۡ يُمَجِّسَانِهٖ كَمَا يُنۡتَجُ الۡبَهِيۡمَةُ بَهِيۡمَةً جَمۡعَاءَ هَلۡ تُحِسُّوۡنَ فِيۡهَا مِنۡ جَدۡعَاءَ ثُمَّ يَقُوۡلُ اَبُوۡهُرَيۡرَةَ وَاقۡرَؤُوۡا اِنۡ شِئۡتُمۡ فِطۡرَةَ اللّٰهِ الَّتِیۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيۡهَا لَا تَبۡدِيۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ (سننِ اربعہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جیسا کہ چوپائے صحیح وسالم بچہ جنتے ہیں کیا تم ان میں سے کوئی ناک کان کٹا ہوا

دیکھتے ہو؟ پھر حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہو تو اس کی تصدیق قرآنِ کریم میں پڑھ لو فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ (یہ اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اس کی فطرت میں کوئی تبدیلی نہیں ہے یہی سیدھا دین ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے وجود کا اقرار تمام انسانوں کی فطرت کے اندر ودیعت کر دیا گیا ہے جس کا ذکر سورۂ اعراف کی مندرجہ بالا آیات میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کی ساری اولاد کو پیدا کیا اور ان سے خود اقرار کرالیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب نے ایک زبان سے اقرار کیا کہ بے شک تو ہمارا رب ہے۔ اللہ کی ہستی کا اعتراف انسان کی فطری آواز ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار بھی انسان کی فطرت کا تقاضہ ہے۔ غلط اثرات اور ماحول اور شیطانی وساوس سے انسان شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کچھ لوگ تو فطرت سے اس قدر دور جا پڑتے ہیں کہ خدا کی ہستی کا ہی انکار کر بیٹھتے ہیں۔ اسی کا ذکر حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی فطرت پر پیدا کیا ہے یعنی اللہ کو ایک ماننے کی فطرت۔

انکارِ خداوندی:

کچھ مادہ پرست اور فلسفیانہ ذہن کے لوگوں نے اللہ کی ہستی کا انکار کیا۔ یہ انسانی فطرت سے صریح بغاوت اور حماقت ہے۔ فرعون جیسا بادشاہ جو خدائی کا دعویٰ کرنے والا تھا ڈوبتے وقت یہ کہہ رہا تھا کہ میں اس خدا پر ایمان لایا جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

قَالَ اٰمَنۡتُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیۡٓ اٰمَنَتۡ بِہٖ بَنُوۡٓا اِسۡرَآئِیۡلَ وَاَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ○ (یونس۔۹۰)

ترجمہ: (جب فرعون ڈوبنے لگا تو بولا) میں اس ذات پر ایمان لایا جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ خدا جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں فرمانبرداروں میں شامل ہوتا ہوں۔

مشہور خدا کا انکار کرنے والا ہٹلر مرتے وقت کہہ رہا تھا کہ کوئی خدا ہے تو میری مدد کرے! بالآخر فطرت غالب آگئی اور خدا کا اقرار کرنا ہی پڑا۔

قرآن کے جو مخاطبین ہیں وہ خدا کا انکار کرنے والے نہیں تھے بلکہ خدا کے ساتھ شریک کرنے والے تھے۔ شرک کے رد اور توحید کے اثبات میں جو دلائل دیئے گئے ہیں اس سے وجودِ باری تعالیٰ ثابت ہوتا ہے۔

۱) وَاِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ ○ اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّہَارِ وَالۡفُلۡکِ الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنۡزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡیَا بِہِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا وَبَثَّ فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ دَآبَّۃٍ وَّتَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ○ (البقرہ۔۱۶۴،۱۶۳)

ترجمہ: تمہارا معبودِ حقیقی ایک ہی معبود ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے وہ بے انتہاء مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ بے شک آسمانوں اور زمین کی

پیدائش میں رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے میں اور ان کشتیوں میں جو سمندر میں لوگوں کے فائدہ کی چیزیں لے کر چلتی ہیں اور اس پانی میں جس کو اللہ نے آسمان سے زمین پر نازل کیا پھر اس پانی سے مردہ زمین کو زندہ کیا اور ہر قسم کے حیوانات اس زمین میں پھیلا دیئے اور ہواؤں کے رخ بدلنے میں اور بادل کے جو زمین آسمان کے درمیان ہے اللہ کے حکم کا پابند ہے بے شمار نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

۲) اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ۝ (آل عمران۔۱۹۰)

ترجمہ: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور دن رات کے باری باری آنے جانے میں عقل والوں کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

تم سب لوگوں کے معبود ہونے کی مستحق تو ایک ہی ذات اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے۔اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے جو بے حد مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ بلاشبہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے، دن رات کے آگے پیچھے آنے جانے اور گھٹنے بڑھنے میں، ان کشتیوں اور جہازوں کے جو سمندر میں لوگوں کے فائدہ کی چیزیں اور اسباب وسامان لے کر چلتے ہیں اور اس پانی میں جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے برسایا پھر اس پانی سے زمین کے مردہ اور خشک ہونے کے بعد زندہ اور تر وتازہ کیا اور اس زمین میں ہر قسم کے حیوانات کو پھیلا دیا اور ہواؤں کے رخ اور

کیفیات بدلنے میں اور اس بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان مقید اور مسخر رہتا ہے، ان سب چیزوں میں ان لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے وجود کی، اس کی توحید کی، اللہ تعالیٰ کی گہری حکمت اور اس کی بے انتہاء رحمت اور بے پناہ قدرت کی بے شمار نشانیاں ہیں جو عقلِ سلیم سے کام لیتے ہیں۔ (کشف الرحمٰن بتغیر یسیر)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَةَ فَتَحَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ اَهْلِهٖ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا کَانَ ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ قَعَدَ فَنَظَرَ اِلَی السَّمَآءِ فَقَالَ (اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ) اَلْاٰیٰتَ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّاَ وَاسْتَنَّ ثُمَّ صَلّٰی اِحْدٰی عَشَرَةَ رَکْعَةً ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰی بِالنَّاسِ الصُّبْحَ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت میمونہؓ (جو ان کی خالہ تھیں) ان کے پاس رات گزاری۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے گھر والوں سے کچھ دیر بات چیت کی اور پھر سو گئے اور جب ایک تہائی رات باقی رہی تو آپ اٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف نظر کی اور سورۂ آل عمران کی آخری آیات اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔۔۔۔۔ تلاوت کیں پھر آپ نے وضو کیا اور مسواک کی اور گیارہ رکعت نماز پڑھی پھر جب حضرت بلالؓ نے اذان دی تو آپ ﷺ نے صبح کی دو رکعت سنت گھر میں پڑھی اور مسجد تشریف لے گئے اور لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔

اللہ کے رسول ﷺ کا معمول یہ تھا کہ رات کو جب اٹھتے تو آسمان کی طرف دیکھ کر سورۂ آل عمران کی آخری آیات تلاوت کرتے جس میں اللہ کا ذکر کرنے اور کائنات میں غور وفکر کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ اللہ کا ذکر کرنے والے اور غور وفکر کرنے والوں کے لئے اس میں بے شمار نشانیاں ہیں۔ نیز آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ مجھ پر ایسی آیات نازل ہوئی ہیں جو لوگ ان پر غور وفکر نہ کریں ان کے لئے خرابی ہے۔

وجودِ باری تعالیٰ کی حکایات:

حکایت ۱) ایک مرتبہ دہریوں (منکرینِ خدا) کا ایک گروہ امامِ اعظم ابوحنیفہؒ کی خدمت میں قتل کے ارادہ سے حاضر ہوا۔ امام اعظمؒ نے فرمایا کہ تم ایسے شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو کہ جو یہ کہے کہ میں نے دریا میں سامان سے بھری ہوئی ایک کشتی دیکھی ہے جو اس کنارے سے خود بخود سامان لے جاتی ہے اور دوسرے کنارہ پر لے جا کر اتار دیتی ہے اور دریا کی موجوں کو چیرتی ہوئی سیدھی نکل جاتی ہے اور کوئی ملاح اس کے ساتھ نہیں۔ خود بخود سامان اس میں لد جاتا ہے اور خود بخود اتر جاتا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ بات تو ایسی خلافِ عقل ہے کہ کوئی عاقل اس کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ امامِ اعظمؒ نے فرمایا افسوس تمہاری عقلوں پر، جب ایک کشتی بغیر ملاح کے نہیں چل سکتی تو سارے عالم کی کشتی بغیر ملاح کے کیسے چل سکتی ہے؟ تمام لوگ یہ استدلال سن کر دنگ رہ گئے اور سب کے سب تائب ہو کر آپ کے ہاتھ پر مشرف

باسلام ہو گئے۔

دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا

حکایت۲) امام مالکؒ سے کسی نے وجودِ صانع (پیدا کرنے والا) کی دلیل پوچھی تو یہ فرمایا کہ آدمی کا چہرہ دیکھو کتنا چھوٹا ہوتا ہے اور ہر آدمی کے چہرہ میں آنکھ اور ناک اور کان اور زبان اور رخسار اور ہونٹ وغیرہ وغیرہ سب چیزیں موجود ہیں مگر باوجود اس کے کسی ایک کی بھی صورت اور شکل دوسرے سے نہیں ملتی اور کسی کی آواز دوسرے کی آواز سے نہیں ملتی اور کسی کی چال وڈھال دوسرے سے نہیں ملتی غرضیکہ صورتوں اور شکلوں کا الگ الگ ہونا اور آوازوں اور لہجوں کا اور اعضاء اور جوارح کا مختلف ہونا یہ خدا کی کاری گری ہے جس نے ہر ایک کو ایک خالص ہئیت اور صورت عنایت فرمائی کہ جو دوسرے میں نہیں پائی جاتی۔ کسی بے شعور مادہ اور ایتھر کی کاری گری نہیں۔

حکایت۳) امام شافعیؒ سے کسی دہریہ نے وجودِ صانع (پیدا کرنے والا) کی دلیل پوچھی تو فرمایا کہ شہ توت کے پتوں کو دیکھو کہ سب کا رنگ اور مزہ اور بو اور طبیعت اور خاصیت ایک ہے مگر جب اس پتے کو ابریشم کا کیڑا کھاتا ہے تو ریشم نکلتا ہے اور جب اس کو شہد کی مکھی کھاتی ہے تو شہد نکلتا ہے اور جب اس کو بکری کھاتی ہے تو مینگنی بن کر نکلتا ہے اور جب اس کو تاتاری ہرن کھاتا ہے تو مشک بن کر نکلتا ہے حالانکہ شئے ایک ہی ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ اختلاف اور تنوع کسی علیم وقدیر کی کاری گری ہے

مادہ اور طبیعت کا اقتضاء نہیں۔ ورنہ مادہ سب کا ایک ہی ہے۔

(عقائد الاسلام۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو وجودِ باری تعالیٰ کے یقین پر اور توحید پر قائم رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ کرے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲) اسلام میں اللہ تعالیٰ کا تصور

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (الاعراف۔۱۸۰)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: اور اچھے اچھے سب نام اللہ کے لئے خاص ہیں لہٰذا انہی ناموں سے اس کو پکارا کرو اور ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں کج روی (ٹیڑھا پن) کا طریقہ اختیار کرتے ہیں ایسے لوگ جو کچھ کررہے ہیں اس کا بہت جلد بدلہ دیئے جائیں گے۔

یہ بات تو سچ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہستی ہے اور ضرور ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ

کی ذات کی کُنہ انسان کی عقل اور حواس سے ماوراء ہے۔ انسانی عقل محدود ہے وہ لامحدود ذات کو پوری طرح سمجھ نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا جو کچھ بھی تصور ہم کر سکتے ہیں وہ اس کے اسماء کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔

١) قُلِ ادۡعُوا اللّٰهَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ اَيًّا مَّا تَدۡعُوۡا فَلَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى

(بنی اسرائیل۔١١٠)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے تم اسے اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو سب اچھے نام اسی کے لئے خاص ہیں۔

٢) هُوَ اللّٰهُ الَّذِىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلۡمَلِكُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ الۡمُؤۡمِنُ الۡمُهَيۡمِنُ الۡعَزِيۡزُ الۡجَبَّارُ الۡمُتَكَبِّرُ سُبۡحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ○ هُوَ اللّٰهُ الۡخَالِقُ الۡبَارِئُ الۡمُصَوِّرُ لَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَافِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ○

(الحشر۔٢٤-٢٢)

ترجمہ: وہ اللہ ایسا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ ہر چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے وہ بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔ وہ اللہ ایسا معبود ہے کہ اس کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ بادشاہ ہے پاک ذات ہے بے عیب ہے امن دینے والا ہے نگہبانی کرنے والا ہے کمال قوت کا مالک ہے نہایت زبردست ہے بڑی عظمت والا، اللہ تعالیٰ کی ذات ان لوگوں کے شرک سے پاک ہے۔ وہی اللہ ہے ہر چیز کا

خالق ہے، ایجاد اور اختراع کرنے والا ہے، صورت بنانے والا ہے، سب اچھے اچھے نام اسی کے لئے خاص ہیں۔ جو مخلوقات آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں سب اس کی پاکی بیان کرتی ہیں اور وہ کمالِ قوت اور کمالِ حکمت کا مالک ہے۔

اللہ کی ذات تو انسان کی عقل میں آسکتی نہیں لیکن اس کی صفات جو قرآن اور احادیث میں بیان کئے گئے ہیں اس سے اس کی صحیح معرفت حاصل ہوتی ہے قرآن مجید میں جن کو اسمائے حسنی (اچھے نام) کہا گیا ہے وہی اس کی صفات ہیں۔ احادیث میں آتا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِیْنَ اِسْمًا مِائَةً اِلَّا وَاحِدًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے (۹۹) یعنی ایک کم سو نام ہیں جس نے ان کو محفوظ کیا اور ان کی نگہداشت کی وہ جنت میں جائے گا۔

ان صفات کو یاد رکھنے، ان پر یقین کرنے اور ان کے تقاضوں پر عمل کرنے والا انسان جنت کا مستحق بن جاتا ہے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ان ناموں کے ذریعہ سے جو دعا کرے گا وہ جنت میں جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے نام صرف ننانوے (۹۹) نہیں ہیں بلکہ قرآن وحدیث کا جائزہ لے کر علماء نے ایک ہزار تک ناموں کا استخراج کیا ہے۔ یہ سب نام توقیفی ہیں۔

کوئی اپنی طرف سے نام نہیں دے سکتا مثلاً اللہ تعالیٰ کو جوّاد کہیں گے سخی نہیں کہیں گے، اللہ تعالیٰ کو جمیل کہیں گے حَسین نہیں کہیں گے۔ان ناموں کی تفصیل عام طور پر قرآنِ مجید کی اب جو جلد بندی جدید طرز پر ہورہی ہے اس کے اندرونی صفحہ پر دی جارہی ہے۔ بہت آسان نسخہ ہے کہ آدمی ننانوے ناموں کو یاد کرکے جنت کا مستحق بن سکتا ہے۔ان ناموں میں اٹھائیس (۲۸) اسماءِ ذات کے لئے ہیں، اٹھائیس (۲۸) اسماءِ صفات کے لئے ہیں اور تینتالیس (۴۳) اسماءِ افعال کے لئے ہیں اس طرح کل ننانوے (۹۹) نام ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کی صفات اور اس کے اختیارات میں کوئی بھی شریک نہیں ہے۔جس طرح اللہ کی ذات قدیم ہے اس کی صفات بھی قدیم ہیں اور اس کی ذات کے ساتھ قائم ہیں۔صفات ذاتِ الٰہی نہیں ہیں اور نہ ذاتِ الٰہی سے الگ ہیں۔صفاتِ الٰہی کی کُنہ بھی انسان پوری طرح معلوم نہیں کرسکتا۔اللہ کا ذاتی نام اللہ یا رحمٰن ہے باقی تمام نام صفاتی اور افعالی ہیں۔

اسمِ اعظم:

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنٰی میں سے بعض وہ ہیں جن کو اس لحاظ سے خاص عظمت اور امتیاز حاصل ہے کہ ان کے ذریعہ سے کوئی دعا کی جائے تو قبولیت کی زیادہ امید ہے۔ان اسماء کو احادیث میں اسمِ اعظم کہا گیا ہے لیکن صراحت کے ساتھ ان کو متعین نہیں کیا گیا بلکہ کسی درجہ میں مبہم رکھا گیا ہے یہ ایسا ہے جیسا کہ لیلۃ القدر کو اور جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی کو مبہم رکھا گیا ہے۔

۱) عَنْ بُرَیْدَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ سَمِعَ رَجُلًا یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ کُفُوًا اَحَدٌ فَقَالَ دَعَا اللّٰہَ بِاِسْمِہِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اِذَا سُئِلَ بِہٖ اَعْطٰی وَاِذَا دُعِیَ بِہٖ اَجَابَ (ترمذی، ابوداود)

ترجمہ: حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک شخص کو اللہ کے حضور اس طرح دعا کرتے ہوئے سنا کہ ''اے اللہ میں اپنی حاجت تجھ سے مانگتا ہوں بوسیلہ اس کے کہ تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو اکیلا ہے بالکل بے نیاز ہے سب تیرے محتاج ہیں نہ تیری کوئی اولاد ہے اور نہ تو کسی کی اولاد ہے اور نہ تیرا کوئی ہمسر ہے'' اللہ کے رسول ﷺ نے جب سنا تو فرمایا کہ اس بندہ نے اللہ کے اس اسمِ اعظم کے وسیلہ سے دعا کی ہے جب اس کے وسیلہ سے دعا کی جاتی ہے تو قبول کرتا ہے اور جو سوال کیا جاتا ہے عطا کرتا ہے۔

۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِی الْمَسْجِدِ وَرَجُلٌ یُصَلِّیْ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ وَالْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَسْئَلُکَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ دَعَا اللّٰہَ بِاِسْمِہِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اِذَا دُعِیَ بِہٖ اَجَابَ وَاِذَا سُئِلَ بِہٖ اَعْطٰی

(ترمذی، ابنِ ماجہ، ابوداود، نسائی)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک دن میں مسجد میں رسول اللہ ﷺ کی

خدمت میں حاضر تھا اور ایک بندہ وہاں نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے اپنی دعا میں عرض کیا ''اے اللہ میں اپنی حاجت تجھ سے مانگتا ہوں بوسیلہ اس کے کہ ساری حمد وثناء تیرے لئے سزاوار ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نہایت مہربان اور بڑا محسن ہے زمین آسمان کا بے مثال پیدا کرنے والا ہے میں تجھ ہی سے مانگتا ہوں اے جلال اور کرم والی ذات اور اے ہمیشہ زندہ اور سب کائنات کو قائم رکھنے والی ذات'' تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اس بندہ نے اللہ کے اس اسمِ اعظم کے وسیلہ سے دعا کی ہے جب اس کے وسیلہ سے دعا کی جاتی ہے تو وہ قبول کرتا ہے اور جو مانگا جاتا ہے عطا کرتا ہے۔

۳) عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ یَزِیْدَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِسْمُ اللّٰہِ الْاَعْظَمُ فِیْ ھَاتَیْنِ الْاٰیَـتَیْنِ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ وَفَاتِحَۃِ اٰلِ عِمْرَانَ الٓمّٓ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (ترمذی، ابوداود، ابنِ ماجہ، دارمی)

ترجمہ: حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کا اسمِ اعظم ان دو آیات میں ہے سورۂ بقرہ کی آیت وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (تمہارا معبودِ حقیقی تو ایک ہی معبود ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ بے انتہاء مہربان نہایت رحم والا ہے) اور سورۂ آل عمران کی ابتدائی آیات الٓمّٓ o اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ o (الم۔ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور ساری کائنات کو قائم رکھے ہوئے ہے)۔

ان احادیث میں غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی مخصوص نام کو اسمِ اعظم نہیں فرمایا گیا ہے بلکہ متعدد اسمائے الٰہی کی خاص ترکیب سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا جو جامع اور مانع تصور مفہوم ہوتا ہے اسی کو اسمِ اعظم سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ حضرت شاہ ولی اللہ کی کتاب حجۃ اللہ البالغۃ کی افادات سے ماخوذ ہے۔

آیتوں اور سورتوں کی فضیلت:

جن آیات اور سورتوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا بیان ہے احادیث میں ان کی خاص فضیلت وارد ہوئی ہے جیسے کہ آیۃ الکرسی کو قرآن کی سب سے عظیم آیت قرار دیا گیا ہے اور سورۂ اخلاص کو ایک تہائی قرآن کے برابر فرمایا گیا ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات اور سورتوں میں اللہ تعالیٰ کا واضح تصور اور تعارف بیان کیا گیا ہے۔ صحیح عقیدہ رکھنے کے لئے صحیح تصور اور معرفت رکھنا ضروری ہے، ان شاء اللہ آئندہ خطبہ میں آپ کے سامنے آیۃ الکرسی کی فضیلت اور تفسیر بیان کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کو کما حقہ کوئی بیان نہیں کرسکتا مگر وہی۔ شیخ سعدیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے:

اے برتر از خیال وقیاس وگمان ووہم
وز ہر چہ گفتہ اند وشنیدیم وخواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

(اے وہ ذات جو خیال وقیاس وگمان اور وہم سے بالاتر ہے اور اس سے بھی جو لوگوں نے کہا ہے اور ہم نے سنا ہے اور پڑھا ہے۔ دفتر ختم ہوگیا اور عمر آخری ہوئی اور ہم اسی طرح تیری ابتدائی تعریف میں لگے ہوئے ہیں)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی صحیح معرفت اور اس کے متعلق صحیح عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳) اسلام میں اللہ تعالیٰ کا تصور (آیۃ الکرسی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَافِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَاشَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُo (البقرہ۔۲۵۵)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں وہ زندہ ہے ہمیشہ قائم رہنے والا ہے اس پر نہ اونگھ طاری ہوتی ہے نہ نیند۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کی ملک ہے ایسا کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر

اس کی جناب میں کسی کی سفارش کر سکے۔ جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ ان کے بعد ہونے والا ہے وہ سب جانتا ہے اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی شئے کا بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر ہاں جس قدر وہ خود چاہے۔ اس کا تختِ حکومت سب آسمانوں اور زمین پر چھایا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ پر آسمان و زمین کی حفاظت کچھ گراں نہیں گزرتی اور وہی سب سے برتر اور بزرگ تر ہے۔

آیۃ الکرسی کے فضائل:

۱) عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِیْ اَیُّ اٰیَةٍ مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی مَعَکَ اَعْظَمُ قُلْتُ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ یَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِیْ اَیُّ اٰیَةٍ مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی مَعَکَ اَعْظَمُ قُلْتُ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ قَالَ فَضَرَبَ فِیْ صَدْرِیْ وَقَالَ لِیَھْنِکَ الْعِلْمُ یَا اَبَا الْمُنْذِرِ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے (ان کی کنیت ابوالمنذر سے خطاب کرتے ہوئے ان سے) ارشاد فرمایا کہ اے ابوالمنذر تم جانتے ہو کہ کتاب اللہ کی کونسی آیت تمہارے نزدیک سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ آپ ﷺ نے (مکرر) فرمایا: اے ابوالمنذر تم جانتے ہو کہ کتاب اللہ کی کونسی آیت تمہارے نزدیک سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ میں نے عرض کیا اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ تو آپ ﷺ نے میرا سینہ ٹھونکا (گویا اس جواب پر شاباش دی) اور فرمایا اے ابوالمنذر

تجھے یہ علم موافق آئے اور مبارک ہو۔

۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِكُلِّ شَیْءٍ سِنَامٌ وَسِنَامُ الْقُرْاٰنِ سُوْرَةُ الْبَقْرَةِ وَفِيْهَا اٰيَةٌ هِیَ سَيِّدَةُ اٰیِ الْقُرْاٰنِ اٰيَةُ الْكُرْسِیِّ (کنزالعمال۔۲۵۲۷)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشادفرمایا کہ ہر چیز کی ایک چوٹی ہوتی ہے اور قرآن کی چوٹی سورۂ بقرہ ہے اس میں ایک آیت ہے آیۃ الکرسی جو تمام آیتوں کی سردار ہے۔

۳) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَاَ اٰيَةَ الْكُرْسِیِّ دُبَرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا اَنْ يَمُوْتَ (کنزالعمال۔۲۵۳۴)

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جس نے ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے کا معمول بنالیا تو اس کو جنت میں جانے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی سوائے موت کے۔

۴) عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُعْطِيْتُ اٰيَةُ الْكُرْسِیِّ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ (کنزالعمال۔۲۵۳۳)

ترجمہ: حضرت حسن بصریؒ سے مرسلاً روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ آیۃ الکرسی مجھے اللہ تعالیٰ کے عرش کے خزانہ سے دی گئی ہے۔

۵) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْبَقْرَةُ فِيْهَا سَيِّدَةُ اٰیِ الْقُرْاٰنِ لَا تُقْرَاُ فِیْ بَيْتٍ وَفِيْهِ شَيْطَانٌ اِلَّا خَرَجَ مِنْهُ اٰيَةُ الْكُرْسِیِّ (کنزالعمال۔۲۵۵۸)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سورۂ بقرہ میں ایک آیت ہے جو تمام آیات کی سردار ہے جس گھر میں پڑھی جائے گی شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔

بہت سارے فضائل میں سے صرف چند فضائل ہی بیان کئے گئے ہیں۔

اس آیت میں اللہ جل شانہ کی توحیدِ ذات وصفات کا بیان ایک عجیب وغریب انداز میں بیان کیا گیا ہے جس میں اللہ جل شانہ کا موجود ہونا، زندہ ہونا، سمیع وبصیر ہونا، متکلم ہونا، واجب الوجود ہونا، دائم وباقی ہونا، سب کائنات کا موجد وخالق ہونا، تغیرات اورتاثرات سے بالاتر ہونا، تمام کائنات کا مالک ہونا، صاحبِ عظمت وجلال ہونا کہ اس کے آگے کوئی بغیر اس کی اجازت کے بول نہیں سکتا، ایسی قدرتِ کاملہ کا مالک ہونا کہ سارے عالم اوراس کی کائنات کو پیدا کرنے، باقی رکھنے اوران کا نظامِ محکم قائم رکھنے سے اس کو نہ کوئی تھکان پیش آتی ہے نہ سستی، ایسے علمِ محیط کا مالک ہونا جس سے کسی کھلی یا چھپی چیز کا کوئی ذرہ بھی باہر نہ ہو۔ یہ آیۃ الکرسی کا اجمالی مفہوم ہے۔اس آیت میں دس جملے ہیں ان کی کسی قدر تفصیل سنئیے ۔

۱) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اس میں لفظ اَللّٰهُ اسمِ ذات ہے جس کے معنی ہیں وہ ذات جو تمام کمالات کی جامع اور تمام نقائص سے پاک ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ میں اسی ذات کا بیان ہے کہ قابلِ عبادت اس ذات کے سوا کوئی چیز نہیں۔

۲) اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لفظ حَیٌّ کے معنی ہیں زندہ۔ اسمائے حسنی میں یہ لفظ یہ بتاتا ہے

کہ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور موت سے بالاتر ہے۔ لفظ قَیُّوْمُ قیام سے ہے جس کے معنی کھڑے ہونا ہے قیّوم اور قیّام مبالغہ کے صیغے ہیں۔ ان کے معنی جو خود قائم رہ کر دوسروں کو قائم رکھتا اور سنبھالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ساری کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے جس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ سجدے میں پڑے ہوئے بار بار یاحی یاقیوم کہہ کر دعا کررہے ہیں۔ بہت سے حضرات کے نزدیک الحیُّ والقیُّوم کا مجموعہ اسمِ اعظم ہے۔

۳) لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ میں لفظ سِنَةٌ کے معنی اونگھ کے ہیں اور نَوْمٌ کے معنی مکمل نیند کے ہیں۔ انسان اپنی فطرت کے مطابق سوچتا ہوگا کہ جو ذات پوری کائنات کو تھامے ہوئے ہے اسے بھی آرام اور نیند کی ضرورت ہوتی ہوگی۔ اس آیت کے ذریعہ انسان کو متنبہ کیا گیا کہ اللہ جل شانہ کو اپنے اوپر یا دوسری مخلوقات پر قیاس نہ کرو۔ وہ مثل اور مثال سے بالاتر ہے۔ اس کی قدرتِ کاملہ کے سامنے یہ سارے کام نہ مشکل ہیں اور نہ اس کے لئے تھکان کا سبب ہیں۔ اس کی ذاتِ پاک تمام تاثرات، تکان، تعب، اونگھ اور نیند سے بالاتر ہے۔

۴) لَهٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ اس کے شروع میں لفظ لَہٗ کا لام تملیک کے معنی میں ہے۔ جس کے معنی یہ ہوئے کہ سب اس کی مملوک اور خادم اور اس کے قبضہ میں ہیں۔ وہ مختار ہے جس طرح چاہے تصرف کرے۔

۵) مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ یعنی انسان کون ہے؟ جو اس کے آگے کسی کی سفارش کر سکے بدون اس کی اجازت کے۔ اس میں چند مسائل بیان فرما دیئے ہیں:

اول یہ کہ جب اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا مالک ہے کوئی اس سے بڑا اور اس کے اوپر حاکم نہیں تو کوئی اس سے کسی کام کے بارے میں باز پرس کرنے کا بھی حق دار نہیں، وہ جو حکم جاری فرمائیں اس میں کسی کو چون و چرا کی مجال نہیں، روزِ قیامت کون سفارش کرے اور کس کی سفارش کرے ان دونوں کا حکم اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔ یَوۡمَئِذٍ لَّا تَنۡفَعُ الشَّفَاعَۃُ اِلَّا مَنۡ اَذِنَ لَہُ الرَّحۡمٰنُ وَرَضِیَ لَہٗ قَوۡلًا (اس دن شفاعت فائدہ نہیں دے گی مگر اسی کو جس کو رحمٰن اجازت دے اور اس کی بات کو پسند کرے)، لَا تَنۡفَعُ الشَّفَاعَۃُ اِلَّا لِمَنۡ اَذِنَ لَہٗ (شفاعت کام نہیں آتی مگر اسی کے لئے جس کے لئے اللہ اجازت دے)۔

۶) یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡھِمۡ وَمَا خَلۡفَھُمۡ یعنی اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کے آگے پیچھے کے تمام حالات و واقعات سے واقف و باخبر ہے۔ آگے اور پیچھے کا یہ مفہوم بھی ہوسکتا ہے کہ ان کے پیدا ہونے سے پہلے اور پیدا ہونے کے بعد کے تمام حالات و واقعات حق تعالیٰ کے علم میں ہیں اور یہ مفہوم بھی ہوسکتا ہے کہ آگے سے مراد وہ حالات ہیں جو انسان کے لئے کھلے ہوئے ہیں اور پیچھے سے مراد اس سے مخفی واقعات و حالات ہوں تو معنی یہ ہوں گے کہ انسان کا علم تو بعض چیزوں پر ہے اور بعض پر نہیں، کچھ چیزیں

اس کے سامنے کھلی ہوئی ہیں کچھ چھپی ہوئی مگر اللہ جل شانہ کے سامنے یہ سب چیزیں برابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا وآخرت کی ساری چیزیں یکساں ہیں۔

۷) وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ یعنی انسان اور تمام مخلوقات اللہ کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر اللہ تعالیٰ ہی خود جس کو جتنا چاہے صرف اتنا ہی علم حاصل ہوسکتا ہے۔ اس میں بتلا دیا گیا کہ تمام کائنات کے ذرہ ذرہ کا علمِ محیط صرف اللہ جل شانہ کی خصوصی صفت ہے۔ اس کا علم کلی، ذاتی اور ازلی ہے جس میں کوئی مخلوق شریک نہیں ہے۔

۸) وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ یعنی اس کی کرسی اتنی بڑی ہے جس کی وسعت کے اندر ساتوں آسمان اور زمین سمائے ہوئے ہیں۔ اللہ جل شانہ نشست و برخاست اور حیز ومکان (To Occupy the Site) سے بالاتر ہے۔ اس قسم کی آیات کو اپنے معاملات پر قیاس نہ کیا جائے۔ اس کی کیفیت وحقیقت کا ادراک انسانی عقل سے بالاتر ہے البتہ مستند روایاتِ حدیث سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ عرش اور کرسی بہت عظیم الشان جسم ہیں جو تمام آسمان اور زمین سے بدرجہا بڑے ہیں۔

ابنِ کثیرؒ نے بروایت حضرت ابوذر غفاریؓ نقل کیا ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ کرسی کیا اور کیسی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ساتوں آسمانوں اور زمینوں کی مثال کرسی کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے ایک بڑے میدان میں کوئی حلقہ انگشتری

جیسا ڈال دیا جائے۔

اور بعض دوسری روایات میں ہے کہ عرش کے سامنے کرسی کی مثال بھی ایسی ہی ہے جیسے ایک بڑے میدان میں انگشتری کا حلقہ۔

۹) وَلَا يَـٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا یعنی اللہ تعالیٰ کو ان (دونوں) عظیم مخلوقات آسمان وزمین کی حفاظت کچھ گراں نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ اس قادرِ مطلق کی قدرتِ کاملہ کے سامنے یہ سب چیزیں نہایت آسان ہیں۔

۱۰) وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ٥ یعنی وہ عالیشان اور عظیم الشان ہے۔ پچھلے نو جملوں میں حق تعالیٰ کی ذات وصفات کے کمالات بیان ہوئے ہیں۔ ان کو دیکھنے اور سمجھنے کے بعد ہر عقل رکھنے والا انسان یہی کہنے پر مجبور ہے کہ ہر عزت وعظمت اور بلندی وبرتری کی مالک وسزاوار وہی ذاتِ پاک ہے۔ ان دس جملوں میں اللہ جل شانہ کی صفاتِ کامل اور اس کی توحید کا مضمون پوری وضاحت اور تفصیل کے ساتھ آ گیا۔

(معارف القرآن۔ جلد اول، ص: ۶۱۵۔ ۶۱۳)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آیۃ الکرسی کے فضیلت، اس کے معنی اور مطلب کو سمجھتے ہوئے یاد کرنے اور اس کو اپنا معمول بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۴) اسلام میں اللہ تعالیٰ کا تصور (سورۂ اخلاص)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ o اَللّٰهُ الصَّمَدُ o لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ o وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ o (الاخلاص)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اے پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں اور سب اس کے محتاج ہیں۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا یعنی نہ اولاد نہ ماں باپ۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

اخلاص اس سورۃ کا صرف نام ہی نہیں بلکہ اس کا موضوع ہی ''توحیدِ خالص'' ہے۔ جب نبی ﷺ نے دین کی دعوت دی اور اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کو بلایا تو لوگوں نے پوچھا کہ جس خدا کی طرف آپ بلاتے ہیں اس کا نسب بیان کیجئے۔ بعض روایات

میں آتا ہے کہ مشرکین نے اس طرح سے سوال کیا تھا، بعض روایات میں آتا ہے کہ یہود نے یہ سوال کیا تھا کہ جس خدا کی طرف آپ ایمان کی دعوت دیتے ہیں وہ کس چیز سے بنا ہے، سونا، چاندی، تانبا، پیتل یا لوہا؟ وہ کس کا وارث ہے اور اس کے بعد اس کا وارث کون ہوگا؟ اس طرح نجران کے عیسائیوں نے بھی یہی سوال کیا تھا کہ آپ بتائیے کہ آپ کا رب کیسا ہے؟ ان سب کے سوالوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی اور اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے جب بھی اللہ کے نسب کے بارے میں سوال آتا تو آپ ﷺ یہ سورۃ سنا دیا کرتے تھے۔ نصاریٰ اگر چہ ایک خدا کو ماننے کے مدعی تھے لیکن انہوں نے بھی خدائی کو باپ، بیٹا اور روح القدس یا باپ، ماں اور بیٹا میں تقسیم کر رکھا تھا۔ یہود بھی عزیرؑ کو اللہ کا بیٹا مانتے تھے۔ ایران کے لوگ نیکی کے خدا کو یزداں اور برائی کے خدا کو اہرمن گردانتے تھے۔ صابی لوگ ستاروں کو پوجتے تھے۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے ذات اور صفاتِ الٰہی کا ایسا واضح تصور پیش کیا کہ تمام غلط عقائد کی جڑ کاٹ ڈالی۔ دین کی تعلیمات کو عموماً تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے: ۱) عقائد ۲) احکام ۳) قصص۔

عقائد میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں عقیدہ ہی وہ جڑ بنیاد ہے جس پر سارے دین کی بنیاد کھڑی ہوتی ہے اور دین کا صحیح تصور پیدا ہوتا ہے۔ اس سورۃ میں چونکہ اللہ کے بارے میں صحیح عقیدہ پیش کیا گیا ہے اس لئے اس کو ایک تہائی قرآن کہا گیا ہے اور اس سورۃ کے بے شمار فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔

۱) عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَیَعْجِزُ اَحَدُکُمْ اَنْ یَقْرَاَ فِیْ لَیْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ قَالُوْا وَکَیْفَ یَقْرَاُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ قَالَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص ایک رات میں تہائی قرآن پڑھنے سے عاجز ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ تہائی قرآن کیسے پڑھا جاسکتا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ تہائی قرآن پڑھنے کے برابر ہے (جس شخص نے رات میں یہ سورۃ پڑھ لی گویا اس نے تہائی قرآن پڑھ لیا)۔

۲) عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰی سَرِیَّةٍ وَکَانَ یَقْرَاُ لِاَصْحَابِہٖ فِیْ صَلَاتِہِمْ فَیَخْتِمُ بِقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَکَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ سَلُوْہُ لِاَیِّ شَیْءٍ یَصْنَعُ ذٰلِكَ فَسَاَلُوْہُ فَقَالَ لِاَنَّھَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ وَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَقْرَاَھَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَخْبِرُوْہُ اَنَّ اللّٰہَ یُحِبُّہٗ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو امیر بنا کر ایک لشکر کے ساتھ بھیجا وہ شخص نماز میں اپنے رفقاء کی امامت بھی کرتا تھا اور (اس کا معمول تھا کہ اپنی قرأت) قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پر ختم کرتا تھا، جب وہ (لشکر کے لوگ) واپس آئے تو انہوں نے اس کا تذکرہ آنحضرت ﷺ سے کیا، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اس شخص سے دریافت کرو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا

کہ میں یہ اس لئے کرتا ہوں کہ اس سورۃ میں رحمٰن (اللہ تعالیٰ) کی صفت (وحدانیت) بیان کی گئی ہے اور میں اسے پسند کرتا ہوں کہ (اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفت وحدانیت کے اظہار کے پیش نظر) اس سورۃ کو (ہمیشہ) پڑھتا رہوں۔ نبی کریم ﷺ نے (یہ سن کر) فرمایا کہ اس شخص کو خبر دو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے کیونکہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو دوست رکھتا ہے۔

۳) عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اُحِبُّ ھٰذِہِ السُّوْرَۃَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ قَالَ اِنَّ حُبَّکَ اِیَّاھَا اَدْخَلَکَ الْجَنَّۃَ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں اس سورۃ یعنی قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کو دوست رکھتا ہوں (یعنی اسے اکثر پڑھتا رہتا ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سورۃ سے تمہاری دوستی تمہیں جنت میں داخل کرے گی۔

۴) عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ اِنَّ الْمُشْرِکِیْنَ قَالُوْا لِلنَّبِیِّ ﷺ اِنْسَبْ لَنَا رَبَّکَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اِلٰی اٰخِرِ السُّوْرَۃِ (کنزالعمال۔۴۷۳۴)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ مشرکین نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ اپنے رب کا نسب بیان کریں (کہ وہ کس کی اولاد ہے اور اس کی اولاد کون ہے؟) تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ نازل فرمائی۔

اللہ کے رسول ﷺ سے فرمایا گیا کہ آپ ان کو یہ کہیئے کہ جس رب کا تعارف

حاصل کرنا چاہتے ہو وہ کوئی اور نہیں بلکہ اللہ ہے۔ میں کوئی نیا رب لے کر نہیں آیا ہوں بلکہ اسی ذات کی طرف بلا رہا ہوں جس کو اللہ کے نام سے جانتے اور مانتے ہو۔

۱) وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ٥ (العنکبوت۔۶۱)

ترجمہ: اور اے پیغمبر اگر آپ ان کافروں سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور چاند اور سورج کو کس نے مسخر کر رکھا ہے تو یہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے تو پھر یہ لوگ کہاں الٹے پھرے جا رہے ہیں؟

۲) وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ٥ (العنکبوت۔۶۳)

ترجمہ: اور اگر آپ ان کفار سے دریافت کریں کہ وہ کون ہے جس نے آسمان کی جانب سے پانی اتارا پھر اس پانی سے زمین کو اس کے خشک ہوئے پیچھے زندہ اور تر و تازہ کر دیا تو وہ لوگ یہی جواب دیں گے کہ وہ اللہ ہی ہے آپ کہیئے سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اصل بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ سمجھ سے کام نہیں لیتے۔

مشرکین اللہ کو خالق، مالک اور رازق تو مانتے تھے لیکن الوہیت (عبادت) میں مختلف ہستیوں اور بتوں کو شریک کرتے تھے۔ سورۂ اخلاص میں فرمایا گیا کہ اے نبی آپ صاف فرما دیجئے کہ جس اللہ کی طرف میں بلا رہا ہوں وہ درج ذیل صفات کا حامل ہے۔ پہلی آیت میں فرمایا گیا کہ آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ یکتا ہے۔ اس جملہ

میں اللہ کے لئے لفظ احد استعمال کیا گیا ہے جو عربی زبان میں اس لفظ کا غیر معمولی استعمال ہے۔ عربی زبان میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی کہ لفظِ احد کو کسی کی صفت کے لئے استعمال کیا گیا ہو بجز اللہ تعالیٰ کے۔ اس غیر معمولی طرزِ بیان سے خود بخود ظاہر ہوتا ہے کہ یکتا، یگانہ اور اکیلا ہونا خاص اللہ ہی کی صفت ہے اور دوسرا کوئی اس صفت سے متصف نہیں ہے۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی ثانی نہیں۔ وہ اکیلا ہے کسی دوسرے کا ربوبیت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ جب ربوبیت میں کوئی حصہ نہیں ہے تو الوہیت میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہی تنہا کائنات کا خالق، مدبر و منتظم ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ احد استعمال کیا گیا ہے یعنی وہی ایک ذات ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔ نہ اس سے پہلے کوئی تھا اور نہ اس کے بعد کوئی ہوگا۔ خداؤں کی کوئی جنس نہیں ہے جس کا وہ فرد ہو بلکہ وہ اکیلا ہے۔ اس کی ذات محض واحد ہی نہیں بلکہ احد ہے جس میں کثرت کا کوئی شائبہ نہیں جو اجزاء سے مرکب ہو اور قابلِ تقسیم ہو یا شکل وصورت رکھتا ہو۔

دوسری آیت میں یہ فرمایا گیا کہ اللہ صمد ہے۔ لغت میں صمد کے معنی اس طرح بیان کئے گئے ہیں۔ صمد کے معنی بلند حصہ، وہ سردار جس کی اطاعت کی جاتی ہے جس کی طرف لوگ حاجتوں کے لئے رجوع کرتے ہیں، ٹھوس چیز جس کا کوئی جوف نہیں ہے، بلند عمارت، وہ ذات جس پر معاملہ کا اعتماد کیا جاتا ہے۔

مفسرین میں حضرت علیؓ، عکرمہؒ اور کعب احبارؒ فرماتے ہیں کہ صمد وہ ہے جس

سے کوئی بالاتر نہیں۔ عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ صمد وہ سردار ہے جس کی سیادت کامل ہو اور انتہاء کو پہنچی ہو جس کی طرف لوگ مدد کے لئے رجوع کرتے ہوں، جو اپنے صفات میں کامل ہو، جو بے عیب ہو، جو باقی رہنے والا اور لازوال ہو۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں صمد وہ ذات ہے جو سب سے بے نیاز ہو اور سب اس کے محتاج ہوں۔ غرض صمد اس سردار کو کہتے ہیں جس سے بالاتر کوئی سردار نہ ہو، جس کی طرف لوگ اپنی حاجات کے لئے رجوع کرتے ہوں اور جس پر سرداری ختم ہوگئی ہو۔ لفظ نہ صرف صمد بلکہ الصمد استعمال کیا گیا ہے۔ ایسی صفات رکھنے والی ذات یکتا و یگانہ ہی ہوسکتی ہے جو کسی کی حاجت مند نہ ہو اور سب اس کے محتاج ہوں۔

تیسری آیت میں فرمایا گیا کہ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ مختلف قوموں نے انسانوں کی طرح خداؤں کی جنس خیالی طور پر گڑھ کر خدائی کو بہت سی ذاتوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ عیسائی ایک خدا کا عقیدہ رکھتے ہوئے بھی باپ بیٹا اور روح القدس یا باپ ماں اور بیٹا (تثلیث) کے عقیدہ کا شکار ہیں۔ یہود بھی عزیرؑ کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں۔ اہلِ عرب کا عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور جنّیوں کو انہوں نے اللہ کی بیویاں قرار دے رکھا تھا۔ کسی نے اللہ کی بیوی اور بیٹے تجویز کر رکھے تھے۔ ان سب غلط عقائد کو احد اور صمد سے رد کرنے کے بعد صاف الفاظ میں فرمادیا گیا کہ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔

چوتھی آیت میں فرمایا گیا کہ اوراس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔اصل میں لفظ کفو، استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں نظیر، مشابہ، مماثل، ہم رتبہ، مساوی۔ نکاح کے معاملہ میں کفاءت کا مسئلہ بھی ہماری شریعت میں معتبر ہےاوراس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ لڑکا اور لڑکی خاندانی اور معاشرتی حیثیت سے برابر کی جوڑ ہوں۔پس اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ساری کائنات میں کوئی نہیں ہےاور نہ کبھی تھا، نہ کبھی ہوسکتا ہے جو اللہ کے مانند یا اس کا ہم مرتبہ ہو یا جو اپنی صفات، افعال اور اختیارات میں اس سے کسی درجہ میں بھی مشابہت رکھتا ہو۔

اس چھوٹی سی سورۃ میں اللہ تعالیٰ کا وہ جامع اور صحیح تصور پیش کیا گیا ہے کہ کوئی بندہ اس عقیدہ کو دل میں یقین سے جمالے تو ان شاء اللہ جنت کا مستحق بنے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خالص توحید کے عقیدہ پر قائم رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ کرے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۵) انبیائے کرامؑ کی دعوت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ o مَآ اُرِیْدُ مِنْھُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ o اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ o (الذاریات۔۵۶-۵۸)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ میں ان سے رزق طلب نہیں کرتا اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ خود ہی سب کو روزی دینے والا زور آور اور مضبوط ہے۔

انسانوں اور جنوں کی پیدائش کا مقصد جب عبادت ہے تو اس مقصد سے آگاہ کرنے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے انبیائے کرامؑ کو ہر زمانے، ہر ملک اور

ہر قوم میں بھیجتے رہے۔

عبادت کا معنی:

عبادت کا معنی بہت وسیع ہے۔

۱) ایک معروف معنی تو پرستش اور پوجا پاٹ ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ o لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ o وَلَآ اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ o

(الکافرون۔۳-۱)

ترجمہ: اے نبی کافروں سے کہہ دیجئے کہ اے کافرو! تم جن معبودوں کی پوجا کررہے ہو میں ان کی پرستش نہیں کرتا اور نہ تم اس کی پرستش کرتے ہو جس کی میں پرستش کررہا ہوں۔

۲) اطاعت

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ o (یٰس۔۶۰)

ترجمہ: اے اولادِ آدم کیا میں نے تمہیں تاکید نہیں کی تھی کہ تم شیطان کی اطاعت نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے؟

۳) غلامی اور فرمانبرداری

وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَىَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ o (الشعراء۔۲۲)

ترجمہ: (حضرت موسیٰؑ نے فرعون سے فرمایا) اور وہ احسان جو تو مجھ پر رکھ رہا ہے وہ یہی ہے کہ تو نے تمام بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے۔

عبادت اپنے وسیع معنوں میں عقائد وافکار، اعمال وافعال، معاشرت ومعاملات، اخلاق وعادات، سیاست وحکومت سب پر حاوی ہے۔تمام انبیائے کرامؑ اپنی قوموں کو شرک سے بچ کر ایک اللہ کی بندگی کی دعوت دیتے رہے۔

حضرت نوحؑ کی دعوت:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍO (الاعراف۔۵۹)

ترجمہ: بلاشبہ ہم نے نوحؑ کو پیغمبر بنا کر ان کی قوم کی طرف بھیجا سو نوحؑ نے کہا اے میری قوم تم اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں میں تم پر ایک بہت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

حضرت ہودؑ کی دعوت:

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَO (الاعراف۔۶۵)

ترجمہ: اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا ہودؑ نے کہا اے میری قوم تم اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے کیا تم ڈرتے نہیں؟

حضرت صالحؑ کی دعوت:

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْٓ اَرْضِ اللّٰهِ

وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ○ (الاعراف۔۷۳)

ترجمہ: اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالحؑ کو بھیجا صالحؑ نے کہا اے میری قوم تم اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل آ چکی ہے یہ اونٹنی اللہ تعالیٰ کی ہے جو تمہارے لئے ایک معجزہ ہے سو اس کو چھوڑ دو کہ یہ اللہ کی زمین میں چرتی پھرے اور اس کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے چھونا بھی نہیں ورنہ ایک دردناک عذاب تم کو آ پہنچے گا۔

حضرت شعیبؑ کی دعوت:

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ

(الاعراف۔۸۵)

ترجمہ: اور ہم نے مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا شعیبؑ نے کہا اے میری قوم تم اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔

حضرت مسیحؑ کی دعوت:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ○ (المائدہ۔۷۲)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ کافر ہو چکے جنہوں نے یوں کہا کہ مسیحؑ ابن مریم ہی عین خدا ہیں

حالانکہ خود حضرت مسیحؑ نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے یقین جانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کردے گا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

حضرت محمد ﷺ کی دعوت:

قُلْ اِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا اُشْرِكَ بِهٖ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ٥ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاءَ هُمْ بَعْدَ مَاجَاءَ كَ مِنَ الْعِلْمِ مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ٥ (الرعد۔۳۷،۳۶)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ میں صرف اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤں۔ میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف میرا ٹھکانا ہے۔ اور اس طرح ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے جو ایک فرمان ہے عربی زبان میں۔ اگر باوجود اس کے کہ آپ کے پاس صحیح علم آچکا ہے آپ نے ان (کافروں) کی خواہشات کی اتباع کی تو اللہ کے مقابلہ میں نہ کوئی آپ کا حمایتی ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَآءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى

اللّٰہِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ کی طرف سے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں، نماز کو قائم کریں اور صاحبِ نصاب ہونے پر زکوۃ دیں۔ پھر جب وہ ایسا کرنے لگیں تو انہوں نے اپنی جان و مال کو مجھ سے بچالیا سوائے اس کے کہ شریعت کے ضابطہ کے موافق جو باز پرس ہوگی وہ باقی رہے گی۔ اس کے بعد ان کے باطن کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔

ربیعہ بن عبادؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو بازار عکاظ اور بازار ذوالمجاز میں دیکھا لوگوں سے یہ فرماتے تھے۔ یاایھا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا (اے لوگو! لا الہ الا اللہ کا اقرار کرو فلاح پا جاؤ گے) اور ایک بھینگا شخص آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے یہ کہتا پھرتا ہے کہ یہ شخص صابی (بے دین) اور جھوٹا ہے۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا یہ کون شخص ہے معلوم ہوا کہ یہ آپ کا چچا ابولہب ہے۔ یہ حدیث مسند احمد اور معجم طبرانی میں مذکور ہے۔

اصابہ ترجمہ ربیعہ بن عباد اور حافظ ابن سید الناسؒ نے بھی اپنی سند سے اس حدیث کو ذکر فرمایا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ لوگوں سے یہ فرماتے تھے: یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَعْبُدُوْہُ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا (اے لوگو!

تحقیق اللہ تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو) اور ابولہب آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے یہ کہتا پھرتا ہے کہ اے لوگو! یہ شخص تم کو حکم دیتا ہے کہ اپنے آباؤ اجداد کا مذہب چھوڑ دو۔ (سیرۃ مصطفیٰ۔ جلد اول)

تمام انبیائے کرامؑ ہر طرح کے شرک سے بچ کر ایک اللہ کی بندگی کی دعوت دینے پر مامور تھے۔

۱) وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ٥ (الانبیاء۔۲۵)

ترجمہ: اور آپ (ﷺ) سے پہلے ہم نے کوئی رسول ایسا نہیں بھیجا کہ جس پر ہم نے یہ وحی نازل نہ کی ہو کہ میرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے پس تم میری ہی عبادت کیا کرو۔

۲) وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ٥ (النحل۔۳۶)

ترجمہ: یقیناً ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجا کہ اللہ کی بندگی کرو اور گمراہی کی طرف بلانے والے سے بچو پھر کسی کو ان میں سے اللہ نے ہدایت کی اور کسی پر گمراہی ثابت ہوگئی۔ پس تم زمین میں سفر کر کے دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

ان آیات اور احادیث سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ تمام انبیائے کرامؑ

اور آخری نبی محمد ﷺ کی دعوت ایک اللہ کی بندگی کی تھی جس میں کسی طرح کے شرک کا شائبہ نہ ہو۔ ان شاء اللہ آئندہ خطبات میں تفصیل سے بات آئے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خالص اس کی بندگی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔

باسمہٖ تعالٰی

(٦) شرک کی مختلف اقسام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ٥ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ٥ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِيْلٌ ٥ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ٥ (الانعام۔۱۰۳-۱۰۰)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اور مشرکین نے جنات کو اللہ کا شریک بنا رکھا ہے حالانکہ ان کو بھی خدا نے ہی پیدا کیا ہے اور ان مشرکوں نے بلا جانے بوجھے خدا کے لئے بیٹے اور بیٹیاں گھڑ

رکھی ہیں حالانکہ وہ خدا ان تمام باتوں سے جو یہ اس کی نسبت کہتے ہیں پاک اور برتر ہے۔ وہی آسمانوں کا اور زمین کا موجد ہے اس کی کوئی اولاد کہاں ہوسکتی ہے حالانکہ اس کی کوئی بیوی ہی نہیں اور خدا نے ہی ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہی ہر چیز کو جانتا ہے۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے اس کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں وہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے لہٰذا تم اسی کی عبادت کرو اور وہی ہر چیز کا کارساز ونگہبان ہے۔ اس کو نگاہیں نہیں پاسکتیں اور وہ سب کی نگاہوں کو پاسکتا ہے وہ بڑا باریک بین اور بڑا باخبر ہے۔

شاذونادر افراد ایسے پائے جاتے رہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ہستی کا مطلق انکار کرتے رہے۔ مگر یہ بات تاریخ میں واقع نہیں ہوئی کہ کوئی قوم پوری طرح اللہ کا انکار کرنے والی ہو ہاں اقوام اللہ تعالیٰ کو مان کر اس کے ساتھ مختلف قسم کے شرک میں مبتلا رہی ہیں۔

اللہ کی ذات میں شرک:

اللہ کی ذات میں شرک یہ ہے کہ جوہرِ الوہیت میں کسی کو حصہ دار قرار دیا جائے۔ مثلاً نصاریٰ کا عقیدۂ تثلیث، مشرکینِ عرب کا فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دینا، اور دوسرے مشرکین کا اپنے دیوتاؤں اور دیویوں کو اور اپنے شاہی خاندانوں کو جنسِ آلہہ کے افراد قرار دینا۔ یہ سب شرک فی الذات ہیں۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِيْعًا

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌo (المائدہ۔۱۷)

ترجمہ: یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے یوں کہا کہ مسیح ابن مریمؑ ہی عین خدا ہے۔اۓ پیغمبر ان سے کہو اگر اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریمؑ کو اور اس کی ماں کو اور سب زمین والوں کو ہلاک کرنا چاہے تو وہ کون ہے جو خدا کو اس کے ارادے سے ذرا بھی روک سکے؟ حالانکہ اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں پر اور زمین پر اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اس سب پر وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَo (التوبہ۔۳۰)

ترجمہ: اور یہود نے کہا کہ عزیرؑ اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیحؑ اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں جو باتیں ان سے پہلے کے کافر کہا کرتے تھے انہی جیسی باتیں یہ بھی کہتے ہیں خدا ان کو ہلاک کرے یہ کہاں پھرے جارہے ہیں۔

نصاریٰ توحید کا عقیدہ رکھتے ہوۓ بھی خدائی کو باپ، بیٹا اور روح القدس یا باپ، ماں اور بیٹا تین حصوں میں تقسیم کے قائل ہیں! اسی کو تثلیث کا عقیدہ کہتے ہیں۔توحید کے بھی قائل اور تثلیث کے بھی علمبردار! مشرکین اللہ کے لئے بیٹے اور

بیٹیاں تجویز قرار دیتے تھے۔جس پر اللہ تعالیٰ نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔

وَقَالُوا اتَّخَذَا الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ہ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ہ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّاo (مریم۔۹۰-۸۸)

ترجمہ: اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ رحمٰن اولاد رکھتا ہے۔بلاشبہ تم نے یہ ایک ایسی سخت نامعقول بات گھڑی ہے قریب ہے کہ اس بات سے آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ہ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ہ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ہ (النحل۔۵۹-۵۷)

ترجمہ: اور یہ کافر اللہ کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں وہ ہر چیز سے پاک ہے اور اپنے لئے وہ چیز تجویز کرتے ہیں جو وہ چاہتے ہیں (بیٹے)۔اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خبر دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ مارے رنج کے کالا پڑ جاتا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے اور اس چیز کی ننگ و عار سے جس کی اس کو خبر دی گئی تھی چھپتا پھرتا ہے کہ آیا اس کو ذلت گوارا کر کے رہنے دے یا اس کو زمین میں چھپا دے۔آگاہ ہو کیا ہی برا فیصلہ ہے جو یہ کرتے ہیں۔

مشرکینِ عرب فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے اور جنات کو اللہ کی بیویاں۔

ایران کے مجوسی دو خداؤں کے قائل ہیں۔ ایک نیکی کا خدا یزداں، ایک برائی کا خدا اہرمن۔ دونوں میں آویزش اور مقابلہ چلتا رہتا ہے، اگر یزداں کا پلہ بھاری ہوگا تو دنیا میں نیکی غالب رہے گی اور اگر اہرمن کا پلہ بھاری ہوگا تو بدی غالب رہے گی!

ہنود اور کچھ قومیں یہ عقیدہ رکھتی ہیں کہ دنیا میں جب فساد اور بگاڑ زیادہ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اوتار کے روپ (رام، کرشن، مہاویر اور گوتم وغیرہ) میں دنیا میں آتا ہے اور دنیا کو سدھار کر پھر واپس چلا جاتا ہے!

ملحدانہ ذہن رکھنے والے باطنی فرقے کے لوگ اللہ کے رسول ﷺ کو اللہ کا اوتار مانتے ہیں۔ ناچیز نے خود ایک شہر کی بڑی مسجد کے محراب پر انا احمدٌ بلا میم لکھا ہوا دیکھا۔ اعراب کے لحاظ سے احمد پر تنوین نہیں آتی۔ جملہ کا معنی اور مطلب آپ نے سمجھا؟ جملہ کا معنی یہ ہے کہ میں بلا میم کا احمد یعنی احد ہوں۔ مطلب یہ کہ میں خود اللہ ہوں۔ غلط عقائد کے صوفیاء نے اس قسم کے عقائد کو دین کا راز بتا کر لوگوں کے عقائد بگاڑ دیئے ہیں۔ جب کہا جاتا ہے کہ کوئی چیز راز ہے تو آدمی کا ذہن خواہ مخواہ اس کے پیچھے لگ جاتا ہے کہ آخر وہ کیا راز ہے۔ راز تو یہی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جو احد ہے میم کا پردہ اوڑھ کر احمد کے روپ میں خود دنیا میں آیا تھا جس کو عام لوگوں نے نہیں پہچانا چند مخصوص لوگوں کو ہی اس کی پہچان ہوئی! تف ہے ایسے عقیدہ پر! اللہ غارت کرے ایسے لوگوں کو! کس طرح دین کی بنیادی حقیقت کو ہی بگاڑ دیا ہے۔

یہ لطیفہ سن کر آپ کو تعجب ہوگا کہ اس بات کو راز کہنے والے خود اس کو فاش کرتے پھر رہے ہیں۔ ہمارے ایک مسلم ڈپٹی کمشنر صاحب نے سونامی کے لئے چندہ وصول کرنے کے لئے یہاں کے گول گنبد گارڈن میں بہت بڑا جلسہ کیا۔ ہزاروں لوگ جمع تھے اور لاکھوں روپیوں کی رقم وصول ہوئی اس کے لئے انہوں نے ایک قوال کو مدعو کیا تھا جو یہ مصرع بڑے شوق سے مکرر گا رہا تھا۔ ع

محمد کے شہر میں بے پردہ خدا ہے

محمد کا شہر یعنی مدینہ، بے پردہ خدا یعنی اب تک میم کے پردہ میں تھا اب وہ میم کا پردہ اٹھا کر وہ محمد کے روپ میں دنیا میں آ گیا ہے! ہزاروں لوگ جھوم جھوم کر داد دے رہے تھے اور دل کھول کر پیسے لٹا رہے تھے۔ رہا سہا ایمان بھی گیا اور روپئے بھی گئے!

صفات میں شرک یہ ہے کہ خدائی صفات جیسی کہ وہ خدا کے لئے ہیں ویسا ہی ان کو یا ان میں سے کسی صفت کو کسی دوسرے کے لئے قرار دینا۔ مثلاً کسی کے متعلق یہ سمجھنا کہ اس پر غیب کی ساری حقیقتیں روشن ہیں یا وہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے یا وہ ہر جگہ اور ہر وقت حاضر اور ناظر ہے یا وہ تمام کمزوریوں سے منزہ ہے اور بالکل بے خطا ہے۔

اختیارات میں شرک یہ ہے کہ خدا ہونے کی حیثیت سے جو اختیارات صرف اللہ کے لئے خاص ہیں ان کو یا ان میں سے کسی کو اللہ کے سوا کسی اور کے لئے تسلیم کیا جائے۔ مثلاً فوق الفطری طریقے سے نفع وضرر پہنچانا، حاجت روائی ودستگیری کرنا،

محافظت ونگہبانی کرنا، دعائیں سننا اور قسمتوں کو بنانا اور بگاڑنا۔ نیز حرام وحلال اور جائز وناجائز کی حدود مقرر کرنا اور انسانی زندگی کے لئے قانون وشرع تجویز کرنا۔ یہ سب خدا کے مخصوص اختیارات ہیں جن میں سے کسی کو غیر اللہ کے لئے تسلیم کرنا شرک ہے۔

حقوق میں شرک یہ ہے کہ خدا ہونے کی حیثیت سے بندوں پر خدا کے جو مخصوص حقوق ہیں وہ یا ان میں سے کوئی حق کو خدا کے سوا کسی اور کے لئے مانا جائے۔ مثلاً رکوع وسجود، دست بستہ قیام، سلامی وآستانہ بوسی، شکرِ نعمت یا اعترافِ برتری کے لئے نذر ونیاز اور قربانی، قضائے حاجات اور رفع مشکلات کے لئے منت، مصائب ومشکلات میں مدد کے لئے پکارا جانا اور ایسی ہی پرستش وتعظیم وتمجید کی دوسری تمام صورتیں اللہ کے مخصوص حقوق سے ہیں۔ اسی طرح ایسا محبوب ہونا کہ اس کی محبت پر دوسری سب محبتیں قربان کی جائیں اور ایسا مستحق تقویٰ وخشیت ہونا کہ غیب وشہادت میں اس کی ناراضی اور اس کے حکم کی خلاف ورزی سے ڈرا جائے اور یہ بھی اللہ ہی کا حق ہے کہ اس کی غیر مشروط اطاعت کی جائے اور اس کی ہدایت کو صحیح وغلط کا معیار مانا جائے اور کسی ایسی اطاعت کا حلقہ اپنی گردن میں نہ ڈالا جائے جو اللہ کی اطاعت سے آزاد ایک مستقل اطاعت ہو اور جس کے حکم کے لئے اللہ کے حکم کی سند نہ ہو۔ ان حقوق میں سے جو حق بھی دوسرے کو دیا جائے گا وہ اللہ کا شریک ٹھہرے گا خواہ اس کو خدائی ناموں سے کوئی نام دیا جائے یا نہ دیا جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے شرک کی عام وبا کو دیکھتے ہوئے یہ بات اپنی کتابِ پاک میں ارشاد فرمائی: وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ (یوسف۔۱۰۶) یعنی اکثر لوگوں کا حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان بھی رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی شرک بھی کرتے رہتے ہیں۔ شرک کی ملاوٹ کے ساتھ ایمان ہرگز نفع بخش نہیں ہوسکتا جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ انعام کی آیت نمبر۸۲ میں فرمایا ہے:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے ایمان میں شرک کی آمیزش نہیں کی تو ایسے ہی لوگ (آخرت میں عذاب سے) پُرامن ہیں اور ایسے ہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

ظاہری شرک کے ساتھ ساتھ اسلام نے شرک کے تمام شائبوں سے بھی منع کیا اور ان راستوں سے بھی روک دیا جہاں سے شرک داخل ہوسکتا ہے۔ نسائی شریف میں حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک دن کسی شخص نے آپ ﷺ کے سامنے کہہ دیا کہ ماشاء الله وشئت (جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں) آپ ﷺ نے فوراً اسے منع کیا اور تنبیہ فرمائی کہ جَعَلْتَنِیْ لِلّٰهِ نِدًّا (تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرا دیا) قُلْ مَاشَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ (یہ کہہ کہ جو ایک اللہ چاہے وہی ہوگا)۔

امام احمد، ابوداود اور نسائی وغیرہ نے حضرت حذیفہؓ سے روایت کہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لَا تَقُوْلُوْا مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ قُوْلُوْا

مَاشَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ مَاشَاءَ فُلَانٌ (یعنی یہ نہ کہا کرو کہ جو اللہ چاہے اور فلاں شخص چاہے بلکہ یہ کہا کرو کہ جو اللہ چاہے پھر اس کے بعد جو فلاں چاہے)۔

اسلام نے توحید کی نزاکتوں کو سمجھ کر ہی نیک اعمال میں ریاء اور شہرت سے منع کیا ہے۔ ریاء اور سمعہ کو ایک طرح کا شرک قرار دیا ہے۔ سورۂ کہف کی آخری آیت میں اسی کا ذکر ہے: فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا (تو جس کو اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو تو اسے چاہیئے کہ نیک عمل کرے اور کسی کو اپنے پروردگار کی عبادت میں شریک نہ کرے۔

اس آیت میں لا یُشرک کی تفسیر لا یُرائی یعنی ریاکاری اور دکھاوا نہ کرنے سے کی گئی ہے۔ سارے اعمال کی قبولیت کے لئے تصحیحِ ایمان کے بعد اخلاصِ نیت ضروری شرط ہے جس کے بغیر انجام دیئے جانے والے نیک اعمال اجر تو کجا جہنم میں کھینچ کر لے جانے کا سبب بنیں گے۔ کہنے والے نے کیا خوب کہا۔

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کہ سینہ میں بنالیتی ہے تصویریں

آج آپ کے سامنے شرک کا ایک سرسری جائزہ پیش کیا گیا ہے، ان شاءاللہ آئندہ خطبات میں تفصیل کے ساتھ ہر موضوع پر گفتگو کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر طرح کے شرک سے بچا کر اخلاص کے ساتھ اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۷) اہلِ عرب کا شرک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْھُدٰی مَعَکَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا اَوَلَمْ نُمَکِّنْ لَّھُمْ حَرَمًا اٰمِنًا یُّجْبٰٓی اِلَیْہِ ثَمَرٰتُ کُلِّ شَیْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ○ (القصص۔۵۷)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اور کفاریوں کہتے ہیں کہ اگر ہم تیرے ساتھ ہوکر اس ہدایت اور دین پر چلنے لگیں تو ہم اپنے ملک سے اچک لئے جائیں کیا ہم نے ان کو امن والے حرم میں جگہ نہیں دی جہاں ہر قسم کے پھل کھینچے چلے آتے ہیں جو ہماری طرف سے بطورِ رزق کے دیئے جاتے ہیں لیکن ان میں کے اکثر لوگ سمجھ سے کام نہیں لیتے۔

اہلِ عرب خوب جانتے تھے کہ مکہ میں اللہ تعالیٰ کا گھر خانۂ کعبہ ہے۔ بالخصوص

قریشِ مکہ تو اس گھر کے متولی ہونے پر فخر کیا کرتے تھے۔ بیت اللہ کا حج وعمرہ کرنے کے لئے تمام ممالک سے لوگ آیا کرتے تھے۔ چار مہینے ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب حرمت والے مہینے کہلاتے تھے جس میں ہر طرح کی لڑائیاں بند ہوجاتی تھیں اور ماحول پُر امن رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اسی کا احسان ان پر جتاتے ہوئے فرماتا ہے:

اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّا جَعَلۡنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنۡ حَوۡلِهِمۡ اَفَبِالۡبَاطِلِ يُؤۡمِنُوۡنَ وَبِنِعۡمَةِ اللّٰهِ يَكۡفُرُوۡنَ۝ (العنکبوت۔۶۷)

ترجمہ: کیا ان کفارِ مکہ نے اس بات کو نہیں دیکھا کہ ہم نے حرم کو پناہ کی جگہ بنایا ہے حالانکہ انہی حرم والوں کے قرب وجوار کے لوگ لوٹے اور مارے جاتے ہیں تو کیا اس پر بھی یہ لوگ باطل اور بے اصل معبودوں پر ایمان لاتے ہیں اور خدا کے احسان کی ناشکری کرتے ہیں؟

۱) حج محض ایک دینی ومذہبی عمل نہیں تھا بلکہ ایک سیاسی، سماجی، ادبی اور تمدنی ترقی وتبادلہ کا ذریعہ بھی تھا۔ یہ جاننے کے باوجود بھی کہ بیت اللہ کو حضرت ابراہیمؑ نے ایک اللہ کی بندگی کے لئے تعمیر کیا تھا۔ اسی گھر میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) بت بٹھا رکھے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

۱) اِنۡ هِىَ اِلَّاۤ اَسۡمَآءٌ سَمَّيۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمۡ مَّاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ اِنۡ يَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهۡوَى الۡاَنۡفُسُ وَلَقَدۡ جَآءَهُمۡ مِّنۡ رَّبِّهِمُ الۡهُدٰى۝ (النجم۔۲۳)

ترجمہ: یہ بت کچھ نہیں مگر چند نام ہیں جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیا

ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ثبوت پر کوئی دلیل نہیں نازل کی یہ لوگ محض اپنے بے بنیاد خیالات اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں حالانکہ یہ واقعہ ہے کہ ان کے رب کی جانب سے ان کے پاس صحیح ہدایت آچکی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا مونث لات، منان کا مونث مناۃ، عزیز کا مونث عُزیٰ۔ اس طرح انہوں نے اللہ کی بیویاں قرار دے کر اس نام کے بت بنا رکھے تھے جن کی وہ پوجا کرتے تھے۔

ب) جنوں اور فرشتوں کا اللہ سے رشتہ جوڑنا:

۱) وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ o سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ o (الصّٰفّٰت ـ ۱۵۹،۱۵۸)

ترجمہ: اور ان لوگوں نے خدا اور جنات کے مابین رشتہ قرار دے رکھا ہے حالانکہ جنات کو اس امر کا پورا یقین ہے کہ ان میں کے بدکردار جن گرفتار کر کے حاضر کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان باتوں سے پاک ہے جو یہ اس کی نسبت بیان کرتے ہیں۔

مشرکینِ مکہ نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں اور جنات (مونث) کو اللہ کی بیویاں قرار دے رکھا تھا۔ اس پر اللہ نے انہیں تنبیہ کی۔ ''حالانکہ فرشتے اس بات کو خوب جانتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے فرمانبردار بندے ہیں''۔

۲) وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ o وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ o وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ o (الصّٰفّٰت ـ ۱۶۴ - ۱۶۶)

ترجمہ: اور فرشتوں کا قول ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کا ایک درجہ معین ہے اور ہم تو صف بستہ کھڑے ہونے والے ہیں اور ہم خدا کی پا کی بیان کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

نیز اللہ نے انہیں ان کی اس غیر معقول تقسیم پر زجر وتوبیخ کی۔

۳) اَلَکُمُ الذَّکَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰیo تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِیْزٰیo (النجم۔۲۲،۲۱)

ترجمہ: کیا تمہارے لئے بیٹے اور خدا کے لئے بیٹیاں؟ اگر ایسا ہے تو یہ بہت ہی غیر منصفانہ تقسیم ہے۔

ج) نیک صالحین کے ناموں کے بت بنانا:

صحیح بخاری کی باب التفسیر میں حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ صَارَتِ الْاَوْثَانُ کَانَتْ فِیْ قَوْمِ نُوْحٍ فِی الْعَرَبِ بَعْدَ

١) اَمَّا وَدٌّ کَانَتْ لِلْکَلْبِ بِدُوْمَةِ الْجَنْدَلَ

٢) اَمَّا سُوَاعٌ کَانَتْ لِهُذَیْلِ

٣) اَمَّا یَغُوْثُ کَانَتْ لِمُرَادَ ثُمَّ لِبَنِیْ غُطَیْفِ بِالْجُرُفِ عِنْدَ السَّبَا

٤) اَمَّا یَعُوْقُ کَانَتْ لِهَمَدَان

٥) وَاَمَّا نَسْرٌ کَانَتْ لِحَمِیْرَ اٰلِ ذِی الْکِلَاعِ

اَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِیْنَ فِیْ قَوْمِ نَوْحٍ فَلَمَّا هَلَکُوْا اَوْحَی الشَّیْطٰنُ اِلٰی قَوْمِهِمْ اَنْ اَنْصِبُوْا اِلٰی مَجَالِسِهِمْ اَلَّتِیْ کَانُوْا یَجْلِسُوْنَ اَنْصَابًا وَسَمُّوْهَا بِاَسْمَآءِ هِمْ

فَفَعَلُوا فَلَمْ تُعْبَدْ حَتّٰی هَلَكَ أُولٰٓئِكَ وَتَنَسَّخَ الْعِلْمُ وَعُبِدَتْ

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ قومِ نوحؑ کے جو صالحین تھے انہی کے نام کے بت عرب قوم میں رائج ہوگئے:

۱) ودکو پوجنے والا قبیلۂ کلب تھا جو دومۃ الجندل میں تھا۔

۲) قبیلۂ ہذیل سواع کو پوجتا تھا۔

۳) یغوث کو قبیلۂ مراد پوجتا تھا پھر بنی غطیف بھی اس کے پجاری بنے۔

۴) یعوق کو پوجنے والا قبیلۂ ہمدان تھا۔

۵) نصر کو پوجنے والا قبیلہ حمیر آلِ ذی الکلاع تھا۔

یہ سب نوحؑ کی قوم کے نیک صالحین تھے، جب یہ دنیا سے گزر گئے تو شیطان نے اس قوم کے دل میں یہ بات ڈالی کہ ان کے بیٹھنے کی جگہوں پر ان کے نام کے بت نسب کرو (تا کہ ان کی یاد آتی رہے)۔اس زمانہ کے لوگوں نے یہ بت نسب کئے مگر یہ بت نہیں پوجے گئے یہاں تک کہ یہ لوگ مر گئے پھر جب نئی نسل آ گئی اور علم مٹ گیا (تو شیطان نے ان کے دلوں میں ڈالا کہ تمہارے باپ دادا انہی کی پوجا کرتے تھے تم بھی کرو) چنانچہ ان بتوں کو پرستش شروع ہوگئی۔

مختلف بتوں کو پوجنے کا سبب:

اہلِ عرب ان بتوں کو اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے اور اپنا سفارشی سمجھ کر ان کی عبادت کیا کرتے تھے۔وہ اللہ کو خالق، مالک اور رب تو مانتے تھے لیکن

عبادت میں مختلف ہستیوں کو شریک کرتے تھے جس کے لئے وہ مشرک قرار دیئے گئے۔ حج میں یہ لوگ جو تلبیہ پڑھتے تھے وہ یہ ہے:

لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ (مسلم)

ترجمہ: ہم حاضر ہیں تیرا (ذاتی اور مستقل طور پر) کوئی شریک نہیں مگر وہ شریک (جس کو تو نے اختیارات دے رکھے ہیں) وہ تیرا ہی مقرر کردہ) ہے تو اس کا مالک ہے اور وہ مالک نہیں۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (یونس۔۱۸)

ترجمہ: اور یہ مشرک خدا کے سوا ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں اور نہ ان کو کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں اور کافریوں کہتے ہیں کہ یہ معبود اللہ کے ہاں ہماری سفارش کرنے والے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کو ایسی چیز سے آگاہ کرنا چاہتے ہو جس کے موجود ہونے کا علم خدا کو نہ آسمانوں میں ہے اور نہ زمین میں ہے۔ خدا ان لوگوں کے شرک سے پاک اور بالاتر ہے۔

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِىْ مَاهُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝ (الزمر۔۳)

ترجمہ: آگاہ رہو کہ عبادت جو خالص ہو وہ اللہ ہی کے لئے سزاوار ہے اور جن لوگوں نے خدا کے سوا اور دوسرے شرکاء تجویز کرر کھے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی پرستش صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو خدا کا خاص مقرب بنادیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے مابین ان باتوں کا جن میں یہ اختلاف کرر ہے ہیں یقیناً فیصلہ فرمادے گا بے شک اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی رہنمائی نہیں فرماتا جو جھوٹا اور سخت ناشکرا ہو۔

اللہ کو خالق، مالک اور رب مان کر اس کی عبادت میں دوسروں کو شریک کرنے والوں کو اللہ نے مشرک قرار دیا:

۱) فَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○ (العنکبوت ۔۶۱)

ترجمہ: اور اگر آپ ان لوگوں سے پوچھیں کہ کس نے بنائے ہیں آسمان اور زمین اور کس نے کام میں لگایا ہے سورج اور چاند کو؟ تو ضرور کہیں گے خدا تعالیٰ نے۔ پھر یہ لوگ کہاں سے الٹے پھرے جارہے ہیں؟

۲) قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ○ (یونس ۔۳۲،۳۱)

ترجمہ: آپ پوچھئے کہ تم کو آسمان اور زمین سے کون رزق دیتا ہے یا وہ کون ہے جو

تمہارے کان اور آنکھوں پر پوری طرح اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو جاندار کو مردے سے نکالتا ہے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے سو وہ بلا تامل جواب دیں گے کہ وہ اللہ ہے تو آپ ان سے فرمایئے کہ تم پھر اس سے کیوں نہیں ڈرتے؟ پس یہی اللہ تو تمہارا حقیقی رب ہے سو امرِ حق کے بعد سوائے گمراہی کے اور کیا رہ جاتا ہے پھر تم صحیح راہ سے کہاں پھرے جا رہے ہو؟

۳) قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَo سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَo (المؤمنون ـ۸۹،۸۸)

ترجمہ: آپ ان سے پوچھیئے کہ اگر تم کو کچھ خبر ہے تو بھلا یہ تو بتاؤ کہ وہ کون ہے جس کے قبضہ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور وہ جس کو چاہے پناہ دے سکتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا تو وہ ضرور یہی جواب دیں گے کہ یہ سب صفات اللہ ہی کی ہیں آپ فرمایئے پھر تم کہاں سے فریب دیئے جاتے ہو؟

برصغیر کے مسلمانوں کا شرک:

افسوس کہ برصغیر کے مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کو خالق، مالک اور رب مان کر بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کے تعلق سے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ اللہ کے حضور ان کی سفارش کریں گے اور اللہ سے قریب کریں گے اس لئے ہمیں ان کا وسیلہ پکڑنا چاہیئے۔ یہ لوگ ان سے دعا، فریاد، استغاثہ، استعانت، نذر و نیاز کر کے مشرکینِ عرب کی طرح شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ مشرکینِ عرب تو انتہائی مشکل میں

مختلف ہستیوں کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ کو پکارتے تھے مگر یہ لوگ ہیں کہ انتہائی مشکل میں بھی یا غوث، یا خواجہ، یا علی کی دہائی دیتے ہیں! ان شاء اللہ تعالیٰ شرک کی مزید تفصیلات آئندہ خطبات میں آئیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر طرح کے شرک سے بچا کر توحید کے عقیدہ پر قائم رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ کرے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالٰی

(٨) اللہ تعالیٰ ہی حاضر ناظر ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ (یونس۔٦١)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: اور اے پیغمبر آپ کسی حال میں ہوں اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں اور تم لوگ جو بھی کام کرتے ہو بہر حال ہم برابر تم پر حاضر اور نگہبان ہوتے ہیں جب تم اس کام کو کرنا شروع کرتے ہو اور آپ کے پروردگار کے علم سے ذرہ برابر کوئی چیز نہ زمین میں پوشیدہ ہے اور نہ آسمان میں اور نہ ذرہ کی

مقدار سے کوئی چیز چھوٹی ہے اور نہ اس سے بڑی ہے مگر یہ کہ وہ سب کتابِ مبین یعنی لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی حاضروناظر ہے، ہر چیز اس کی نگاہ میں ہے، کوئی چیز کسی مقام پر اس سے اوجھل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس صفت میں لوگوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو اور دیگر اولیائے کرام کو شامل کر کے ان کو بھی حاضروناظر کی طرح پکارنا شروع کر دیا ہے۔ الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ کا نعرہ تو آپ نے بہت سنا ہوگا۔ اللہ کے رسول ﷺ کو حاضروناظر ماننا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ (المجادلہ۔۷)

ترجمہ: کیا اے مخاطب تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ان سب چیزوں کو جانتا ہے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں کہیں تین آدمیوں کا خفیہ مشورہ ایسا نہیں ہوتا جہاں چوتھا وہ نہ ہو اور نہ کہیں پانچ کا کوئی ایسا خفیہ مشورہ ہوتا ہے جس میں چھٹا وہ نہ ہو اور نہ تین سے کم اور نہ پانچ سے زائد کا کوئی خفیہ مشورہ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ مشورہ کرنے والے کہیں بھی ہوں پھر جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ اس سے قیامت کے دن ان کو آگاہ کر دے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کی پوری خبر رکھنے والا ہے۔

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِى الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌO (الحدید۔۴)

ترجمہ: وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن کی مقدار میں پیدا کیا پھر اپنی شان کے موافق عرش پر قائم اور جلوہ گر ہوا جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو اس میں سے نکلتی ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے وہ سب کو جانتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے۔ خواہ تم کہیں بھی ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سب کو دیکھتا ہے۔

الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌO (البروج۔۹)

ترجمہ: وہ (اللہ تعالیٰ) ایسا ہے کہ آسمانوں کی اور زمین کی حکومت اسی کی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نہ صرف انسان کا خالق ہے بلکہ انسان کے دل میں پیدا ہونے والے ارادوں اور خیالات سے بھی واقف ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِO (ق۔١٦)

ترجمہ: اور یقیناً انسان کو ہم نے پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں جو خیالات آتے ہیں ان کو ہم جانتے ہیں اور ہم انسان کے قریب تر ہیں اس کی شہ رگ سے۔

اَرَءَ یْتَ اِنْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰیO اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰیO (العلق۔١٤،١٣)

ترجمہ: اے مخاطب بھلا یہ تو بتا دے کہ یہ روکنے والا اگر دینِ حق کی تکذیب کرتا اور اس سے روگردانی کرتا ہو۔کیا اس شخص کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے؟

سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَھُمْ اَنَّہُ الْحَقُّ اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ اَنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌO (حم سجدہ۔٥٣)

ترجمہ: ہم عنقریب ان کافروں کو اطرافِ عالم میں اور خود ان کی ذات میں بھی اپنی نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان کو یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ یہ قرآن واقعی حق ہے کیا اے پیغمبر آپ کے رب کی یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ ہر چیز پر شاہد ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ حاضر و ناظر نہیں ہیں:

قرآن کی بے شمار آیتوں سے یہ بالکل واضح ہونے کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ ہی حاضر و ناظر ہے کچھ لوگوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے تعلق سے اور اولیاء کے تعلق سے یہ عقیدہ گھڑ لیا ہے کہ وہ بھی ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور سنتے اور دیکھتے ہیں۔ جب کہ قرآن کی آیات اس کی سخت تردید کرتی ہیں:

ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْہِ اِلَیْکَ وَمَا کُنْتَ لَدَیْھِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَھُمْ اَیُّھُمْ یَکْفُلُ مَرْیَمَ وَمَا کُنْتَ لَدَیْھِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَO (آل عمران۔٤٤)

ترجمہ: اے نبی (ﷺ) یہ باتیں غیب کی خبروں میں سے ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کے ذریعہ پہنچاتے ہیں ورنہ آپ ان لوگوں کے پاس اس وقت موجود نہ تھے جب

کہ وہ اس بات پر کہ ان میں سے مریم کا نگران کون بنے اپنی اپنی قلمیں قرعہ اندازی کے لئے ڈال رہے تھے اور نہ آپ ان کے پاس اس وقت موجود تھے جب کہ وہ لوگ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔

وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ o وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ وَمَا كُنتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ o وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ o

(القصص ۔ ۴۶-۴۴)

ترجمہ: اور اے پیغمبر آپ طُور کی مغربی جانب میں اس وقت موجود نہیں تھے جس وقت ہم نے موسیٰؑ کو احکام دیئے تھے اور نہ آپ ان لوگوں میں تھے جو وہاں موجود تھے بلکہ ہم نے اس واقعہ کے بعد بہت سی نسلیں پیدا کیں پھر ان پر زمانہ دراز گزر گیا اور نہ آپ مدین میں سکونت پذیر تھے کہ وہاں کے لوگوں کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہوں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ہم ہی ہیں رسول بنانے والے اور نہ آپ طُور کی کسی جانب اس وقت موجود تھے جس وقت ہم نے موسیٰؑ کو پکارا تھا لیکن آپ اپنے رب کی رحمت سے نبی بنائے گئے تا کہ آپ ان لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ کیا عجب ہے کہ یہ لوگ نصیحت قبول کر لیں۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ

يَمۡكُرُوۡنَ۝ (یوسف۔۱۰۲)

ترجمہ: اے پیغمبر یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم آپ کو وحی کے ذریعہ سے بتاتے ہیں ورنہ آپ تو یوسف کے بھائیوں کے پاس اس وقت موجود نہ تھے جب انہوں نے اپنا ارادہ پختہ کرلیا تھا۔

اللہ کے حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ انسان کے فکر وعمل پر بہت گہرا اثر ڈالتا ہے:

اللہ کے حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ اور اللہ کے نگہبان اور محافظ ہونے کا عقیدہ ایمان والوں میں غیر معمولی قوت پیدا کرتا ہے۔

اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡهُمَا فِى الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَتَهٗ عَلَيۡهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوۡدٍ لَّمۡ تَرَوۡهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا السُّفۡلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الۡعُلۡيَا وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ۝ (التوبہ۔۴۰)

ترجمہ: اگر تم لوگ پیغمبر کی مدد نہ کرو گے تو یاد رکھو اللہ ان کی اس نازک وقت میں مدد کر چکا ہے جب کافروں نے ان کو اس حال میں جلاوطن کیا تھا کہ دو شخصوں میں سے وہ ایک تھے جس وقت یہ دونوں غارِ ثور میں تھے اس وقت یہ پیغمبر اپنے ساتھی سے فرمارہے تھے کہ کچھ غم نہ کر یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اپنے پیغمبر پر تسکین نازل فرمائی اور اپنے پیغمبر کی مدد ایسے لشکروں سے فرمائی جن کو تم نے نہیں دیکھا اور اللہ نے کافروں کی بات نیچی کردی اور ہمیشہ اللہ ہی کی بات بلند رہتی ہے

اور اللہ تعالیٰ بہت زبردست ہے اور ساری حکمتوں کا جاننے والا ہے۔

بخاری، مسلم، ترمذی، مسندِ احمد میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں اور رسول اللہ ﷺ غار میں تھے اور قریش ہمیں تلاش کرتے کرتے غار کے منہ پر آ کھڑے ہوئے اس وقت میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ان میں سے اگر کسی کی نظر اپنے قدموں پر پڑ جائے تو یقیناً ہم کو دیکھ پائے گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **ما ظنك يا ابابكر باثنين الله ثالثهما** (اے ابوبکر ان دو کے ساتھ تیرا کیا گمان ہے جن کا تیسرا اللہ ہے یعنی ہم دونوں تنہا نہیں بلکہ تیسرا ہمارے ساتھ خدا تعالیٰ ہے جو ہم کو ان اعداء کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

زہری اور عروۃ بن الزبیر سے مروی ہے کہ جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ ابوبکرؓ بہت حزیں اور غمگین ہیں تو یہ ارشاد فرمایا: **لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا** (تو بالکل غم نہ کھا یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے)۔

اہلِ ایمان کم تعداد اور بے سروسامانی کی حالت میں کفار کے بڑے سے بڑے لشکروں سے جا کر جو مقابلہ کرتے رہے اور فتح پاتے گئے وہ اسی عقیدہ کی بنیاد پر ہے۔

فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْآ اِلَى السَّلْمِ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ٥ (محمد۔۳۵)

ترجمہ: اور مسلمانو! تم کم ہمت نہ بنو اور خود بخود کافروں کو صلح کی دعوت نہ دو جس حال میں کہ تم غالب ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال کے ثواب کو کم نہیں کرے گا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے حجۃ الوداع میں یومِ عرفہ کی شام کو جو دعا مانگی (بروایتِ ابنِ عباسؓ) جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کو جو غیر معمولی قوت اور یقین تھا وہ اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کی وجہ سے تھا وہ اس طرح ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَرٰی مَکَانِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ لَا یَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْءٌ مِنْ اَمْرِیْ وَاَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِہٖ اَسْاَلُکَ مَسْئَلَۃَ الْمِسْکِیْنَ وَ اَبْتَھِلُ اِلَیْکَ اَبْتِھَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْل وَادْعُوْکَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْر وَدُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَکَ رَقْبَتُہٗ وَفَاضَتْ لَکَ عَبْرَتُہٗ وَذَلَّ لَکَ جِسْمُہٗ وَرَغِمَ لَکَ اَنْفُہٗ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِکَ شَقِیًّا وَکُنْ بِیْ رَؤُفًا رَحِیْمًا یَا خَیْرَ الْمَسْئُوْلِیْنَ وَ یَا خَیْرَ الْمُعْطِیْنَ

ترجمہ: اے اللہ تو میری بات سنتا ہے اور میں جہاں اور جس حال میں ہوں تو اس کو دیکھتا ہے اور میرے ظاہر و باطن سے تو باخبر ہے، تجھ سے میری کوئی بات ڈھکی چھپی نہیں۔ میں دکھی ہوں محتاج ہوں، فریادی ہوں، پناہ جو ہوں، ترساں ہوں، ہراساں ہوں، اپنے گناہوں کا اقراری ہوں۔ تجھ سے سوال کرتا ہوں جیسے کوئی عاجز مسکین

بندہ سوال کرتا ہے۔ تیرے آگے گڑگڑاتا ہوں جیسے کوئی گناہ گار ذلیل وخوار گڑگڑاتا ہے اور تجھ سے دعا کرتا ہوں جیسے کوئی خوف زدہ آفت رسیدہ دعا کرتا ہے اور اس بندہ کی طرح مانگتا ہوں جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہوئی ہو اور آنسو بہہ رہے ہوں اور تن بدن سے وہ تیرے آگے فروتنی کئے ہوئے ہو اور اپنی ناک تیرے سامنے رگڑ رہا ہوں۔ اے اللہ تو مجھے اس دعا مانگنے میں ناکام اور نامراد نہ رکھ اور میرے حق میں بڑا مہربان نہایت رحیم ہو جا۔ اے ان سب سے بہتر و برتر جن سے مانگنے والے مانگتے ہیں اور جو مانگنے والوں کو دیتے ہیں۔

اللہ کے حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ انسان کی اصلاح، اخلاص، اعتماد علی اللہ اور توکل علی اللہ کا یقینی ذریعہ ہے۔ غیر اللہ کے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا شرک پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مشرکانہ عقیدہ سے بچا کر صحیح عقیدہ پر قائم رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ کرے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۹) عالم الغیب والشہادت اللہ تعالیٰ کی ذات ہے

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّئَاتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَمَّا بَعۡدُ

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ○ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیۡ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ○ (الحشر۔۲۲)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ ہر چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے وہ بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

غیب سے مراد وہ امور ہیں جو انسانی حواس کی دسترس سے بالاتر اور عقل کی گرفت سے خارج ہیں۔قرآن میں لفظِ غیب سے وہ تمام چیزیں مراد ہیں جن کی خبر اللہ کے رسول ﷺ نے دی اور ان کا علم عقل وحواس کے ذریعہ سے نہیں ہوسکتا۔اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات، تقدیری امور، جنت اور دوزخ، وحی، ملائکہ، تمام

آسمانی کتابیں، انبیائے سابقین، قیامت میں پیش آنے والے واقعات ہیں۔ ایمان کی اولین شرط یہ ہے کہ غیب کی ان خبروں پر ایمان لایا جائے جن کی اطلاع انبیائے کرامؑ نے دی ہے۔ عالم الغیب والشہادت صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اس میں کوئی شریک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی چاہے تو کسی فرشتہ یا نبی کو غیب کی اخبار سے مطلع کرتا ہے مگر وہ عالم الغیب والشہادت نہیں کہلا سکتے۔ ہمارے نبی ﷺ کو سب سے زیادہ غیب کی خبریں دی گئیں مگر آپ ﷺ بھی عالم الغیب نہیں ہیں۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ (الانعام۔۵۹)

ترجمہ: اور غیب کے تمام خزانے خدا ہی کے پاس ہیں ان خزانوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور وہ خشکی اور تری کی تمام چیزوں کو جانتا ہے اور درخت سے کوئی پتہ گرنے والا ایسا نہیں جس کو وہ نہ جانتا ہو اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ نہیں پڑتا اور کوئی خشک و تر چیز نہیں گرتی مگر یہ کہ وہ کتابِ واضح میں لکھی ہوئی ہے۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (ہود۔۱۲۳)

ترجمہ: اور آسمانوں اور زمین میں جو غیب کی باتیں ہیں ان سب کا علم اللہ ہی کو ہے اور ہر قسم کے تمام امور اسی طرف رجوع کئے جائیں گے لہٰذا اے پیغمبر آپ اسی کی

عبادت کیجئے اور اسی پر بھروسہ رکھئیے اور جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو اس سے آپ کا رب بے خبر نہیں ہے۔

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَo (النمل۔۶۵)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے جس قدر مخلوقات آسمانوں اور زمین میں موجود ہیں کوئی بھی سوائے اللہ تعالیٰ کے غیب کی بات نہیں جانتا اور ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًاo اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّہٗ یَسْلُکُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَ مِنْ خَلْفِہٖ رَصَدًا o لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّھِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَیْھِمْ وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًاo (الجن۔۲۸-۲۶)

ترجمہ: وہی غیب کا جاننے والا ہے اور وہ اپنے غیب کی کسی کو خبر نہیں دیا کرتا۔ مگر ہاں اپنے کسی برگزیدہ رسول کو سو وہ بھی اس اہتمام سے کہ اس رسول کے آگے اور پیچھے نگہبان فرشتوں کو مقرر کر دیتا ہے تاکہ وہ یہ دیکھ لے کہ ان فرشتوں نے اپنے رب کے پیغامات بحفاظت رسول تک پہنچا دیئے اور اللہ تعالیٰ نے ان نگہبانوں کے تمام حالات کا احاطہ کر رکھا ہے اور اس نے تو ہر چیز کو فرداً فرداً شمار کر رکھا ہے۔

وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَکُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌo (آل عمران۔۱۷۹)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا یہ دستور بھی نہیں ہے کہ وہ تم کو غیبی امور سے آگاہ کر دے مگر ہاں اس کام کے لئے وہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے منتخب کر لیا کرتا ہے سو تم اللہ پر اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لے آؤ اور اگر تم ایمان اور خدا ترسی کی راہ پر چلو گے تو تمہارے لئے بڑا اجر ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ انبیائے کرامؑ کو وحی کے ذریعہ سے جو غیب کی باتیں بتاتا ہے انہیں ''اطلاعِ غیب'' یا ''اظہارِ غیب'' کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم تو ذاتی اور کلی ہے۔ اس کا علم ابتدائے زمانہ سے لے کر انتہاء تک ہر چھوٹی بڑی چیز کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔ اس علم میں سے جن بندوں کو رسالت کے لئے چن لیتا ہے جو بھی ضروری بات ان کے لئے مناسب ہے ملائکہ کی وساطت سے بذریعہ وحی پہنچا دیتا ہے۔ ان غیب کی خبروں کو جاننے کی وجہ سے وہ لوگ عالم الغیب نہیں بن سکتے۔ عالم الغیب والشہادت کی ذات تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے مگر افسوس کہ ہمارے کچھ لوگ انبیائے کرامؑ اور اولیائے کرام کو عالم الغیب کہتے ہیں جو انتہائی غلط ہے۔ اگر ہمارے رسول ﷺ عالم الغیب ہوتے تو وحی نازل کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ لوگ سوالات کرتے تو آپ وحی کے ذریعہ سے خبر پا کر جواب دیتے تھے۔ یہود نے سوال کیا کہ اصحابِ کہف کون ہیں، ذوالقرنین کون تھا اور روح کی حقیقت کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کل میں جواب دوں گا۔ پندرہ دن تک وحی رکی رہی اور پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو تنبیہ کی کہ کسی کام کے لئے نہ کہیں کہ میں کل کروں گا مگر

یہ کہ اللہ چاہے۔

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا o اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰٓی اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا o (الکہف۔۲۴،۲۳)

ترجمہ: اور آپ کسی کام کے متعلق یوں نہ کہا کیجئے کہ میں اس کو کل کر دوں گا مگر خدا کے چاہنے کو ملا کر کہا کیجئے (یعنی ان شاء اللہ) کہہ دیا کیجئے اور جب آپ بھول جائیں تو یاد آنے پر اپنے رب کو یاد کریں اور آپ ان سے کہہ دیجئے کہ مجھے امید ہے کہ میرا رب مجھے اس سے زیادہ نزدیک تر نیکی کی راہ دکھائے گا۔

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ تَزْدَرِیْٓ اَعْیُنُكُمْ لَنْ یُّؤْتِیَهُمُ اللّٰهُ خَیْرًا اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ اِنِّیْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ o (ہود۔۳۱)

ترجمہ: (حضرت نوحؑ نے اپنی قوم سے فرمایا) اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں غیب کی تمام باتیں جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں کوئی فرشتہ ہوں اور جو لوگ تمہاری نگاہ میں حقیر ہیں ان کے متعلق میں تمہاری طرح یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اللہ ان کو کوئی بھلائی نہیں دے گا ان کے دلوں میں جو کچھ ہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے اگر میں ایسی کوئی بات کہوں تو یقیناً میں اس وقت بے انصافوں میں سے ہو جاؤں۔

ہمارے رسول ﷺ سے بھی فرمایا گیا کہ آپ بھی کہہ دیں:

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَالْبَصِیْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ۠ (الانعام۔۵۰)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں غیب کی تمام باتیں جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں کوئی فرشتہ ہوں میں تو صرف اس چیز کی پیروی کرتا ہوں جو وحی کے ذریعہ سے میری طرف بھیجی جاتی ہے آپ کہہ دیجئے کہیں اندھا اور دیکھنے والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں کیا تم اتنا بھی نہیں سوچتے؟

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۠
(الاعراف۔۱۸۸)

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ میں خود اپنی ذات کے لئے نہ کسی نفع کا اختیار رکھتا ہوں نہ کسی ضرر کا مگر جو اللہ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور اگر میں غیب داں ہوتا تو میں بہت سے فائدے اپنے لئے حاصل کر لیا کرتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی میں تو صرف ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔

جنوں کے غیب دان ہونے کی تردید:

فَلَمَّا قَضَیْنَا عَلَیْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ

فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ o

(سبا- ۱۴)

ترجمہ: پھر جب ہم نے سلیمانؑ پر موت کا حکم جاری کر دیا تو سلیمانؑ کی موت پر جنات کو کسی نے بھی آگاہ نہ کیا مگر ایک گھن کے کیڑے نے جوان کے عصا کو کھا رہا تھا پھر جب سلیمانؑ گر پڑے تب جنات کو اس امر کی حقیقت ظاہر ہوئی کہ اگر وہ غیب کی باتیں جانتے ہوتے تو اس ذلت آمیز مصیبت و تکلیف میں مبتلا نہ رہتے۔

حضرت سلیمانؑ نے بیت المقدس کی تعمیر کے لئے جنوں کو کام پر لگایا اور خود محراب میں عصا ٹیک کر کھڑے رہے تا کہ نگرانی ہو سکے۔ کب آپ کی روح قبض کی گئی معلوم نہیں ہو سکا مگر ایک گھن کے کیڑے نے جب آپ کے عصا کو کھا لیا تو وہ گر پڑا تو آپ بھی گر پڑے تب جنوں پر یہ بات واضح ہوئی کہ آپ کی موت کو زمانہ گزر چکا ہے۔ اگر جن غیب کی باتیں جانتے تو ایسے ذلت آمیز مشقت میں نہ رہتے۔

عَنْ رُبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاء قَالَتْ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدَّفِ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَآءِ يَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰهُنَّ وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَالَ دَعِيْ هٰذِهٖ وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراءؓ روایت کرتی ہیں کہ جس وقت میرا نکاح ہوا تو اللہ کے رسول ﷺ تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھے جس طرح کہ تم بیٹھے ہو

ہماری کچھ چھوٹی بچیاں دف بجا کر جنگِ بدر میں جوان کے باپ دادا شہید ہوئے تھے ان سے متعلق اشعار پڑھ رہی تھیں۔ان میں سے ایک بچی نے کہا کہ ہم میں ایک نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کہنا چھوڑ دے اور جو تو پہلے کہہ رہی تھی وہی کہہ۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ اَخْبَرَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ يَعْلَمُ الْخَمْسَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ـــــ فَقَدْ اَعْظَمَ الْفِرْيَةَ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جو شخص تجھ سے یہ بات کہے کہ محمد ﷺ ان پانچ چیزوں کو جانتے تھے (قیامت کا وقت، بارش کب نازل ہوگی، ماں کے پیٹوں میں کیا ہے،کوئی شخص کل کیا عمل کرنے والا ہےاور کسی شخص کی موت کہاں واقع ہوگی) تو اس نے بہت بڑا جھوٹ گھڑا۔

صحیح مسلم میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ اللہ کے رسول ﷺ رات کی نماز کس چیز سے شروع فرماتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ جب آپ ﷺ تہجد کو اُٹھتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

ترجمہ: اےاللہ جبرئیل،میکائیل اوراسرافیل کے رب،آسمانوں اورزمین کے پیدا

کرنے والے، غیب اور شہادت کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے جس میں وہ اختلاف میں پڑے ہیں۔ مجھے اپنے حکم سے جن باتوں میں اختلاف ہو گیا ہے حق کی رہنمائی کر بے شک تو ہی صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کرنے والا ہے۔

حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے قرآن کی ایک ایسی آیت قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ معلوم ہے کہ اس کو پڑھ کر جو بھی دعا کرتا ہے قبول ہوتی ہے پھر سورۂ زمر کی آیت ۴۶ تلاوت فرمائی۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے: آپ کہہ دیجئے کہ اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، کھلے اور چھپے کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان امور کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب والشہادت، ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے جس کا علم ذاتی اور کلی ہے یہی ہمارا عقیدہ ہے اللہ ہم کو اسی عقیدہ پر قائم رکھے اور اسی پر ہم کو وفات دے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۰) اللہ تعالیٰ ہی مختارِ کل ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُضْلِلْہٗ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ o
(الشوریٰ۔۱۲)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اسی کے پاس آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں جس کو چاہے زیادہ روزی دیتا ہے جس کو چاہے کم کر دیتا ہے بے شک وہ ہر چیز کو پوری طرح جاننے والا ہے۔

زندگی اور موت، راحت اور مصیبت، رزق کی وسعت اور تنگی، اولاد کا عطا کرنا سب اللہ تبارک وتعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ وہی مختارِ کل ہے۔

قُلْ مَنْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْہِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰہِ قُلْ فَاَنّٰی تُسْحَرُوْنَ o (المؤمنون۔۸۸،۸۹)

ترجمہ: آپ ان سے یہ پوچھیئے کہ اگر تم کو کچھ خبر ہے تو بھلا یہ تو بتاؤ کہ وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور وہ جس کو چاہے پناہ دے سکتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا؟ وہ ضرور یہی جواب دیں گے کہ یہ سب صفات بھی اللہ ہی کی ہیں۔آپ فرمایئے پھر تم کہاں سے فریب دیئے جاتے ہو؟

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِیْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِیْ يَتَوَفّٰكُمْ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ o وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ o وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ o وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ o (یونس۔۱۰۷-۱۰۴)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے اے لوگو! اگر تم میرے دین کی طرف سے کچھ شبہ میں ہو تو میرا دین یہ ہے کہ میں ان معبودوں میں سے کسی کی بھی عبادت نہیں کرتا جن کی تم خدا کے سوا عبادت کیا کرتے ہو بلکہ میں تو اس خدا کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری جانوں کو قبض کرتا ہے اور مجھ کو تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہوں اور نیز یہ حکم ہوا ہے کہ سب طریقوں سے یکسو ہو کر اپنے آپ کو اس دین یعنی اسلام پر مضبوطی سے قائم رکھوں اور تم مشرکوں میں سے ہرگز نہ ہونا اور نیز یہ کہ خدا کو چھوڑ کر کسی ایسی چیز کو نہ پکارنا جو تم کو نہ نفع پہنچا سکتی ہو اور نہ نقصان پہنچا سکتی ہو پھر اگر تم نے

بالفرض ایسا کیا تو اس وقت تم بھی ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ اور اگر اللہ تجھ کو کوئی ضرر پہنچائے تو اس ضرر کو سوائے اس کے کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تجھے کوئی نفع پہنچائے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے پہنچاتا ہے اور وہ بڑی مغفرت کرنے والا نہایت مہربان ہے۔

وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ○ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ○ (الانعام۔۱۷،۱۸)

ترجمہ: اور اے مخاطب اگر اللہ تجھ کو کوئی سختی پہنچائے تو اس سختی کو سوائے اس کے کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تجھ کو کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ اور وہی اپنے بندوں پر ہر اعتبار سے غالب ہے اور وہی ہے بڑی حکمت والا اور بڑا باخبر۔

وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰی○ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْیَا○ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰی○ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰی○ وَاَنَّ عَلَیْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰی○ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰی وَاَقْنٰی○ (النجم۔۴۳۔۴۸)

ترجمہ: اور یہ کہ وہی ہنساتا اور وہی رلاتا ہے اور یہ کہ وہی موت دیتا اور زندگی بخشتا ہے اور یہ کہ وہی دونوں قسمیں نر اور مادہ کی پیدا کرتا ہے نطفہ سے جب وہ نطفہ رحم میں ڈالا جاتا ہے اور یہ کہ اسی کے ذمہ ہے دوسری بار پیدا کرنا اور یہ کہ وہی مالدار بناتا اور غریب بناتا ہے۔

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ O (الزمر۔۴۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ روحوں کو ان کے مرتے وقت قبض کر لیتا ہے یعنی روح حیات کو اور جن کے مرنے کا وقت نہیں آیا ان کی روحوں کو بھی سوتے وقت قبض کر لیتا ہے یعنی روحِ تمیز کو پھر ان روحوں کو جن پر وہ موت کا حکم صادر کر چکا ہے ان کو تو روک لیتا ہے اور دوسری ارواح کو ایک مقررہ وقت تک کے لئے واپس بھیجتا ہے اس میں شک نہیں کہ اس تصرفِ خداوندی میں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں بڑے دلائل ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ کو اور اولیائے کرام کو بعض لوگوں نے مختار سمجھ لیا ہے اور ان کے نام کی دہائی دیتے ہیں اور ان کے نام کی نذر و نیاز کرتے ہیں تا کہ وہ ان کی مصیبتیں دور کریں، ان کے رزق میں فراخی کریں، ان کو خوشحالی عطا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے تعلق سے صاف فرمادیا:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ O (الاعراف۔۱۸۸)

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ میں خود اپنی ذات کے لئے نہ کسی نفع کا اختیار رکھتا ہوں

نہ کسی ضرر کا مگر جو اللہ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور اگر میں غیب داں ہوتا تو میں بہت سے فائدے اپنے لئے حاصل کرلیا کرتا اور مجھ کو کبھی کوئی نقصان نہ پہنچتا میں تو صرف ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں۔

جنگِ تبوک اللہ کے رسول ﷺ کے آخری دور میں ہونے والا غزوہ ہے۔ اس غزوہ میں آپ نے نفیرِ عام دے رکھی تھی سوائے شرعی طور پر معذور لوگوں کے سب نکلیں۔ گرمی کا موسم تھا، بڑی عسرت اور تنگی کا زمانہ تھا، سفر طویل تھا اور مقابلہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت قیصرِ روم سے تھا، کچھ صحابہ کرامؓ آپ کے پاس سواریاں طلب کرنے کے لئے آ گئے تو آپ نے انہیں سواریاں نہ ہونے کی وجہ سے لوٹا دیا۔

وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَا اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ۝ (التوبہ۔۹۲)

ترجمہ: اور نہ ان لوگوں پر کوئی گناہ اور الزام ہے جو آپ کی خدمت میں اس واسطے حاضر ہوئے کہ آپ ان کو کوئی سواری دیں اور آپ نے فرمایا کہ میں اپنے پاس کوئی سواری نہیں پاتا کہ جس پر تم کو سوار کردوں تو وہ یہ سن کر واپس گئے اور ان کی حالت یہ تھی کہ ان کی آنکھوں سے اس غم میں آنسو جاری تھے کہ ان کو خرچ کرنے کے لئے کچھ میسر نہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْلَا اَنَّ رِجَالًا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَطِيْبُ اَنْفُسُهُمْ اَنْ يَتَخَلَّفُوْا عَنِّیْ وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ

مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنْ اُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر مجھے یہ خوف اور لحاظ نہ ہوتا کہ بہت سے مسلمان اپنے بارے میں اس بات سے خوش نہیں ہوں گے کہ وہ مجھ سے پیچھے اور مجھ سے جدا رہیں اور مجھے کوئی ایسی سواری میسر نہیں جس پر میں ان سب کو سوار کردوں تو میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کسی بھی لشکر سے پیچھے نہیں رہتا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میری تمنا تو یہی ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔

اللہ کے رسول ﷺ اگر مختارِ کل ہوتے تو کیا جو لوگ جہاد میں نکلنے کے لئے تڑپ رہے تھے اور سواریاں نہ ہونے کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے ان کو سواریاں مہیا نہ کر سکتے؟

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے چچیرے بھائی حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ کو جو نصیحت فرمائی وہ اس طرح سے ہے:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ يَا غُلَامُ اِحْفَظِ اللّٰهَ

يَحۡفَظۡكَ اِحۡفِظِ اللّٰهَ يَجِدۡهُ تُجَاهَكَ وَاِذَا سَاَلۡتَ فَاسۡاَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسۡتَعَنۡتَ فَاسۡتَعِنۡ بِاللّٰهِ وَاعۡلَمۡ اَنَّ الۡاُمَّةَ لَوِ اجۡتَمَعَتۡ عَلٰی اَنۡ يَّنۡفَعُوۡكَ بِشَیۡءٍ لَمۡ يَنۡفَعُوۡكَ اِلَّا بِشَیۡءٍ قَدۡ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَلَوِ اجۡتَمَعُوۡا عَلٰی اَنۡ يَّضُرُّوۡكَ بِشَیۡءٍ لَمۡ يَضُرُّوۡكَ اِلَّا بِشَیۡءٍ قَدۡ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيۡكَ رُفِعَتِ الۡاَقۡلَامُ وَجُفَّتِ الصُّحُفُ (احمد،ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میں حضور اکرم ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا آپ نے مجھ سے فرمایا اے لڑکے اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کا خیال رکھو اللہ تمہارا خیال رکھے گا تم ہر وقت ہر معاملہ میں اللہ کی رضا کے طلب گار رہو اللہ بھی تمہارا خیال رکھے گا جب تمہیں سوال کرنا ہو تو صرف اللہ ہی سے سوال کرو جب تمہیں مدد مانگنا ہو تو صرف اللہ ہی سے مدد مانگو اور یہ جان لو کہ تمام مخلوق مل کر تمہیں نفع پہنچانا چاہیں تو ہرگز تمہیں نفع نہیں پہنچا سکتی سوائے اس کے جو اللہ نے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے اور اگر تمام مخلوق مل کر بھی کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو ہرگز تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی سوائے اس کے جو اللہ نے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھالئے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔

عَنۡ عَمۡرِو بۡنِ الۡعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ قَلۡبَ ابۡنِ اٰدَمَ بِكُلِّ وَادٍ شُعۡبَةٌ فَمَنۡ اَتۡبَعَ قَلۡبَهُ الشُّعَبَ كُلَّهَا لَمۡ يُبَالِ اللّٰهُ بِاَیِّ وَادٍ اَهۡلَكَهُ وَمَنۡ تَوَكَّلَ عَلَی اللّٰهِ كَفَاهُ الشُّعَبَ (ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا

کہ بلاشبہ انسان کے دل کے لئے ہر جنگل میں ایک شاخ اور ایک گوشہ ہے۔ پس جس شخص نے اپنے دل کو ان شاخوں اور گوشوں کی طرف متوجہ رکھا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی پروا نہیں کہ اس کو کس جنگل میں ہلاک کرے اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ پر توکل واعتماد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام کاموں کی درستی کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی مختارِ کل ہے اور ہمارے سارے کام بنانے والا ہے۔ ہم سب کو ایسا ہی عقیدہ رکھنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ اسی عقیدہ پر ہم کو قائم رکھے اور ہمارا خاتمہ اسی عقیدہ پر کرے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۱) دعا (۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُضْلِلْہٗ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَھُمْ عَنْ دُعَائِھِمْ غٰفِلُوْنَo (الاحقاف۔۵)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اور اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہوسکتا ہے جو اللہ کو چھوڑ کر ایسے معبود کو پکارے جو قیامت تک بھی اس کی پکار کو قبول نہ کرسکے اور ان کو ان مشرکوں کے پکارنے کی بالکل خبر بھی نہ ہو۔

ہر وقت، ہر جگہ، ہر کسی کی فریاد سننے والا اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہے۔ اللہ کے سوا کسی اور سے دعا کرنا بہت بڑا شرک ہے۔ جن ہستیوں کو یہ لوگ اللہ کے سوا

پکارتے ہیں نہ وہ سن سکتے ہیں اور نہ ان کے کام بنا سکتے ہیں۔

اَمَّنۡ يُّجِيۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكۡشِفُ السُّوۡٓءَ وَيَجۡعَلُكُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيۡلًا مَّا تَذَكَّرُوۡنَ ؕ (النمل۔۶۲)

ترجمہ: بھلا کون ہے جو بے قرار کی پکار کو پہنچتا ہے اور اس کی تکلیف و مصیبت کو دور کر دیتا ہے جب وہ بے قرار اس کو پکارتا ہے اور کون ہے جو تم کو زمین میں تصرف کا حقدار بناتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ تم لوگ بہت ہی کم غور کرتے ہو۔

يُوۡلِجُ الَّيۡلَ فِى النَّهَارِ وَيُوۡلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيۡلِ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ كُلٌّ يَّجۡرِىۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ لَهُ الۡمُلۡكُ وَالَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ مَا يَمۡلِكُوۡنَ مِنۡ قِطۡمِيۡرٍ ؕ اِنۡ تَدۡعُوۡهُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡا دُعَآءَكُمۡ وَلَوۡ سَمِعُوۡا مَا اسۡتَجَابُوۡا لَكُمۡ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكۡفُرُوۡنَ بِشِرۡكِكُمۡ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثۡلُ خَبِيۡرٍ ؕ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الۡغَنِىُّ الۡحَمِيۡدُ ؕ (فاطر۔۱۵-۱۳)

ترجمہ: وہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیا کرتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو تابع فرمان بنا رکھا ہے کہ ان میں سے ہر ایک مقررہ وقت تک چلتا رہے گا۔ یہی اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار ہے اسی کی حکومت ہے اور اس کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔ اگر تم ان کو پکارو بھی تو وہ تمہاری پکار کو سن نہیں سکتے اور اگر فرض کرو سن بھی لیں تو تمہاری پکار پر نہیں پہنچ سکتے اور قیامت کے دن وہ تمہارے اس شرک کا انکار کریں گے اور یہ

بات تمہیں خدائے خبیر کی طرح کوئی دوسرا نہیں بتا سکتا۔ اے انسانو! تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جو بے نیاز اور سب خوبیوں والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ (الحج۔۷۳)

ترجمہ: اے انسانو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے تم اس کو کان لگا کر سنو اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر تم لوگ جن معبودوں کی پرستش کرتے ہو وہ ایک مکھی بھی ہرگز نہیں پیدا کر سکتے اگرچہ وہ سب کے سب مکھی پیدا کرنے کے لئے جمع بھی ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے تو اس مکھی سے اس کو چھڑا بھی نہیں سکتے۔ طالب بھی کمزور اور مطلوب بھی کمزور۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝

(الرعد۔۱۴)

ترجمہ: سچا پکارنا اسی کے لئے خاص ہے اور جن معبودوں کو یہ لوگ خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کی پکار کا اس سے زیادہ کوئی جواب نہیں دے سکتے جیسے پانی کہ اس پانی کی طرف کوئی دونوں ہاتھ پھیلا کر یہ چاہے کہ وہ پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے حالانکہ وہ پانی کبھی اس کے منہ تک پہنچنے والا نہیں اور کافروں کی پکار نہیں ہے مگر محض بے سود۔

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ لَيَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ قُلۡ اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ اَرَادَنِىَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلۡ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوۡ اَرَادَنِىۡ بِرَحۡمَةٍ هَلۡ هُنَّ مُمۡسِكٰتُ رَحۡمَتِهٖ قُلۡ حَسۡبِىَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ يَتَوَكَّلُ الۡمُتَوَكِّلُوۡنَ ○

(الزمر۔۳۸)

ترجمہ: اور اے پیغمبر اگر آپ ان سے سوال کریں کہ بھلا آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ اس کا یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے۔ آپ ان سے کہئے کہ بھلا یہ تو بتاؤ جن معبودوں کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا یہ تمہارے معبود اس کی بھیجی ہوئی تکلیف کو مجھ سے دور کر سکتے ہیں یا اللہ تعالیٰ مجھ پر کوئی اپنی مہربانی کرنی چاہے تو کیا تمہارے یہ معبود اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیجئے پس مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے اسی پر بھروسہ کیا کرتے ہیں بھروسہ کرنے والے۔

جن ہستیوں کو یہ پکارتے ہیں وہ خود اللہ کی مخلوق ہیں یا اس کے بے اختیار بندے ہیں اور اللہ کے محتاج ہیں:

وَالَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ لَا يَخۡلُقُوۡنَ شَيۡـًٔا وَّهُمۡ يُخۡلَقُوۡنَ ○ (النحل۔۲۰)

ترجمہ: اور یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ خود کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود مخلوق ہیں۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمۡثَالُكُمۡ فَادۡعُوۡهُمۡ فَلۡيَسۡتَجِيۡبُوۡا لَكُمۡ اِنۡ

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ○ (الاعراف۔۱۹۴)

ترجمہ: (اے مشرکو!) بے شک جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں اچھا تم ان کو پکار کر دیکھو اگر تم سچے ہو تو ان کو چاہیئے کہ وہ تمہاری پکار کا جواب دیں۔

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا○ (بنی اسرائیل۔۵۷)

ترجمہ: جن لوگوں کو یہ مشرک پکارا کرتے ہیں ان کی خود یہ حالت ہے کہ وہ اپنے رب کی طرف پہنچنے کا ذریعہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اور وہ اللہ کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے خائف رہتے ہیں بے شک آپ کے رب کا عذاب ہے بھی ڈرنے کی چیز۔

دعا کی عظمت:

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَاَ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْن (احمد، ترمذی، ابوداود، نسائی، ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دعا عین عبادت ہے اس کے بعد آپ نے سند کے طور پر یہ آیت پڑھی: ''وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ۔۔۔۔'' (تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری

دعا قبول کروں گا اور جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب ذلیل وخوار ہوکر جہنم میں جائیں گے)۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دعا عبادت کا مغز اور جوہر ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ لَمْ یَسْاَلِ اللّٰہُ یَغْضَبُ عَلَیْہِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو اللہ سے نہ مانگے اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

دعا عین عبادت، عبادت کا جوہر اور مغز ہے۔ غیر اللہ سے دعا کرنا جیسے یا علی، یا غوث، یا خواجہ یہ سب بدترین قسم کے شرک ہیں۔ ایسے لوگوں کو دنیا میں بھی کچھ حاصل نہیں ہوگا اور آخرت میں جہنم میں جانا پڑے گا۔ اور جو لوگ دعا کرنے سے تکبر کرتے ہیں اور غیر اللہ سے سوال کرتے ہیں سب جہنم کا کندہ بننے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسی سے دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۲) دعا (ب)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ o (المؤمن۔۶۰)

صدق اللّٰه العظیم وصدق رسوله الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشهدین والشکرین۔

ترجمہ: اور تمہارے پروردگار نے فرمادیا کہ تم مجھ ہی سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا بے شک جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں عنقریب ذلیل وخوار ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔

تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمادیا کہ تم مجھ ہی سے دعا مانگو، مجھ ہی کو پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا تمہاری پکار کو پہنچوں گا بلاشبہ جو لوگ میری عبادت سے

سرتابی، غرور وتکبر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل وخوار ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بندگی کی شرط ہے اپنے رب سے مانگنا اور نہ مانگنا غرور ہے اگر دنیا نہ مانگے تو مغفرت ہی مانگے اور اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پکار کو پہنچتا ہے سو برحق بات یہ ہے مگر یہ نہیں کہ ہر بندے کی ہر دعا قبول کرے اپنی مرضی کے موافق مالک ہے اپنی خوشی سے کرتا ہے۔ (کشف الرحمٰن)

آیت کے پہلے حصہ میں دعا کا حکم ہے اور دوسرے حصہ میں جو عبادت سے تکبر کرتے ہیں ان کے لئے جہنم کی وعید ہے۔ معلوم ہوا کہ دعا عبادت ہے بلکہ عین عبادت اور مغزِ عبادت ہے جیسا کہ احادیث میں آیا ہے۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْن (احمد، ترمذی، ابوداود، نسائی، ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دعا عین عبادت ہے اس کے بعد آپ نے سند کے طور پر یہ آیت پڑھی: ''وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ '' (تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا اور جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب ذلیل وخوار ہوکر جہنم میں جائیں گے)۔

اللہ کے رسول ﷺ کے ارشاد کا منشا یہ ہے کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ بندے

جس طرح اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کے لئے دوسری محنتیں اور کوششیں کرتے ہیں اسی طرح کی ایک کوشش دعا بھی ہے جو اگر قبول ہوگئی تو بندہ کامیاب ہوگیا اور اس کو کوشش کا پھل مل گیا اور اگر قبول نہ ہوئی تو وہ کوشش بھی رائیگاں گئی بلکہ دعا کی ایک مخصوص نوعیت ہے اور وہ یہ کہ وہ حصولِ مقصد کا وسیلہ ہونے کے علاوہ بذاتِ خود عبادت ہے اور عینِ عبادت ہے اور اس پہلو سے وہ بندے کا ایک مقدس عمل ہے جس کا پھل اس کو آخرت میں ضرور ملے گا۔

اللہ کے رسول ﷺ کی امتیازی خصوصیت:

فرض اور نفل عبادتوں کے علاوہ جو چیز اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں نمایاں طور پر نظر آتی ہے وہ ذکر اللہ اور دعا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ جب گھر سے باہر نکل رہے ہیں تو ایک دعا پڑھ رہے ہیں، جب گھر میں داخل ہو رہے ہیں تو ایک دعا پڑھ رہے ہیں، کھانا شروع کرتے وقت ایک دعا پڑھ رہے ہیں، کھانا ختم ہوتے وقت ایک دعا پڑھ رہے ہیں، صبح ہو رہی ہے تو آپ ﷺ ایک دعا پڑھ رہے ہیں، شام ہو رہی ہے تو آپ ﷺ ایک دعا پڑھ رہے ہیں، حتیٰ کہ بیت الخلاء جا رہے ہیں تو ایک دعا پڑھ رہے اور فراغت کے بعد ایک دعا پڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ کا کوئی وقت ذکر و دعا سے خالی نہیں تھا۔ یہ چیز صاف ظاہر کرتی ہے کہ آپ ﷺ عبدیت کے سب سے اعلیٰ مقام پر تھے اور اللہ سے آپ ﷺ کا ایسا تعلق تھا جو کبھی منقطع نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے احادیث میں آتا ہے یَذْکُرُ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ اَحْیَانِہٖ (آپ ﷺ ہر وقت اللہ کی یاد میں رہتے تھے)۔

سب سے اعلیٰ مقام عبدیت ہے اور سب سے اعلیٰ حال ذکر ہے۔ یہ دونوں چیزیں آپ ﷺ کو حاصل تھیں۔ دعا کے تعلق سے آپ ﷺ کے چند ارشادات سنائے دیتا ہوں:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دعا عبادت کا مغز اور جوہر ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰہِ مِنَ الدُّعَآءِ (ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے یہاں کوئی چیز اور کوئی عمل دعا سے زیادہ عزیز نہیں۔

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ فُتِحَ لَهٗ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَآءِ فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَمَا سُئِلَ اللّٰہُ شَیْئًا یَعْنِیْ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ اَنْ یُّسْئَلَ الْعَافِیَةَ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروازہ کھل گیا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے اور اللہ کو دعا میں سب سے محبوب چیز یہ ہے کہ بندے اس سے عافیت طلب کریں۔

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ الدُّعَآءَ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ فَعَلَیْكُمْ عِبَادَ اللّٰہِ بِالدُّعَآءِ (ترمذی، احمد)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دعا کارآمد اور نفع مند ہوتی ہے ان حوادث میں بھی جو نازل ہو چکے ہیں اور ان میں سے بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئے پس اے خدا کے بندو دعا کا اہتمام کرو۔

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ رَبَّكُمْ حَيِیٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِیْ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ اَنْ يَّرُدَّهُمَا صِفْرًا (ترمذی، ابوداود)

ترجمہ: حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے پروردگار میں بدرجۂ غایت حیا اور کرم کی صفت ہے جب بندہ اس کے آگے مانگنے کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اس کو شرم آتی ہے کہ ان کو خالی واپس کرے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يُنْجِيْكُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَيَدُرُّلَكُمْ اَرْزَاقَكُمْ تَدْعُوْنَ اللّٰهَ فِیْ لَيْلِكُمْ وَنَهَارِكُمْ فَاِنَّ الدُّعَآءَ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ (ابویعلیٰ فی مسندہ)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہارے دشمنوں سے تمہارا بچاؤ کرے اور تمہیں بھرپور روزی دلائے۔ وہ یہ ہے کہ اپنے اللہ سے دعا کیا کرو رات میں دن میں کیونکہ دعا مؤمن کا خاص ہتھیار یعنی اس کی خاص طاقت ہے۔

قبولیتِ دعا کے ارکان وشرائط:

دعا صرف اللہ تبارک تعالیٰ سے ہی کرے اور پورے یقین سے مانگے کہ

اللہ تعالیٰ سن رہا ہے اور ضرور قبول کرے گا۔ قبولیت کی تاخیر کی وجہ سے دعا کرنا نہ چھوڑے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُدْعُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ وَاعْلَمُوْآ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَآءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ سے دعا کرو تو اس یقین کے ساتھ کرو کہ وہ ضرور قبول کرے گا اور جان لو کہ اللہ اس کی دعا قبول نہیں کرتے جس کا دل دعا کے وقت اللہ سے غافل اور بے پرواہو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنْ شِئْتَ اِرْحَمْنِیْ اِنْ شِئْتَ اُرْزُقْنِیْ اِنْ شِئْتَ وَلْيَعْزِمْ مَسْئَلَتَهٗ اِنَّهٗ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ وَلَا مُكْرِهَ لَهٗ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اس طرح نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے، تو چاہے تو مجھ پر رحم کر، تو چاہے تو مجھے روزی دے بلکہ اپنی طرف سے پورے عزم اور قطعیت کے ساتھ اللہ کے حضور اپنا سوال رکھے (اپنی عاجزی اور محتاجی کا اظہار کرے) بے شک اللہ تو وہی کرے گا جو وہ چاہے گا۔ کوئی ایسا نہیں جو زور ڈال کر اس سے کرا سکے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَالَمْ يُعَجِّلُ

فَيَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِىْ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری دعائیں اس وقت تک قبول ہوتی رہتی ہیں جب تک کہ جلدبازی سے کام نہ لیا جائے۔ جلدبازی یہ ہے کہ بندہ کہنے لگے کہ میں نے دعا کی تھی اور وہ قبول ہی نہ ہوئی۔

دعا کی قبولیت کے لئے حرام کے استعمال سے بچنا ضروری ہے:

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَآَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ يَآَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْلَمُوْا صَالِحًا اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ وَقَالَ يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلَ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ يَمُدَّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَآءِ يَا رَبِّ يَارَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِىَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذَالِكَ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اےئ انسانو اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاک ہی کو قبول کرتا ہے اس نے جو حکم اپنے رسولوں کو دیا تھا وہی حکم ایمان والوں کو دیا ہے اپنے رسولوں سے فرمایا کہ اےئ میرے رسولوں تم حلال چیز کھاؤ اور نیک اعمال کرو میں تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہوں (سورۂ مومنون) ایمان والوں سے فرمایا کہ اےئ وہ لوگو جو ایمان لائے ہو حلال چیزیں جو ہم نے دی ہیں وہ کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی بندگی کرنے والے

ہو (سورۂ بقرہ) اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا جو طویل سفر (حج یا عمرہ) کرتا ہے اس کے بال پراگندہ ہیں جسم اور کپڑے غبار آلودہ ہیں اور وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے کہ اے میرے رب اے میرے رب۔۔۔۔اور حالت یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے اس کا پینا حرام ہے اس کا لباس حرام ہے اور حرام سے ہی اس کی پرورش ہوئی ہے تو اس کی دعا کیسے قبول کی جائے؟

قبولیتِ دعا کی صورتیں:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَدْعُوْا بِدَعْوَۃٍ لَیْسَ فِیْهَا اِثْمٌ وَلَا قَطِیْعَةُ رَحْمٍ اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ بِهَا اَحْدٰی ثَلٰثٍ اِمَّا اَنْ یُعَجِّلَ لَهٗ دَعْوَتَهٗ وَاِمَّا اَنْ یَّدَّخِرَهَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَۃِ وَاِمَّا اَنْ یَّصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْٓءِ مِثْلَهَا قَالُوْا اِذًا نُّكْثِرُ قَالَ اللّٰهُ اَكْثَرُ (احمد)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلم بندہ بھی دعا کرتا ہے جس میں گناہ کی کوئی بات نہ ہو اور نہ قطعِ رحمی کی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور عطا کرتا ہے: ۱) جو مانگا ہے وہی دے دیتا ہے۔ یا ۲) اس کی دعا کو آخرت میں ذخیرہ بنایا جاتا ہے۔ یا ۳) کوئی مصیبت جو اس دعا کے حساب سے ہو روک دی جاتی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ جب یہ بات ہے کہ ہر دعا ضرور قبول ہوتی ہے تو ہم بہت زیادہ دعائیں کریں گے تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے پاس دینے کے لئے اس سے بھی زیادہ ہے۔

جس بندہ کی دعا بظاہر دنیا میں قبول نہیں ہوئی اور ان دعاؤں کے حساب سے آخرت میں اس کو جو ثواب ملے گا تو بندہ کی زبان سے بے اختیار نکلے گا کاش کہ دنیا میں میری کوئی دعا قبول نہ ہوتی اور ہر دعا کا ثواب آخرت میں ملتا۔ (کنزالعمال)

دعا کے آداب میں سے ہے کہ ہاتھ اٹھا کر سینے کے سامنے پھیلا کر جس طرح ایک سائل مانگتا ہے اس طرح دعا کرے، دعا کے ختم پر ہاتھوں کو منہ پر پھیر لے اور آمین کہے جس کا معنی ہے اے اللہ میری دعا قبول کر، دعا کی ابتداء اللہ کی حمد وثناء اور اللہ کے رسول ﷺ پر درود وسلام سے کرے پھر اپنی حاجت اللہ کے حضور رکھے، دعا کا اختتام بھی حمد وثناء اور درود وسلام پر ہو۔ حضرت سلیمان دارائیؒ فرماتے ہیں کہ جو دعا دو (۲) درودوں کے درمیان کی جائے گی وہ ان شاء اللہ ضرور قبول ہوگی۔ کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ پر بھیجا ہوا درود تو قبول ہوتا ہی ہے تو اللہ کی ذات سے بعید ہے کہ دو (۲) درودوں کو قبول کرے اور درمیان کی دعا کو چھوڑ دے۔ دعا کا مضمون بہت تفصیل طلب ہے کہ کن اوقات کی دعا قبول ہوتی ہے، کن مقامات میں دعا قبول ہوتی ہے، کن اشخاص کی دعا قبول ہوتی ہے؟ یہ سب تفصیلات حصنِ حصین اور حزب الاعظم وغیرہ میں ملیں گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص اور یقین سے دعا کے شرائط اور اداب کا لحاظ کرتے ہوئے خوب دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۳) سجدہ صرف اللہ کے لئے ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ o (حم سجدہ۔۳۷)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: اور منجملہ اللہ کی نشانیوں کے رات اور دن اور سورج اور چاند بھی اسی کی نشانیاں ہیں۔ تم لوگ نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ صرف اسی خدا کو سجدہ کرو جس نے ان نشانیوں کو پیدا کیا ہے اگر تم واقعی اللہ کی بندگی کرنے والے ہو۔

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا o (الجن۔۱۸)

ترجمہ: سجدے کے اعضاء کو صرف اللہ کے لئے جھکانا ہے پس تم اللہ کے ساتھ کسی

اور کومت پکارو۔

سجدہ عبادت کی سب سے اعلیٰ واشرف قسم ہے۔اس میں خضوع وتذلل، عاجزی وانکساری کامل صورت میں پائی جاتی ہے۔جس طرح نماز اللہ کے لئے مخصوص ہے اسی طرح سجدہ بھی اللہ کے لئے مخصوص ہے۔سجدے کی دو قسمیں ہیں ایک سجدۂ عبادت اور دوسرا سجدۂ تعظیم ۔سجدۂ عبادت تو ہر دور میں اور تمام شریعتوں میں صرف اللہ کے لئے ہی رہا اس پر علماء کا اتفاق ہے۔کسی اور کے لئے کبھی سجدہ جائز نہیں ہوا ہے۔ شریعتِ اسلامی نے سجدۂ تعظیم کو بھی حرام قرار دیا ہے۔افسوس کہ برِصغیر کے اکثر مسلمان اولیاء کی قبروں کے اور زندہ مرشدوں کے اور اپنے بزرگوں کے آگے سجدۂ تعظیمی کرتے ہیں ۔سجدۂ تعظیمی پہلی شریعتوں میں جائز تھا۔فرشتوں کا حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنا اور حضرت یوسفؑ کے سامنے ان کے بھائیوں اور والدین کا سجدہ ریز ہونا اسی قبیل سے تھا۔

عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَقُلْتُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحَقُّ اَنْ يُسْجَدَ لَهٗ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ اِنِّىْ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَاَنْتَ اَحَقُّ بِاَنْ يُسْجَدَ لَكَ فَقَالَ لِىْ اَرَاَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِىْ اَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا لَوْ كُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ يَسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ النِّسَآءَ اَنْ يَسْجُدْنَ لِاَزْوَاجِهِنَّ بِمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ حَقٍّ (ابوداود،احمد)

ترجمہ: حضرت قیس بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں حیرہ (شہر کا نام) گیا پس میں نے

دیکھا کہ وہاں کے لوگ اپنے سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں تو میں نے اپنے دل میں کہا اللہ کے رسول ﷺ اس کے حقدار ہیں کہ انہیں سجدہ کیا جائے پھر میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں آیا اورعرض کیا کہ تحقیق میں حیرہ گیا تھا وہاں میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں اور آپ اس کے لائق تر ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا بتا مجھے کیا تو اگر میری قبر پر سے گزرے گا تو اس کو سجدہ کرے گا تو میں نے کہا نہیں۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے سجدہ نہ کرو (نہ زندگی میں نہ مرنے کے بعد) اور اگر میں حکم کرتا کسی کو کہ سجدہ کرے کسی کے لئے تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں کیونکہ اللہ نے مردوں کا عورتوں پر بڑا حق مقرر کیا ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّهٗ اَتَی الشَّامَ فَرَاَی النَّصَارٰی تَسْجُدُ لِبَطَارِقَتِهَا وَاَسَاقِفَتِهَا قَالَ فَقُلْتُ لِاَیِّ شَیْءٍ تَصْنَعُوْنَ قَالُوْا هٰذَا كَانَ تَحِیَّةً لِلْاَنْبِیَآءِ قَبْلَنَا فَقُلْتُ نَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَصْنَعَ بِنَبِیِّنَا ﷺ فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهُمْ كَذَبُوْا عَلٰی اَنْبِیَآئِهِمْ كَمَا حَرَّفُوْا كِتَابِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَبْدَلَنَا خَیْرًا مِنْ ذٰلِكَ السَّلَامُ تَحِیَّةُ اَهْلِ الْجَنَّةِ (احمد)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ وہ شام تشریف لے گئے تو انہوں نے دیکھا کہ نصاریٰ اپنے بزرگوں کو سجدے کرتے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ یہ سجدے کیوں کرتے ہو تو انہوں نے کہا کہ ہم سے پیشتر نبیوں کے سلام

کرنے کا طریقہ یہی تھا۔ میں نے کہا تو پھر ہم آنحضرت ﷺ کو اسی طرح سلام کرنے کے ان سے زیادہ حقدار ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے اپنے نبیوں کے سر یہ جھوٹ اسی طرح لگا دیا ہے جس طرح اپنی آسمانی کتابوں میں تحریف کی ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر ہم کو سلام کا طریقہ تعلیم فرمایا ہے اور وہ لفظ السلام (علیکم) ہے، یہ طریقہ اہلِ جنت کے باہم سلام کرنے کا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ فِیْ نَفَرٍ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ فَجَاءَ بَعِیْرٌ فَسَجَدَ لَهٗ فَقَالَ اَصْحَابُهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَسْجُدُ لَكَ الْبَهَائِمُ وَالشَّجَرُ فَنَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَسْجُدَ لَكَ فَقَالَ اَعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَاَکْرِمُوْا اَخَاکُمْ وَلَوْ کُنْتُ اٰمُرُ اَنْ یَسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَلَوْ اَمَرَهَا اَنْ تَنْقُلَ مِنْ جَبَلٍ اَصْفَرَ اِلٰی جَبَلٍ اَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ اَسْوَدَ اِلٰی جَبَلٍ اَبْیَضَ کَانَ یَنْبَغِیْ لَهَا اَنْ تَفْعَلَهٗ (احمد)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت میں تھے ایک اونٹ آیا اور آپ کو سجدہ کیا۔ آپ ﷺ کے اصحاب نے کہا کہ یا رسول اللہ چوپائے اور درخت آپ کو سجدہ کرتے ہیں ہم اس بات کے ان سے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے رب کی عبادت کرو (سجدہ عبادت کے لئے ہوتا ہے یا تعظیم کے لئے ہوتا ہے دونوں طرح کا سجدہ اسلام میں غیر اللہ کے لئے حرام ہے) اور اپنے بھائی (اللہ کے رسول ﷺ)

کی تعظیم کرو اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اگر اس کا شوہر اسے اس بات کا حکم دے کہ پیلے پہاڑ کے پتھر کالے پہاڑ پر لے جائے اور کالے پہاڑ کے پتھر سفید پہاڑ پر لے جائے تو عورت کو چاہئیے کہ وہ اپنے شوہر کا حکم بجالائے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی تشریف آوری پر قیام پر بھی منع فرمایا:

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مُتَّکِئًا عَلٰی عَصًا فَقُمْنَا لَہٗ فَقَالَ لَا تَقُوْمُوْا کَمَا تَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ یُعَظِّمُ بَعْضُھَا بَعْضًا (ابوداود)

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ عصا کا سہارا لئے ہوئے باہر تشریف لائے تو ہم آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اس طرح مت کھڑے ہوا کرو جس طرح عجم کے لوگ کھڑے ہو کر بعض بعض کی تعظیم کرتے ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ یَکُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَیْھِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَکَانُوْا اِذَا رَاَوْہُ لَمْ یَقُوْمُوْا لِمَا یَعْلَمُوْنَ مِنْ کَرَاھِیَۃٍ لِذٰلِکَ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ صحابہؓ کی نظروں میں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کوئی شخص محبوب ومحترم نہ تھا۔ اس کے باوجود جب وہ آپ ﷺ کو دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ بات آپ ﷺ کو ناپسند ہوتی ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الرَّجُلُ مِنَّا یَلْقٰی اَخَاہُ اَوْ صَدِیْقَہٗ

اَیَنۡحَنِیۡ لَہٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَیَلۡتَزِمُہٗ وَیُقَبِّلُہٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَیَأۡخُذُہٗ بِیَدِہٖ وَیُصَافِحُہٗ قَالَ نَعَمۡ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر ہم میں ایک شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو کیا اس کی تعظیم کے لئے جھک سکتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ انہوں نے کہا اچھا تو کیا اس کو چمٹ کر بوسہ لے سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا کیا اس سے ہاتھ ملا کر مصافحہ کر سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں یہ کرے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی زندگی میں اپنی آمد پر صحابہ کرامؓ کو قیام کرنے سے منع کر دیا تھا۔ لہٰذا آپ کی تشریف آوری پر کوئی کھڑا نہیں ہوتا تھا حتیٰ کہ آپ نے جھکنے سے بھی منع فرما دیا، چمٹنے اور بوسہ لینے سے بھی منع فرما دیا۔ ۱۴۰۰ سال گزر گئے اب لوگ ہیں کہ کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ اس مجلس میں تشریف لاتے ہیں۔ شریعت کی رو سے دونوں باتیں غلط ہیں۔ کچھ لوگ جھک کر سلام کرتے ہیں یہ بھی غلط ہے اور کچھ لوگ تکبیرِ تحریمہ کہتے وقت جھک کر تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھتے ہیں یہ بھی انتہائی غلط ہے سیدھے کھڑے ہو کر تکبیرِ تحریمہ کہنی چاہئیے۔

قبروں کو سجدہ کرنے کی ممانعت:

عَنۡ عَائِشَۃَ قَالَتۡ لَمَّا اشۡتَکَی النَّبِیُّ ﷺ ذَکَرَ بَعۡضُ نِسَائِہٖ کَنِیۡسَۃً تُقَالُ لَھَا

مَارِيَةُ وَكَانَتْ أُمُّ سَلْمَةَ وَأُمُّ حَبِيْبَةَ اَتَتَا اَرْضَ الْحَبْشَةِ فَذَكَرَتَا مِنْ حُسْنِهَا وَتَصَاوِيْرِهَا فَرَفَعَ رَأْسَهٗ فَقَالَ اُولٰٓئِكَ اِذَا مَاتَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوْا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ اُولٰٓئِكَ شِرَارُ خَلْقِ اللّٰهِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب آنخضرت ﷺ علیل ہوئے تو آپ کی بعض ازواج نے اس گرجے کا قصہ ذکر کیا جس کا نام ماریہ تھا۔ یہ گرجا حبشہ میں تھا اور حضرت ام سلمہؓ اور حضرت ام حبیبہؓ پہلے وہاں جا چکی تھیں جب انہوں نے اس کے حسن وخوبی اور تصویروں کا حال بیان کیا تو آپ نے اپنا سرِ مبارک اٹھایا اور فرمایا یہ وہ لوگ تھے کہ جب ان میں کسی نیک آدمی کا انتقال ہوجاتا تو وہ اس کی قبر پر ایک مسجد (سجدہ گاہ) بنادیتے اور اس میں ان کی تصویر بنادیتے تھے یہی لوگ خدا کی مخلوق میں سب سے بدترین مخلوق ہیں۔

عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ اَلَا وَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّيْ اَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ (مسلم)

ترجمہ: حضرت جندبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنخضرت ﷺ سے خود سنا ہے آپ فرماتے تھے بغور سن لو کہ تم سے پیشتر امتیں اپنے نبیوں اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجدیں (سجدہ گاہ) بنالیا کرتے تھے۔ دیکھو تم قبروں کو مسجدیں نہ بنانا، میں تم کو

اس حرکت سے سختی سے روکتا ہوں۔

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ زَآئِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ (ابوداود، ترمذی، نسائی)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اوران لوگوں پر بھی جو قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے ہیں اس پر چراغ جلاتے ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ يُّتَجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ وَاَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ (مسلم)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا کہ قبر کو پختہ کیا جائے اوراس پرعمارت تعمیر کی جائے اوراس پر بیٹھا جائے۔

عَنْ اَبِیْ الْهَيَّاجِ الْاَسَدِيِّ قَالَ قَالَ لِیْ عَلِیٌّ اَلَا اَبْعَثُكَ عَلٰى مَا بَعَثَنِیْ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَهٗ وَلَا قَبْرًا مُّشْرِفًا اِلَّا سَوَّيْتَهٗ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوالہیاج اسدیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا میں تجھے اس کام کے لئے نہ بھیجوں جس کے لئے اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے بھیجا تھا؟ یعنی کوئی تصویر نہ چھوڑوں مگر اس کو مٹادوں کوئی اونچی قبر نہ چھوڑوں مگر یہ کہ اس کو برابر کردوں۔

اللہ کے رسول ﷺ کی اس سخت ممانعت کہ قبروں کو پختہ نہ کیا جائے، نہ اس

پر کوئی عمارت بنائی جائے اور نہ اس پر بیٹھا جائے اور نہ اس پر سجدے کئے جائیں، اس کے باوجود بھی اولیاء اللہ اور صالحین کے مزارات کو پختہ کیا گیا، گنبدیں بنائی گئیں اور باقاعدہ سجدے اور نذر ونیاز کا کاروبار ان پر شروع ہوگیا۔ شاید ہی کوئی چھوٹے بڑے ولی کا مزار ہوگا جو ان اعمال سے بچا ہوگا۔ چونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے دعا کی تھی کہ اے اللہ تو میری قبر کو بت ہونے سے بچا اس لئے وہی ایک مزار ہے جہاں پر کوئی غیر شرعی عمل نہیں ہوتا۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا يُعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ (مالک مرسلاً)

ترجمہ: حضرت عطاء بن یسارؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ یا اللہ میری قبر کو بت نہ بنا دینا کہ اس کی عبادت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا غصہ ان لوگوں پر بھڑک اٹھا جنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنا ڈالا۔

اللہ تعالیٰ ہم کو ہر طرح کے اعمالِ شرک سے بچا کر صحیح توحید کے عقیدہ پر قائم رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ کرے۔ آمین یارب العالمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۴) نذرونیاز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہٗ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَۃٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُہٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍo (البقرہ-۲۷۰)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اور تم لوگ جو کچھ بھی اور جہاں کہیں بھی خرچ کرتے ہو یا کسی قسم کی کوئی منت مانتے ہو سو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًاo (الدہر-۷)

ترجمہ: (ابرار لوگ اللہ سے) مانی ہوئی منتوں کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرا کرتے ہیں جس کی سختی ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی۔

نذر یا منت:

نذر یا منت اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے نفس پر کسی شرط پر اس چیز کو واجب کرے جو اس پر واجب نہیں ہے۔نذر اور منت صرف اللہ تعالیٰ سے ہی کرنا چاہیئے غیر اللہ کی نذر و منت شرک ہے۔مشہور کتاب ''بحرالرائق'' میں اس طرح لکھا ہے کہ عوام جو اس طرح نذر مانتے ہیں کہ کوئی آدمی ان کا غائب ہے یا بیمار ہے یا اس کو حاجت ہو کسی ضروری کام کی صالحین کے مزارات پر آکر ان کا پردہ اپنے سر پر رکھ کر کہتے ہیں کہ اے فلاں فلاں بزرگ اگر میرا غائب آدمی آجائے یا مجھے عافیت ہو جائے یا میرا بیمار شفاء پا جائے تو اس قدر سونا یا چاندی یا کھانا یا پانی یا شمع یا تیل آپ کے لئے ہے۔یہ نذر باطل ہے کیونکہ اَنَّہٗ نَذْرٌ لِمَخْلُوْقٍ وَالنَّذْرُ لِلْمَخْلُوْقِ لَا یَجُوْزُ لِاَنَّہٗ عِبَادَۃٌ وَالْعِبَادَۃُ لَا یَکُوْنُ لِمَخْلُوْقٍ وَمِنْھَا اَنَّ الْمَنْذُوْرَ لَہٗ مَیِّتٌ وَالْمَیِّتُ لَا یَمْلِکُ وَمِنْھَا اِنْ ظَنَّ اَنَّ الْمَیِّتَ یَتَصَرَّفُ فِی الْاُمُوْرِ دُوْنِ اللّٰہِ فَاعْتِقَادُہٗ بِہٖ ذٰلِکَ کُفْرٌ (کیونکہ نذر کسی مخلوق کے لئے جائز نہیں ہے۔نذر چونکہ عبادت ہے اس لئے سوائے اللہ کے کسی کے لئے جائز نہیں ہے اور چونکہ جس ہستی سے منت مانی جارہی ہے وہ تو میت ہے اور میت کسی چیز کی مالک نہیں ہوتی۔اگر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ میت مختلف امور میں تصرف کرتی ہے اللہ کے ماسوا تو ایسا اعتقاد کفر ہے)۔ہاں اس طرح اللہ کے لئے نذر مانے کہ میرا بیمار شفاء پا جائے یا میری حاجت پوری ہو جائے یا میرا غائب لوٹ کر آجائے تو میں فلاں بزرگ کی مزار پر جو

فقراء ہیں ان کو کھلاؤں گا یا مسجد کے لئے بورے دوں گا یا تیل دوں گا یا روشنی کا انتظام کروں گا تو اس طرح کی نذر جائز ہے۔ (مظاہر حق۔ جلد سوم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَنْذُرُوْا فَاِنَّ النَّذْرَ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْقَدْرِ شَیْئًا وَاِنَّمَا یُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَخِیْلِ الْمَالُ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نذر مت مانو کیونکہ نذر تقدیر کو پلٹ نہیں سکتی سوائے اس کے کچھ نہیں ہوتا کہ بخیل سے کچھ مال نکالا جاتا ہے۔

سخی آدمی اللہ کے نام پر خود ہی دیتا ہے، اپنی کسی حاجت کے پورے ہونے کے لئے اللہ سے کوئی شرط نہیں لگاتا کہ تو میرا کام کر میں تیری راہ میں اتنا دوں گا۔ اس طرح نذر کرنے کو پسند نہیں کیا گیا ہے۔ جب کسی کام پر عبادت کی منت مانی پھر وہ کام ہو گیا تو جس واسطے منت مانی تھی تو اس منت کا پورا کرنا واجب ہے اگر نہ کرے گا تو گناہگار ہوگا۔ منت سوائے اللہ کے کسی کی جائز نہیں ہے۔ نہ نبی کی، نہ فرشتے کی، نہ ولی کی اور نہ کسی کی۔ شرک کی قسموں میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے منت مانے اور امید رکھے کہ ہماری نذر سے مرادیں پوری ہوں گی۔

منت کے شرائط:

شرعاً منت ماننا جائز ہے مگر اس کے چند شرائط ہیں۔

۱) ایک یہ ہے کہ منت اللہ کے نام کی مانی جائے، غیر اللہ کی منت جائز نہیں ہے بلکہ

شرک اور گناہ ہے۔

۲) منت صرف عبادت کے کام کی صحیح ہے۔ جو کام عبادت نہیں ہے اس کی منت بھی صحیح نہیں ہے۔

۳) عبادت بھی ایسی ہو کہ کبھی فرض یا واجب ہوتی ہے جیسے نماز، روزہ، حج، قربانی وغیرہ۔ ایسی عبادت کہ اس کی جنس کبھی فرض یا واجب نہیں ہوتی اس کی منت بھی صحیح نہیں ہے۔

۴) صرف دل میں خیال آنے سے منت نہیں ہوتی بلکہ زبان سے ادا کرنے کے ساتھ ہوتی ہے۔

۵) کام پورا ہونے کے بعد منت کا پورا کرنا لازم ہے پہلے نہیں اگر پہلے ہی منت ادا کر دیا تو کام ہونے کے بعد دوبارہ کرنا پڑے گا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ كَفَّارَتُهٗ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ (ابوداود، ترمذی، نسائی)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گناہ کی نذر کا پورا کرنا جائز نہیں ہے اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ دینا ہے۔

قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس محتاجوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلانا یا دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کپڑا پہنا دینا یا ایک غلام یا باندی آزاد کرنا ان میں سے کسی چیز کا مقدور نہ ہو یا میسر نہ ہو تو پے در پے تین روزے رکھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَمْ یُسَمِّہٖ فَکَفَّارَتُہٗ کَفَّارَۃُ یَمِیْنٍ وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا فِیْ مَعْصِیَۃٍ فَکَفَّارَتُہٗ کَفَّارَۃُ یَمِیْنٍ وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَا یُطِیْقُہٗ فَکَفَّارَتُہٗ کَفَّارَۃُ یَمِیْنٍ وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا اَطَاقَہٗ فَلْیَفِ بِہٖ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ایسی نذر کی جس کا نام نہیں لیا تو اس پر کفارۂ یمین (قسم کا کفارہ) ہے، جس نے گناہ کی نذر کی تو اس پر بھی کفارۂ یمین ہے، جس نے ایسی نذر کی جس کی وہ استطاعت نہیں رکھتا اس پر بھی کفارۂ یمین ہے، جس نے ایسی (نیکی کی) نذر کی جس کی وہ طاقت رکھتا ہے تو وہ اس کو پورا کرے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اُخْتَ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ مَاشِیَۃً وَاَنَّھَا لَا تُطِیْقُ ذٰلِکَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنْ مَشْیِ اُخْتِکَ فَلْتَرْکَبْ وَلْتُھْدِ بَدَنَۃً وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَنَّ اللّٰہَ لَا یَصْنَعُ بِشِقَآءِ اُخْتِکَ شَیْئًا فَلْتَحُجَّ رَاکِبَۃً وَتُکَفِّرَ یَمِیْنَھَا (ابوداود، ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ عقبہ بن عامرؓ کی بہن نے اس بات کی نذر مانی کہ پیدل حج کرے اور اس کی وہ طاقت نہیں رکھتی تھی اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہے تیری بہن کے پیدل چلنے سے اس کو چاہئیے کہ سوار ہوکر حج کرے اور ایک بدنہ (قربانی کا جانور) ذبح کرے۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ اللہ تیری بہن کو مشقت نہیں دینا چاہتا کیونکہ مشقت میں ثواب نہیں

ہے اس کو چاہئیے کہ سوار ہو جائے اور اپنی قسم کا کفارہ دے۔

ایک مکھی کی نذر کرنے سے ایک آدمی جہنم میں چلا گیا اور ایک جنت میں:

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَاب يَرْفَعُهٗ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ الْجَنَّةَ فِىْ ذُبَابٍ وَدَخَلَ رَجُلٌ النَّارَ فِىْ ذُبَابٍ قَالُوْا وَكَيْفَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَرَّ رَجُلَانِ عَلٰى قَوْمٍ لَهُمْ صَنَمٌ لَا يَجُوْزُهٗ اَحَدٌ حَتّٰى يُقَرِّبَ لَهٗ شَيْئًا فَقَالُوْا لِاَحِدِهِمَا قَرِّبْ فَقَالَ لَيْسَ عِنْدِىْ شَىْءٌ قَالُوْا قَرِّبْ وَلَوْ ذُبَابًا فَقَرَّبَ ذُبَابًا فَخَلُّوْا سَبِيْلَهٗ فَدَخَلَ النَّارَ وَقَالُوْا لِلْاٰخَرِ قَرِّبْ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِاُقَرِّبَ شَيْئًا دُوْنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَضَرَبُوْا عُنُقَهٗ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ (احمد)

ترجمہ: حضرت طارق بن شہابؓ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ صرف ایک مکھی کی بدولت ایک شخص تو جنت میں داخل ہوگیا اور دوسرا جہنم میں۔ لوگوں نے تعجب سے پوچھا یا رسول اللہ یہ کیسے ہوا؟ فرمایا کسی قوم کا ایک بت تھا ان کا دستور یہ تھا کہ کوئی شخص اس پر بھینٹ (نذر) چڑھائے بغیر ادھر سے گذر نہیں سکتا تھا۔ اتفاق سے یہ دو شخص ادھر سے گذرے انہوں نے اپنے دستور کے مطابق ان میں سے ایک شخص سے کہا نیاز چڑھا وہ بولا اس کے لئے میرے پاس تو کچھ نہیں وہ بولے کچھ نہ کچھ تو ضرور چڑھا دے خواہ ایک مکھی ہی سہی۔ اس نے ایک مکھی چڑھا دی اور انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اس کی وجہ سے وہ جہنم میں چلا گیا۔ اب دوسرے سے کہا کہ تو بھی کچھ نذر چڑھا وہ بولا کہ اللہ عزوجل کے سوا میں کسی کو نذر نہیں چڑھاتا یہ سن کر انہوں نے

اس کی گردن اڑا دی اور وہ جنت میں داخل ہوگیا۔

عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ قَالَ سُئِلَ عَلِیٌّ هَلْ خَصَّكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِشَیْءٍ فَقَالَ مَا خَصَّنَا بِشَیْءٍ لَمْ یَعُمَّ بِهِ النَّاسَ اِلَّا مَا فِیْ قِرَابِ سَیْفِیْ هٰذَا فَاَخْرَجَ صَحِیْفَةً فِیْهَا لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰهِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْاَرْضِ وَفِیْ رِوَایَةٍ مَنْ غَیَّرَ مَنَارَ الْاَرْضِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهٗ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ اٰوٰی مُحْدِثًا (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوطفیلؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ کیا اللہ کے رسول ﷺ نے کچھ خاص باتیں آپ کو بتائی ہیں جو عام لوگوں کو نہیں بتائیں تو انہوں نے فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے کوئی ایسی خاص بات نہیں بتائی جس سے عوام کو محروم رکھا ہو سوائے چند امور کے جو میری تلوار کے میان میں لکھے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے ایک تحریر نکالی جس میں یہ احکام تھے: اللہ کی لعنت ہے اس پر جو غیر اللہ کے تقرب کی نیت سے جانور کو ذبح کرے، اللہ کی لعنت ہے اس پر جو راستے کے نشانات چرائے دوسری روایت میں ہے کہ ان کو ادھر ادھر کرے، اللہ کی لعنت ہے اس پر جو اپنے والد پر لعنت کرے اور اللہ کی لعنت ہے اس پر جو کسی بدعتی کو پناہ دے۔

نسائی کی روایت میں ہے کہ یہ سوال کرنے پر حضرت علیؓ کو اتنا غصہ آیا کہ آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور فرمایا کہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ ﷺ بطورِ راز کچھ باتیں ہمیں بتائیں جس سے عوام کو محروم رکھیں۔ اتفاق سے جس وقت آپ ﷺ نے

یہ باتیں ارشاد فرمائی تھیں میں اور آپ ہی گھر میں موجود تھے تو اس کو میں نے لکھ کر رکھ لیا ہے۔ تو حضرت علیؓ کو راز کی باتیں بتانا یہ افسانہ ہے جو شیعوں نے گھڑ رکھا ہے جو سنیوں میں بھی چل گیا ہے۔ تعلیم و تعلم میں منصبِ نبوت ہرگز کسی تفریق کو برداشت نہیں کرسکتا۔

بعض مسلمان مرد و عورت جہالت کی وجہ سے منت مانگتے ہیں کہ اے فلاں ولی میرا لڑکا بیمار ہے اگر اسے آرام ہو جائے تو آپ کے نام کی اتنی نذر کروں گا۔ اب اگر اس لڑکے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم کی وجہ سے آرام دے دیا تو نذر و نیاز لے کر بڑی خوشی سے اس درگاہ پر کفر و شرک کرنے لگتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اس بچے کو دنیا سے اٹھا لیا یعنی موت دے دی تو ساری بدنامی اللہ کے سر پڑتی ہے ولی کے سر کچھ نہیں۔ اگر کوئی پوچھے کہ تمہارے لڑکے کو آرام نہیں ہوا آپ لوگوں نے بہت کوششیں کیں کفر بھی کیا، شرک بھی کیا، بدعت بھی نہیں چھوڑی پھر بھی آپ کے بچے کو آرام نہیں ہوا تو جواب میں کہیں گے کہ بھائی اللہ کو منظور ہی نہیں تھا کہ ہمارے بچے کو آرام ہو۔ دیکھئے کہ کس طرح بے وقوفی اور جہالت ہے جانتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی شفاء نہیں دے سکتا۔ سینکڑوں جاہل اولیاء اللہ، فرشتوں اور دیگر غیر محسوس چیزوں کو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہماری ضرورت پورا کریں گے اگر ہم ان کی پرستش نہ کریں تو ہمارے کاروبار میں فرق آجائے گا وہ ہم کو نقصان یا تکلیف پہنچائیں گے۔ اگر اتفاقاً ان کی مراد حاصل ہو جائے تو ان کے باطل خیال کی قوی دلیل ہو جاتی

ہے درحقیقت یہ قوتِ وہمیہ کی کاریگری ہے اور کچھ نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو غیر اللہ کی نذر سے بچ کر صرف اللہ ہی سے مانگنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۵) شرک کی مذمت (۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ حَمِيْدٌ o وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَىَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ o (لقمٰن۔۱۲،۱۳)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشٰهدين والشٰكرين۔

ترجمہ: اور بلاشبہ ہم نے لقمان کو دانائی عطا کی اور حکم دیا کہ اللہ کا شکر ادا کرتا رہ اور جو شخص شکر کرتا ہے تو اپنے ہی بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز اور تمام تعریفوں کا مستحق ہے۔ اور وہ واقعہ قابلِ ذکر ہے جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا اے میرے بیٹے خدا کے ساتھ کسی کو شریک مت

کرنا بلاشبہ شرک بہت بڑا گناہ ہے۔

نا قابلِ معافی گناہ:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ وَيَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدِ افۡتَرٰٓى اِثۡمًا عَظِيۡمًاo (النساء۔۴۸)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے ماسوا جو گناہ ہیں جس کے چاہے بخش دے گا اور بات بھی یہ ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو اس نے بہت ہی بڑے جرم کا ارتکاب کیا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ وَيَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيۡدًاo (النساء۔۱۱۶)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے ماسوا جو گناہ ہیں جس کے چاہے بخش دے گا اور بات بھی یہ ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو وہ بہت دور گمراہی میں جا پڑا۔

لَقَدۡ كَفَرَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡمَسِيۡحُ ابۡنُ مَرۡيَمَ وَقَالَ الۡمَسِيۡحُ يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآئِيۡلَ اعۡبُدُوا اللّٰهَ رَبِّىۡ وَرَبَّكُمۡ اِنَّهٗ مَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ الۡجَنَّةَ وَمَاۡوٰهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍo (المائدہ۔۷۲)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے یہ کہا کہ مسیح ابن مریم ہی عین خدا ہے

حالانکہ خود حضرت مسیحؑ نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے یقین جانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت کو حرام ٹھہرایا ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

دنیا کی زندگی میں ایک بندہ سے چاہے جتنے بھی بڑے گناہ ہو جائیں اگر وہ توبہ واستغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے۔ بندہ کے لئے جب تک کہ وہ عالمِ سکرات میں نہیں پہنچا ہے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ عالمِ آخرت میں اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو معاف کریں گے لیکن کفر وشرک کے گناہ کو ہرگز معاف نہیں کریں گے۔ کفر وشرک کے مرتکب کو ہمیشہ جہنم میں عذاب بھگتنا پڑے گا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ قُلْتُ لَهٗ اِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ اَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ اَنْ تُزَانِیْ حَلِيْلَةَ جَارِكَ (مسلم) فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی تَصْدِيْقِهَا (وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ فرمایا یہ کہ تو اس کا شریک ٹھہرائے

حالانکہ تجھ کو اسی نے پیدا کیا ہے۔ میں نے کہا بے شک یہ تو بہت بڑا جرم ہے۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد (کونسا گناہ)، فرمایا یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس خوف سے مارڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھانے میں شریک ہوگی۔ میں نے عرض کیا پھر (کونسا گناہ)، فرمایا یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زناء کرے۔ صحیح مسلم کے دوسری روایت میں ہے کہ اللہ نے اس کی تصدیق کے لئے سورۂ فرقان میں آیت نازل فرمائی کہ (یہ لوگ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے، کسی جان کو جس کو اللہ نے قابلِ احترام ٹھہرایا ہے ناحق قتل نہیں کرتے اور یہ لوگ بدکاری نہیں کرتے جو بھی یہ کام کرے گا وہ گناہ کا وبال دیکھے گا)۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ اَنْ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَاَنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُكْ صَلٰوةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمَرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ (ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ میرے سب سے بزرگ محبوب نے مجھے یہ وصیت فرمائی ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تمہاری بوٹی بوٹی کردی جائے اور تم کو جلا کر خاک بھی کردیا جائے اور دیکھو جان بوجھ کر کوئی فرض نماز نہ چھوڑنا کیونکہ جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑ بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے بری الذمہ ہوجاتا ہے اور شراب کبھی نہ پینا کیونکہ اس سے تمام برائیوں کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ عَبْدٍ يَعْبُدُاللّٰهَ وَلَا

يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَيُقِيمُ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قَالَ فَسَأَلُوْهُ مَا الْكَبَآئِرُ قَالَ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَقَتْلُ النَّفْسِ (حاکم مستدرک)

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں کوئی بندہ جو اللہ کی عبادت کرے اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دیتا رہے اور کبائر سے بچتا رہے مگر یہ کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ کبائر (بڑے گناہ) کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، دشمن سے مقابلہ کے وقت میدانِ جنگ سے بھاگ جانا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا یہ سب کبائر ہیں۔

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيَغْفِرُ لِعَبْدِهٖ مَالَمْ يَقَعِ الْحِجَابُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْحِجَابُ قَالَ اَنْ تَمُوْتَ نَفْسٌ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ (بیہقی)

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے گناہ برابر بخشتا رہتا ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی رحمت (اور اس کے بندہ کے درمیان) پردہ نہیں پڑتا۔ صحابہؓ نے عرض کیا وہ پردہ کیا چیز ہے؟ فرمایا وہ پردہ یہ ہے کہ شرک کے عقیدہ پر کسی کی موت آجائے۔

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يَعْدِلُ بِهٖ شَيْئًا فِي الدُّنْيَا

ثُمَّ کَانَ عَلَیۡهِ مِثۡلُ جِبَالٍ ذُنُوۡبٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ (بیہقی)

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے دنیا میں کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہیں کیا اگر اس پر پہاڑ کے برابر بھی گناہ ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کریں گے۔

عَنۡ اَبِیۡ اَیُّوۡبَ الۡاَنۡصَارِیِّ قَالَ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوۡلُ مَنۡ مَاتَ لَا یُشۡرِكُ بِاللّٰهِ شَیۡئًا دَخَلَ الۡجَنَّةَ (احمد، شیخان)

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اس حال میں مر جائے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ عَنۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَنۡ عَلِمَ اَنِّیۡ ذُوۡ قُدۡرَةٍ عَلٰی مَغۡفِرَةِ الذُّنُوۡبِ غَفَرۡتُ لَهٗ وَمَا اُبَالِیۡ لَمۡ یُشۡرِكۡ بِهٖ شَیۡئًا (شرح السنہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص اس بات کا یقین رکھتا ہے کہ میں گناہوں کو بخشنے کی قدرت رکھتا ہوں تو میں پرواہ نہیں کرتا اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہوں بشرطیکہ اس نے شرک نہ کیا ہو۔

عَنۡ عَائِشَةَ قَالَتۡ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ الدَّوَاوِیۡنُ ثَلَاثَةٌ دِیۡوَانٌ لَا یَغۡفِرُ اللّٰهُ الۡاِشۡرَاكُ بِاللّٰهِ یَقُوۡلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرِكَ بِهٖ وَدِیۡوَانٌ لَا یَتۡرُکُهٗ

اللّٰهُ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ حَتّٰى تَقْتَصَّ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَدِيْوَانٌ لَا يَعْبَا اللّٰهُ بِهٖ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اللّٰهِ فَذَاكَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ وَاِنْ شَآءَ تَجَاوَزَ عَنْهُ (شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اعمال کے تین دفتر ہیں ایک شرک کا دفتر اس کی بخشش کا کوئی امکان نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے کہ وہ اس بات کو ہرگز معاف نہیں کرے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے۔ دوسرا دفتر جس کا انتقام لئے بغیر اللہ نہیں چھوڑیں گے وہ بندوں کے باہم ایک دوسرے پر حقوق ہیں۔ تیسرا دفتر ان حقوق کا ہے جو اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان ہے اس کا معاملہ اللہ کی مرضی پر موقوف ہے چاہے تو معاف کرے چاہے تو سزا دے۔

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ اَوْصَانِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ قَالَ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَعُقَّنَ وَالِدَيْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلٰوةً مَكْتُوْبَةً فَاِنَّ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَلَا تَشْرِبَنَّ خَمْرًا فَاِنَّهٗ رَاْسُ كُلِّ فَاحِشَةٍ وَاِيَّاكَ وَالْمَعْصِيَةَ فَاِنَّ بِالْمَعْصِيَةِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰهِ وَاِيَّاكَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَاِنْ هَلَكَ النَّاسُ وَاِذَا اَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ وَاَنْتَ فِيْهِمْ فَاثْبُتْ وَاَنْفِقْ عَلٰى عَيَالِكَ مِنْ طَوْلِكَ وَلَا تَرْفَعْ عِنْهُمْ عَصَاكَ اَدَبًا وَاَخِفْهُمْ فِى اللّٰهِ (احمد)

ترجمہ: حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی۔ ۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اگرچہ تمہیں جان سے مار ڈالا جائے اور جلا کر خاک بھی کر دیا جائے، ۲) اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرنا اگرچہ وہ اہل و مال کو چھوڑنے کا حکم ہی کیوں نہ دیں، ۳) کوئی فرض نماز نہ چھوڑنا کیونکہ جو قصداً نماز چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بری الذمہ ہو جاتا ہے، ۴) شراب نہ پینا کیونکہ یہ تمام بے حیائیوں کا سرچشمہ ہے، ۵) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے دور رہنا کیونکہ نافرمانی سے اللہ تعالیٰ کا غصہ نازل ہوتا ہے، ٦) جہاد میں ہرگز نہ بھاگنا اگرچہ اور لوگ بھاگ جائیں، ۷) جب لوگوں میں وبا پھیلے اور تم موجود ہو تو ثابت قدم رہنا بھاگنا مت، ۸) اپنی اولاد پر اپنی وسعت کے موافق خرچ کرتے رہنا، ۹) بنظرِ ادب اپنا ڈنڈا ان سے ہٹانا، ۱۰) اللہ کے معاملہ میں انہیں ڈراتے رہنا۔

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَھْوَنُ اَھْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُوْ طَالِبٍ وَھُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَیْنِ یَغْلِیْ مِنْھَا دِمَاغُہٗ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جہنمیوں میں سب سے زیادہ ہلکا عذاب ابو طالب کو ہوگا۔ وہ صرف آگ کے دو جوتیاں پہنے ہوئے ہوں گے اس کی وجہ سے ان کا دماغ کھولتا رہے گا۔

اللہ کے رسول ﷺ جب چھ سال کے تھے تو آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا اور پھر آپ دادا کی سرپرستی میں پرورش پاتے رہے۔ آپ آٹھ سال کے تھے تو دادا کا

بھی انتقال ہوگیا۔ یہ ابوطالب تھے جو آپ کے سگے چچا تھے جنہوں نے اپنی اولاد سے بڑھ کر آپ کی نگہداشت اور پرورش کی۔ جب آپ نبی بنائے گئے تو تمام قریش آپ کے مخالف ہوگئے لیکن آپ کے چچا آپ کے سینہ سپر اور پشت پناہ بنے رہے لیکن انہوں نے ایمان قبول نہیں کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ کے تمام مشکل حالات میں آپ ﷺ کا ساتھ دیتے رہے۔ جب ابوطالب کے انتقال کا وقت آگیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ چچا جان اب تو کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ لیجئے مگر عیادت کرنے آئے ہوئے سرداروں نے آپ کو عار دلائی کہ کیا مرتے وقت آپ بھتیجے کا کلمہ پڑھ لیں گے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے چچا کے قریب جا کر کہا کہ میرے کان میں تو کلمہ پڑھ لیجئے کل میں اللہ کے پاس آپ کے ایماندار ہونے کی گواہی دوں گا تو ابوطالب نے کہا کہ بیٹے یہ لوگ مجھے عار دلا رہے ہیں میں تمہارا کلمہ نہیں پڑھتا میں اپنے باپ دادا کے دین پر مرتا ہوں۔

حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ کے پاس سے گذرے اور انہیں سلام کیا لیکن انہوں نے سلام کا جواب نہیں دیا تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اس بات کی شکایت کی۔ دونوں حضرت عثمانؓ کے پاس تشریف لائے اور سلام کا جواب نہ دینے کی وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ وہ کسی گہری فکر میں ڈوبے ہوئے ہیں پوچھنے پر بتایا کہ اللہ کے رسول ﷺ دنیا سے گذر گئے مگر ہم نے یہ نہیں پوچھا کہ اس امر کی نجات کس چیز میں ہے؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں نے اللہ کے

رسول ﷺ سے پوچھ لیا ہے کہ نجات اس کلمہ (لاالہ الا اللہ) میں ہے جو میں نے اپنے چچا پر پیش کیا تھا مگر انہوں نے قبول نہیں کیا۔

ان تمام آیات اور احادیث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ شرک ابدی ہلاکت ہے اور صرف توحید ہی نجات کا واحد راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ہر قسم کے شرک سے بچا کر توحید کے صحیح عقیدہ پر قائم رکھے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۶) شرک کی مذمت (ب)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْآ اُوْلِىْ قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ o وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ o (التوبہ۔۱۱۳،۱۱۴)

صدق اللّٰه العظیم وصدق رسوله الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشٰهدین والشٰکرین۔

ترجمہ: نبی کے لئے اور ایمان والوں کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ جب ان کو مشرکین کا جہنمی ہونا ظاہر ہو چکا اس کے بعد بھی وہ ان کے لئے مغفرت کی دعا کریں خواہ وہ مشرک ان کے قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں اور رہا ابراہیمؑ کا اپنے باپ کے لئے

بخشش طلب کرنا تو وہ محض ایک وعدے کی بنا پر تھا جو اس نے اپنے باپ سے کیا تھا پھر جب اس کو یہ ظاہر ہو گیا کہ اس کا باپ خدا کا دشمن ہے تو وہ اس سے بے تعلق ہو گیا بلا شبہ ابراہیمؑ بڑا نرم دل اور متحمل مزاج تھا۔

جب یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ مشرکین جہنمی ہیں تو اس کے بعد نہ نبی کو یہ بات جائز ہے اور نہ دوسرے مسلمانوں کو کہ وہ کفر و شرک پر مرنے والوں کے لئے دعائے مغفرت کریں چاہے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں خواہ ابو طالب کی موت کا واقعہ ہو یا کوئی دوسرا واقعہ ہو۔ اور حضرت ابراہیمؑ کا اپنے باپ کے لئے بخشش طلب کرنا ایک وعدہ کی بنیاد پر تھا جو انہوں نے اپنے باپ سے کیا تھا ساستغفر لك ربی انه كان بی حفیا (میں اپنے رب سے تمہارے لئے استغفار کروں گا بے شک میرا رب مجھ پر بہت مہربان ہے) پھر جب حضرت ابراہیمؑ پر یہ ظاہر ہو گیا کہ ان کا باپ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تو اس سے بیزارگی اور بے تعلقی ظاہر کی۔ حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنا لیا لیکن ان کے باپ مشرک ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کو اپنے باپ کے لئے استغفار کرنے سے بھی منع کر دیا۔ تو معلوم ہوا کہ شرک اللہ کے نزدیک بہت عظیم گناہ ہے۔

بالفرض انبیائے کرامؑ شرک کریں تو ان کے اعمال بھی اکارت جائیں گے:

قرآن کریم نے جتنا زور شرک کی تردید اور توحید کے اثبات پر دیا ہے اتنا زور کسی دوسرے مسئلہ پر نہیں دیا۔ حضرت آدمؑ سے لے کر ہمارے نبی خاتم الانبیا ﷺ

تک جتنے بھی نبی اور رسول تشریف لائے سب انسانوں کو یہی دعوت دیتے رہے کہ مَالَکُمۡ مِنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ (تمہارا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے)۔قرآنِ کریم میں صرف پچیس (۲۵) انبیائے کرامؑ کے نام آئے ہیں بقیہ انبیاء اور رسل کا اجمالاً ذکر کیا گیا ہے ان میں اٹھارہ (۱۸) انبیاء کا ایک ہی رکوع میں ذکر کیا گیا ہے۔سورۂ انعام کے رکوع نمبر ۱۰، میں درج ذیل اٹھارہ (۱۸) انبیائے کرامؑ کا ذکر آیا ہے:

حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحٰقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت نوحؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت یحییٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت الیاسؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت یسعؑ، حضرت یونسؑ اور حضرت لوطؑ۔

ان اکابر کے ناموں کے بعد دوسروں کا ذکر اجمالاً آیا ہے:

وَمِنۡ اٰبَائِہِمۡ وَذُرِّیّٰتِہِمۡ وَاِخۡوٰنِہِمۡ وَاجۡتَبَیۡنٰھُمۡ وَھَدَیۡنٰھُمۡ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ O
(الانعام۔۸۷)

ترجمہ: اور ان مذکورہ حضرات کے بعض باپ داداؤں کو اور ان کی اولاد میں سے بعض کو اور ان کے بھائیوں میں سے بھی بعض کو ہدایت عطا فرمائی اور ہم نے ان سب کو برگزیدہ کیا اور سیدھی راہ کی طرف ان کی رہنمائی کی۔

الغرض اٹھارہ (۱۸) انبیائے کرامؑ کا نام ذکر کر کے باقی بزرگوں کا مِنۡ اٰبَائِہِمۡ۔۔۔۔ ذکر کر کے گویا تمام پیغمبروں کا بیان کر دیا۔آگے اللہ تعالیٰ یوں

ارشاد فرماتا ہے:

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ O (الانعام۔۸۸)

ترجمہ: یہ ہے اللہ کی ہدایت وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے صحیح راستہ پر چلاتا ہے اور اگر بالفرض یہ لوگ بھی شرک کرتے تو ان کے وہ سب اعمال جو وہ کیا کرتے تھے غارت اور نابود ہو جاتے۔

حضرات اب آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ شرک کتنا بڑا گناہ اور جرم ہے کہ اگر بالفرض اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں سے بھی اس کا صدور ہوتا تو ان کے اعمال بھی بالکل ضائع ہو جاتے اور ان کو بھی کوئی نیک عمل کام نہ آتا۔ انبیائے کرامؑ تو شرک کی تردید اور توحید کی دعوت دینے کے لئے مبعوث ہوتے ہیں لہٰذا ان سے شرک کا صدور ناممکن ہے۔ شرک کی شناعت ظاہر کرنے کے لئے یہ بات عرض کی گئی ہے کہ اگر بالفرض اللہ کے برگزیدہ بندے (انبیائے کرامؑ) بھی شرک کرتے تو ان کے بھی اعمال ضائع ہو جاتے۔ ہمارے نبی ﷺ سے بھی یہی عرض کیا گیا:

وَلَقَدْ اُوْحِىَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ O بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ O (الزمر۔۶۵،۶۶)

ترجمہ: اور بلاشبہ اے پیغمبر آپ کی طرف اور ان سب پیغمبروں کی طرف جو آپ سے پہلے ہو گزرے ہیں یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے

اعمال نیست و نابود ہو جائیں گے اور تم یقیناً خسارے میں پڑ جاؤ گے۔ تم شرک نہ کرنا بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرنا اور اس کے شکر گذار رہنا۔

مشرکین شفاعت سے محروم ہوں گے اور نہ کوئی فدیہ کا امکان ہوگا:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهٗ وَاِنِّیْ اخْتَبَاْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِّاُمَّتِیْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَهِيَ نَآئِلَةٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِیْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کی ایک دعا ہے جو ضرور قبول کی جاتی ہے۔ ہر نبی نے جلدی سے اپنی دعا مانگ لی اور میں نے اپنی دعا کو چھپا کر رکھا ہے وہ قیامت کے دن میری امت کی شفاعت ہے۔ پس اگر اللہ نے چاہا تو وہ دعا میری امت کے اس شخص کو پہنچے گی جو اس حال میں مرا ہے کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا تھا۔

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَانِیْ اٰتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّیْ فَخَيَّرَنِیْ بَيْنَ اَنْ يَّدْخُلَ نِصْفُ اُمَّتِی الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِيَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا (ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس میرے پروردگار کی طرف سے ایک فرشتہ آیا اور اس نے مجھے اختیار دیا کہ اگر میں چاہوں تو میری نصف امت جنت میں داخل ہو جائے اور چاہوں تو

امت کے لئے شفاعت اختیار کرلوں۔ میں نے شفاعت کو پسند کرلیا اور یہ ہر اس شخص کے لئے ہو کر رہے گی جو اس حالت پر مر جائے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرائے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ یَلْقَی اِبْرَاهِیْمُ اَبَاهُ اٰزَرَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَعَلٰی وَجْهِ اٰزَرَ قَتَرَةٌ وَغَبَرَةٌ فَیَقُوْلُ لَهٗ اِبْرَاهِیْمُ اَلَمْ اَقُلْ لَکَ لَا تَعْصِنِیْ فَیَقُوْلُ لَهٗ اَبُوْهُ فَالْیَوْمَ لَا اَعْصِیْکَ فَیَقُوْلُ اِبْرَاهِیْمُ یَا رَبِّ اِنَّکَ وَعَدْتَنِیْ اَلَّا تُخْزِیَنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ فَاَیُّ خِزْیٍ اَخْزٰی مِنْ اَبِی الْاَبْعَدِ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَی الْکَافِرِیْنَ ثُمَّ یُقَالُ لِاِبْرَاهِیْمَ مَا تَحْتَ رِجْلَیْکَ فَیَنْظُرُ فَاِذَا هُوَ بِذِیْخٍ مُتَلَطِّخٍ فَیُؤْخَذُ بِقَوَآئِمِهٖ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ اللہ کے رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ محشر میں حضرت ابراہیمؑ کی اپنے والد آزر سے جب اس حالت میں ملاقات ہوگی کہ ان کے چہرہ پر تاریکی چھائی ہوگی اور وہ غبار آلود ہوگا تو وہ فرمائیں گے کہ کیا میں نے آپ سے دنیا میں نہیں کہہ دیا تھا کہ میری نافرمانی نہ کیجئے وہ جواب دیں گے اچھا اب نہیں کروں گا اس وقت حضرت ابراہیمؑ (جوشِ محبت میں) دعا فرمائیں گے پروردگار تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ محشر میں مجھے رسوا نہ کرے گا۔ آج میرے اس رحمت سے دور افتادہ والد کی حالت سے بڑھ کر میری رسوائی اور کیا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تو جنت کو کافروں پر حرام کر چکا ہوں اس کے بعد ان سے کہا جائے گا کہ اچھا ذرا

اپنے پیروں کے پاس تو دیکھو کیا چیز ہے وہ دیکھیں گے تو ایک گندگی میں لتھڑا ہوا بجو نظر آئے گا (یہ مکروہ صورت دیکھ کر ان کے دل سے باپ کی محبت نکل جائے گی) پھر آزر کے پیروں کو پکڑ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يُقَالُ لِلرَّجُلِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ شَيْءٍ اَكُنْتَ مُفْتَدِيًا بِهٖ قَالَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ قَالَ فَيَقُوْلُ قَدْ اَرَدْتُ مِنْكَ اَهْوَنَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْ اَخَذْتُ عَلَيْكَ فِيْ ظَهْرِ اٰدَمَ اَنْ لَا تُشْرِكَ بِيْ شَيْئًا فَاَبَيْتَ اِلَّا اَنْ تُشْرِكَ بِيْ (احمد، شیخان)

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک جہنمی شخص سے کہا جائے گا بتلا اگر (تیرے پاس آج) تمام زمین کا مال ہوتا تو کیا تو وہ سب اس عذاب کے فدیہ میں دے دیتا؟ وہ عرض کرے گا ضرور۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ میں نے تو تجھ سے اس سے بہت ہلکا مطالبہ کیا تھا (یعنی) جب تو آدمؑ کی پشت میں تھا تو تجھ سے یہ عہد لیا تھا کہ میرا کسی کو شریک مت ٹھہرانا مگر تو نہ مانا اور شریک ٹھہرا کر رہا۔

حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کو مصر سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے راتوں رات لے کر نکلے۔ راستہ میں بحرِ قلزم تھا۔ بنی اسرائیل چیخنے لگے کہ اے موسیٰ پیچھے دشمن ہے سامنے سمندر ہے کیا کریں؟ موسیٰؑ نے فرمایا کہ میرا رب میرے ساتھ ہے وہ ضرور نجات کی راہ نکالے گا۔ حضرت موسیٰؑ کو حکم ہوا کہ وہ اپنا عصا سمندر میں

ماریں، مارتے ہی سمندر میں بارہ راستے بن گئے۔ چونکہ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے ہر قبیلہ ایک ایک راستے سے چل کر سمندر کے دوسرے کنارے خشکی پر پہنچ گیا۔ فرعون نے دیکھا کہ سمندر میں بارہ راستے بنے ہیں تو وہ خود بھی اپنی فوج کے ساتھ سمندر میں گھس گیا۔ بیچ سمندر میں اللہ نے اسے اور اس کی فوج کو ڈبو دیا۔ بنی اسرائیل دوسرے کنارے ٹھہر کر یہ اپنے دشمن کا ڈوب جانا اپنی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ پھر جب وہ آگے بڑھے تو وہاں دیکھا کہ ایک قوم بچھڑے کا بت بنا کر پوج رہی ہے۔ بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں نے موسیٰؑ سے کہا کہ اے موسیٰؑ دیکھو ان کا خدا کتنا اچھا ہے ہم کو بھی ایسا خدا بنا دو تو موسیٰؑ نے غصہ سے فرمایا کہ تمہاری مثال تو اس عورت کی سی ہے جس کی آج ہی شادی ہوئی ہے اور شبِ عروسی میں وہ اپنے شوہر کو چھوڑ کر غیر مرد سے دل لگاتی ہے!!! اللہ تعالیٰ کی نعمت کہ اللہ نے انہیں سمندر میں بارہ راستوں کے ذریعہ پار لگایا اور ان کے دشمن کو ان کے سامنے ڈبا دیا، ان کو ان نعمتوں کا اعتراف کر کے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے تھا بجائے اس کے وہ لوگ بچھڑے کی پرستش کرنے کا مطالبہ کرنے لگے!

شرک ایسا عظیم جرم ہے کہ بالفرض انبیائے کرامؑ بھی کر دیں تو ان کے اعمال اکارت جاتے، انبیائے کرامؑ اور ایمان والوں کو مشرکین کے لئے دعا واستغفار کرنے سے منع کر دیا گیا، انبیائے کرامؑ اور ہمارے نبی ﷺ کی شفاعت انہی لوگوں کو حاصل ہوگی جو شرک سے پاک ہوں، اللہ کے نزدیک شرک ایسا گناہ ہے کہ گویا

کوئی نئ دلہن پہلی ہی رات میں اپنے شوہر کو چھوڑ کر غیر مرد سے دل لگائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو شرک سے بچ کر توحید پر جمے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ خالص توحید پر کرے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۷) خالص توحید ہی نجات کی راہ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهٗ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (البقرہ۔۲۲،۲۱)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: اے لوگو! اپنے اس پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور تم سے پہلے لوگوں کو بھی عجب نہیں کہ تم عذاب سے بچ جاؤ۔ وہ پروردگار ایسا ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتارا پھر تمہارے کھانے کے لئے اس پانی کے ذریعہ سے پھل پیدا کئے سو اب تم اللہ کے شریک اور

ہمسر نہ بناؤ حالانکہ تم خوب جانتے ہو۔

اسلام کا کلمہ لا الہ الا اللہ ہے جو جنت کی کنجی ہے۔ اس کلمہ میں پہلے لا (نہیں) ہے پھر الا اللہ (مگر اللہ) ہے۔ پہلے نفی ہے پھر اثبات ہے یعنی تمام معبودانِ باطل کی نفی ہے اور ایک اللہ کے معبود ہونے کا اقرار ہے۔ تمام امتوں کو ان کے انبیائے کرامؑ کے ذریعہ سے اسی بات کا حکم دیا گیا تھا کہ وہ شرک سے بچ کر ایک اللہ کی بندگی کریں۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝ (البینہ۔۵)

ترجمہ: اور انہیں اس کے سوا کوئی اور حکم نہیں دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی عبادت اس طرح کریں کہ بندگی کو بالکل یکسو ہو کر صرف اسی کے لئے خالص رکھیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں یہی درست اور مضبوط دین ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝ (الزمر۔۲،۳)

ترجمہ: یہ کتاب ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل کی ہے پس تم اللہ ہی کی بندگی دین کو اس کے لئے خالص کر کے کرتے رہو۔ خوب سن لو دینِ خالص اللہ کا حق ہے اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے سوا دوسرے کارساز بنا رکھے ہیں (اور یہ کہتے

ہیں) ہم ان کی بندگی اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان کے درمیان جن باتوں میں یہ لوگ اختلاف کرر ہے ہیں فیصلہ کر دے گا۔ اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور حق کا انکار کرنے والا ہو۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَفَاتِیْحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ (احمد)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ سچے دل سے اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جنت کی کنجیاں (حاصل کرنا) ہے۔

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ کُنْتُ رِدْفَ النَّبِیِّ ﷺ عَلٰی حِمَارٍ لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ اِلَّا مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ یَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِیْ مَا حَقُّ اللّٰہِ عَلٰی عِبَادِهٖ؟ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَی اللّٰہِ؟ قُلْتُ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰہِ عَلَی الْعِبَادِ اَنْ یَعْبُدُوْهُ وَلَا یُشْرِکُوْا بِهٖ شَیْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَی اللّٰہِ اَنْ لَا یُعَذِّبَ مَنْ لَا یُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَلَا اُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَیَتَّکِلُوْا (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ ایک سفر کے دوران سواری کے گدھے پر میں آنحضرت ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا میرے اور آنحضرت ﷺ کے درمیان کجاوے کا پچھلا حصہ حائل تھا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا یا معاذ! جانتے ہو بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے اور اللہ پر بندوں کا کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا

رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ پر بندوں کا یہ حق ہے کہ جس نے کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرایا اسے عذاب نہ دے (یہ سن کر) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ خوشخبری لوگوں کو سنا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں کو یہ خوشخبری نہ سناؤ کیونکہ وہ اسی پر بھروسہ کر بیٹھیں گے اور عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ وَمُعَاذٌ رَدِیْفُهُ عَلَی الرَّحْلِ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَیْكَ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَیْكَ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَیْكَ ثَلَاثًا قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ یَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَی النَّارِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَیَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا یَتَّكِلُوْا فَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ تَاَثُّمًا (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پیچھے سواری پر حضرت معاذؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت معاذؓ سے فرمایا ائے معاذ! انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں اور خدمت کے لئے تیار ہوں آپ ﷺ نے فرمایا ائے معاذ! انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں اور خدمت کے لئے تیار ہوں پھر آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا ائے معاذ! انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں اور خدمت کے لئے تیار ہوں آپ ﷺ نے تین مرتبہ اسی طرح حضرت معاذؓ کو

مخاطب فرمانے کے بعد فرمایا اللہ کا جو بندہ سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو اس پر اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے (یہ سن کر) حضرت معاذؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں اس خوشخبری سے لوگوں کو آگاہ کر دوں تا کہ وہ اس بشارت کو سن کر خوش ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں لوگ اسی پر بھروسہ کر بیٹھیں گے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آخر کار معاذؓ نے اس خوف سے کہ حدیث چھپانے کا گناہ نہ ہو اپنی وفات کے وقت اس حدیث کو بیان کر دیا۔

عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ (مسلم)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے (سچے دل سے) اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ (اپنے فضل وکرم سے) اس پر جہنم کی آگ (ابتداءً یا انتہاءً) حرام کر دے گا۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ (مسلم)

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اس اعتقاد پر وفات پائی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ

جنت میں داخل ہوگا۔

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ اَنَّ رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ حِیْنَ تُوُفِّیَ حَزِنُوْا عَلَیْہِ حَتّٰی کَادَ بَعْضُھُمْ یُوَسْوِسُ قَالَ عُثْمَانُ وَکُنْتُ مِنْھُمْ فَبَیْنَا اَنَا جَالِسٌ مَرَّ عَلَیَّ عُمَرُ وَسَلَّمَ فَلَمْ اَشْعُرْ بِہٖ فَاشْتَکٰی عُمَرُ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ ثُمَّ اَقْبَلَا حَتّٰی سَلَّمَا عَلَیَّ جَمِیْعًا فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ مَا حَمَلَکَ عَلٰی اَنْ لَا تُرَدُّ عَلٰی اَخِیْکَ عُمَرَ سَلَامَہٗ قُلْتُ مَا فَعَلْتُ فَقَالَ عُمَرُ بَلٰی وَاللّٰہِ لَقَدْ فَعَلْتَ قَالَ قُلْتُ وَاللّٰہِ مَا شَعَرْتُ اَنَّکَ مَرَرْتَ وَلَا سَلَّمْتَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ صَدَقَ عُثْمَانُ قَدْ شَغَلَکَ عَنْ نَجَاۃِ ھٰذَا الْاَمْرِ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ قَدْ سَاَلْتُہٗ عَنْ ذٰلِکَ فَقُمْتُ اِلَیْہِ وَقُلْتُ لَہٗ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَنْتَ اَحَقُّ بِھَا قَالَ اَبُوْبَکْرٍ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا نَجَاۃُ ھٰذَا الْاَمْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ قَبِلَ مِنِّی الْکَلِمَۃَ الَّتِیْ عَرَضْتُ عَلٰی عَمِّیْ فَرَدَّھَا فَھِیَ لَہٗ نَجَاۃٌ (احمد)

ترجمہ: حضرت عثمانؓ کا بیان ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت پر رنج وحزن کا اتنا غلبہ تھا کہ ان میں سے بعض لوگوں کے بارے میں تو یہ خطرہ پیدا ہوگیا تھا کہ کہیں شک وشبہ میں گرفتار نہ ہوجائیں۔ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں میں ایک میں بھی تھا۔ چنانچہ میں (غم کی حالت میں) بیٹھا تھا کہ حضرت عمرؓ میرے پاس سے گزرے اور مجھ کو سلام کیا (غم کی وجہ سے) مجھے پتہ نہیں چلا (کہ وہ کب میرے پاس سے گزرے اور کب سلام کیا) حضرت عمرؓ نے

اس بات کی شکایت حضرت ابوبکرؓ سے کی۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے اور دونوں حضرات نے مجھے سلام کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے اپنے بھائی عمر کے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا؟ میں نے کہا نہیں نہیں ایسا نہیں ہوا۔ حضرت عمرؓ نے کہا ہاں خدا کی قسم ایسا ہوا ہے۔ حضرت عثمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا بخدا مجھے قطعاً اس کا احساس نہیں کہ آپ میرے پاس آئے تھے اور نہ ہی آپ نے سلام کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا عثمان سچ کہتے ہیں کسی خاص وجہ نے تمہیں اس سے باز رکھا۔ میں نے کہا ہاں ہوسکتا ہے انہوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا نبی کریم ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے لیکن ہم آپ سے یہ دریافت نہ کر سکے کہ اس معاملہ سے نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں اس بارے میں حضور ﷺ سے پہلے ہی پوچھ چکا ہوں۔ حضرت عثمانؓ کہتے ہیں کہ میں کھڑا ہوگیا اور بولا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں واقعی آپ ہی اس بارے میں سوال کرنے کے لئے لائق تر تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں نے عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ! اس معاملہ میں نجات کی کیا صورت ہوگی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس شخص نے ہم سے وہ کلمہ (لا الہ الا اللہ) قبول کرلیا جسے میں نے چچا ابوطالب کے سامنے پیش کیا تھا اور انہوں نے اس کو قبول نہیں کیا تھا تو وہ کلمہ اس شخص کی نجات کا ضامن ہوگا۔

ایک دوسری حدیث جو حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی گئی ہے کہ ہم چند

اصحاب رسول اللہ ﷺ کے گرد بیٹھے تھے اور ساتھ حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ اچانک ہمارے درمیان سے اٹھے اور باہر تشریف لے گئے۔ جب آپ کو آنے میں بہت دیر ہوگئی تو ہمیں تشویش ہوئی کہ کہیں کسی دشمن کی وجہ سے آپ کو کوئی ایذا نہ پہنچ جائے ہم گھبرا کر اٹھے اور آپ کی تلاش میں نکلے۔ میں پہلا شخص تھا جو آپ کی تلاش میں باہر نکلا۔ ڈھونڈتا ہوا بنی نجار کے (ایک انصار) کے باغ کے قریب پہنچ گیا۔ میں نے چاروں طرف سے دروازہ تلاش کیا مگر دروازہ نظر نہیں آیا۔ اچانک ایک نالی نظر آئی جو باہر کے کنویں سے باغ کے اندر جارہی تھی میں سمٹ کر اس نالی میں داخل ہوا اور اس کے ذریعہ باغ میں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ تم۔ میں نے فرمایا یا رسول اللہ! کیا بات ہے کہ آپ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے اور اٹھ کر چلے گئے اور بہت دیر ہوگئی تو ہم گھبرائے کہ ہماری غیر موجودگی میں آپ کسی حادثہ کا شکار نہ ہو جائیں۔ سب سے پہلے گھبراہٹ مجھ پر طاری ہوئی میں آپ کو اس باغ میں تلاش کرنے کے لئے نکلا جب کوئی دروازہ نظر نہ آیا تو لومڑی کی طرح سکڑ کر نالی کے ذریعہ گھس کر اس باغ میں آیا ہوں باقی ماندہ لوگ بھی میرے پیچھے آرہے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی دونوں جوتیاں مجھے دیں اور فرمایا اے ابو ہریرہ! جاؤ ان جوتیوں کے ساتھ اور باغ کے باہر جو شخص بھی سچے دل اور پختہ یقین سے یہ گواہی دیتا ہوئے تمہیں ملے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو اسے جنت کی بشارت دو۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں اللہ

کے رسول ﷺ کے اس پیغام کو لے کر باہر نکلا تو سب سے پہلے حضرت عمرؓ سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا ابو ہریرہ یہ جوتیاں کیسی ہیں؟ میں نے کہا کہ یہ جوتیاں اللہ کے رسول ﷺ کی ہیں آپ نے بطورِ نشانی یہ جوتیاں مجھے دے کر بھیجا ہے جو شخص سچے دل اور پختہ یقین کے ساتھ یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کو جنت کی بشارت سنا دوں۔ یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ نے میرے سینے پر زور سے مارا کہ میں سرین کے بل گر پڑا اور کہا ابو ہریرہ واپس چلو۔ میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں واپس آیا اور پھونٹ پھونٹ کر رونے لگا۔ حضرت عمرؓ بھی میرے پیچھے آ پہنچے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ حالت دیکھ کر پوچھا کہ اےئ ابو ہریرہ کیا ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا پیغام لے کر جب باہر نکلا تو سب سے پہلے حضرت عمرؓ سے میری ملاقات ہوئی میں نے آپ کا پیغام ان کو سنایا انہوں نے سنتے ہی میرے سینے پر زور سے مارا کہ میں سرین کے بل گر پڑا پھر مجھے واپس چلنے کے لئے کہا۔ اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ عمر تم نے ایسا کیوں کیا؟ تو انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا آپ ہی نے ابو ہریرہ کو اپنی جوتیاں دے کر بھیجا تھا کہ جو شخص سچے دل اور پختہ یقین کے ساتھ لا الہ الا اللہ کی گواہی دینے والا ملے اس کو جنت کی بشارت سنا دو؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسا نہ کیجئے مجھے ڈر ہے کہ کہیں لوگ اسی پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھیں اور عمل کرنا چھوڑ دیں۔ آپ انہیں عمل

کرنے کے لئے چھوڑ دیجئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہارا یہی مشورہ ہے تو تم لوگوں کو عمل میں لگے رہنے دو۔

آیات اور احادیث سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ خالص توحید جس میں شرک کی آمیزش نہ ہو بندہ کو جہنم سے بچانے والی اور جنت کا مستحق بنانے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو خالص توحید پر قائم رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ کرے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۸) کفار اور مشرکین سے براءت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ○ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ○ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ○ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ○ وَلَآ اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ○ لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ○ (الکافرون)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اے نبی کافروں سے کہہ دیجئے کہ اے کافرو! تم جن معبودوں کی پرستش کر رہے ہو میں ان کی پرستش نہیں کرتا اور نہ تم اس کی پرستش کرتے ہو جس کی میں پرستش کر رہا ہوں اور آئندہ بھی میں تمہارے معبودوں کی پرستش کرنے والا نہیں ہوں اور نہ تم ہی میرے معبود کی پرستش کرنے والے ہو۔ تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔

اس سورۃ میں اللہ نے اپنے نبی کو حکم دیا ہے کہ وہ مشرکوں کے اعمال سے پوری طرح بغیر جھجک کے براءت ظاہر کریں اور ان سے دین کے معاملہ میں کوئی مداہنت نہ کریں۔

فضائلِ سورۃ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا زُلْزِلَتْ تَعْدِلُ نِصْفَ الْقُرْاٰنِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ وَقُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ تَعْدِلُ رُبُعَ الْقُرْاٰنِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سورۂ اِذَا زُلْزِلَتْ نصف قرآن کے برابر ہے اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے اور قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔

عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَقُوْلُهٗ اِذَا اَوَيْتُ اِلٰى فِرَاشِيْ فَقَالَ اِقْرَاْ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ فَاِنَّهَا بَرَآءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ (ترمذی، ابوداود، نسائی)

ترجمہ: حضرت فروہ بن نوفلؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی چیز پڑھنے کو بتا دیجئے کہ جس کو میں سوتے وقت بستر پر پڑھ لیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھ لیا کرو، اس میں شرک سے براءت ہے۔

اس سورۃ کی اہمیت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ آپ ﷺ اس کو نمازوں میں کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔

۱) صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے طواف کی دو رکعتوں میں قل یاایھاالکفرون اور قل ھواللّٰہ احد پڑھا۔

۲) مسندِ احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ میں نے چوبیس یا پچیس مرتبہ دیکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ فجر کی دوسنتوں میں اور مغرب کے بعد کی دوسنتوں میں قل یاایھاالکفرون اور قل ھواللّٰہ احد پڑھا کرتے تھے۔

۳) سوتے وقت معوذتین کے ساتھ قل یاایھاالکفرون پڑھنا بھی آپ کا معمول تھا۔

۴) حضرت خبابؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت جبلا بن حارثہؓ وغیرہ صحابہ کرامؓ کو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ سوتے وقت قل یاایھاالکفرون پڑھ لیا کریں۔

اس سورۃ میں اگرچہ خطاب نبی ﷺ سے ہے لیکن اس کا مضمون یہ بتارہا ہے کہ ہر مومن کو کافروں سے وہی بات کہنی چاہیئے جس کا حکم اللہ نے اپنے نبی کو دیا ہے۔

شانِ نزول:

یہ مکہ میں نازل ہونے والی سورۃ ہے۔ نبی ﷺ کی دعوت کے خلاف قریش کے معاشرے میں ایک طوفان برپا ہو چکا تھا۔ جب دانا اور عقلمند لوگ اسلام قبول کرنے لگے تو مشرکین کے سرداروں کو یہ سوجھی کہ وہ آپ ﷺ کو کسی طرح مصالحت

پر آمادہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو اتنا مال دیں گے کہ آپ سب سے زیادہ دولتمند آدمی بن جائیں گے، آپ جس عورت کو پسند کریں گے اس سے آپ کا نکاح کر دیں گے، آپ سے ہماری یہی گزارش ہے کہ ہمارے معبودوں کی برائی کرنے سے باز رہیں۔ یہ تجویز پیش کی کہ ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے اور ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں۔ مختلف موقعوں پر قریش اس قسم کی تجاویز پیش کرتے رہے تو اللہ نے ان کو دوٹوک انداز سے جواب دے کر ان کی امید کو ختم کر دیا کہ اللہ کے رسول ﷺ کچھ دو اور کچھ لو کے طریقہ پر مصالحت نہیں کریں گے۔ یہ سورۃ مذہبی رواداری کی تلقین کے لئے نازل نہیں ہوئی بلکہ کفار اور مشرکین کے معبودوں اور ان کے طریقۂ عبادت سے پوری طرح بیزاری، لاتعلقی اور براءت ظاہر کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے۔ اب ہر ایمان والوں کو اپنے قول وعمل سے قیامت تک اسی طرح براءت کا اظہار کرنا چاہیئے کیونکہ کفر اور کافری سے بیزاری اور لاتعلقی ایمان کا لازمی اور دائمی تقاضہ ہے۔ آپ ﷺ کی دعوت کی مخالفت اور آپ ﷺ پر اور ایمان لانے والوں پر جو مظالم ڈھائے جا رہے تھے بظاہر اس کا تقاضہ تھا کہ کچھ نرمی اختیار کی جائے لیکن یہاں دوٹوک انداز سے اللہ تعالیٰ نے کفر وشرک سے براءت ظاہر کرنے کا حکم دیا۔

سورت شروع ہوتی ہے اے کافرو! میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو سے۔ کافر کوئی گالی نہیں ہے بلکہ جو لوگ آپ کی دعوت کو نہیں

مانتے تھے انہیں کافر کہا گیا ہے اور ماننے والوں کو ایمان والا کہا گیا ہے۔ کافر کے معنی (Unbeleiver) کے ہیں اور مومن کے معنی (Beleiver) کے ہیں۔ کافروں سے یہاں تمام دنیا کے کافر مراد ہیں اور ان کے معبودوں سے مراد اللہ کے ماسوا تمام معبودانِ باطل ہیں۔

آگے فرمایا گیا ''اور نہ تم ان کی عبادت کرتے ہو جن کی میں عبادت کررہا ہوں'' آیت نمبر ۴ اور ۵ میں فرمایا گیا ''اور نہ میں ان کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی تم نے عبادت کی اور نہ تم ان کی عبادت کرتے ہو جس کی میں عبادت کررہا ہوں''۔

آیت نمبر تین اور پانچ میں وہی الفاظ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ (اور نہ تم ان کی عبادت کرتے ہو جس کی میں عبادت کررہا ہوں) تکرار سے آئے ہیں۔ اس تکرا کر کو رفع کرنے کے لئے ایک تفسیر تو وہ ہے جو امام بخاریؒ نے بہت سے مفسرین سے نقل کی ہے۔ یعنی آیت نمبر ۲ اور ۳ میں لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ο وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ο (تم جن معبودوں کی پرستش کررہے ہو میں ان کی پرستش نہیں کرتا اور نہ تم اس کی پرستش کرتے ہو جس کی میں پرستش کررہا ہوں) یہ زمانۂ حال کے لئے ہے۔ آیت نمبر ۴ اور ۵ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ο وَلَآ اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ο (اور نہ میں ان کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی تم نے عبادت کی اور نہ تم ان کی عبادت کرتے ہو جس کی میں عبادت کررہا ہوں) یہ زمانۂ مستقبل کے لئے

ہے اس میں کوئی تکرار نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نہ تو بالفعل ایسا ہو رہا ہے کہ میں تمہارے معبودوں کی عبادت کروں اور تم میرے معبود کی عبادت کرو، اور نہ آئندہ ایسا ہوسکتا ہے کہ میں اپنی توحید پر اور تم اپنے شرک پر قائم رہتے ہوئے ایک دوسرے کے معبود کی عبادت کریں۔ آخری آیت میں فرمایا گیا کہ مصالحت کی صورت قابلِ قبول نہیں ہے، میں تو اپنے دین پر قائم ہوں اور تم اپنے دین پر مصر ہو تو اس کا انجام تم جانو۔

دوسری تفسیر وہ ہے جس کو علامہ ابنِ کثیرؒ نے اختیار فرمایا ہے۔ ما لغتِ عرب میں ''الذی (اسمِ موصول)''، ''جو'' کے معنی میں آتا ہے۔ ایسا ہی کبھی مصدری معنی کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جس فعل پر وہ داخل ہوتا ہے اس کو بمعنی مصدر کر دیتا ہے۔ اس سورت میں پہلی جگہ ''ما'' اسمِ موصول کے معنی میں ہے اور دوسری جگہ ''ما'' مصدریہ ہے۔ آیت نمبر۲ اور ۳ کا مطلب یہ ہوا کہ جن معبودوں کی عبادت تم کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کرتا اور جس معبود کی میں عبادت کرتا ہوں تم اس کی عبادت نہیں کرتے۔ آیت نمبر۴ اور ۵ میں ''ما'' چونکہ مصدریہ ہے اس کے معنی یہ ہوئے کہ میں اس طریقہ پر عبادت نہیں کرتا جس طریقہ سے تم کرتے ہو اور نہ تم اس طریقہ سے عبادت کرتے ہو جیسا کہ میں کرتا ہوں۔

حاصل یہ ہے کہ پہلے معبودوں کا اختلاف بیان کیا گیا اور دوسرے حصہ میں عبادت کے طریقہ کا اختلاف بیان کیا گیا ہے۔ یعنی نہ ہمارے تمہارے معبود مشترک ہیں اور نہ ہمارا اور تمہارا طریقۂ عبادت مشترک ہے۔

بعض مفسرین نے ایک تیسری تفسیر یہ اختیار کی ہے کہ حرف ''ما'' دونوں جگہ موصول ہی ہے۔ آیت نمبر ۳ اور ۵ مکرر لائی گئی ہے مگر ہر تکرار بری نہیں ہوتی۔ بہت سی جگہ تکرار تقاضۂ بلاغت ہوتی ہے اور تکرار کا مقصد مضمون کی تاکید بھی ہوتا ہے۔

ایمان کا تقاضہ کفار اور مشرکین سے بے تعلقی ہے:

جب قریش سے معاہدۂ حدیبیہ کی نافرمانی ہوئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے قریش پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ ایک صحابی حاطب بن بلتعہؓ جو بدری ہیں نے اللہ کے رسول ﷺ کے ارادے کی خبر دیتے ہوئے ایک خفیہ خط کفارِ مکہ کے نام روانہ کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ ممتحنہ نازل فرمائی اور کفار ومشرکین سے موالات اور مودت سے سخت منع کر دیا اور حضرت ابراہیمؑ کے طریقہ کو مثالی اسوۂ حسنہ کی طرح پیش فرمایا۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرَاهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ○ قَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ○ (الممتحنہ۔۶-۴)

ترجمہ: حضرت ابراہیمؑ اوران کے ساتھ دینے والوں کی زندگی میں تم لوگوں کے لئے ایک قابلِ اتباع مثالی نمونہ ہے جبکہ ان سب لوگوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور جن معبودوں کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو ان سے سخت بیزار ہیں۔ ہم تمہارے عقائدِ باطلہ کا انکار کرتے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت اور دشمنی ظاہر ہوگئی ہے یہاں تک کہ تم خدائے واحد پر ایمان لاؤ مگر ہاں ابراہیمؑ کی اتنی بات جوانہوں نے اپنے باپ سے کہی تھی کہ میں تیرے لئے استغفار کروں گا اور اللہ کے سامنے میں تیرے کسی بھلے کا اختیار نہیں رکھتا۔ ائے ہمارے پروردگار ہم تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں تیری طرف رجوع کرتے ہیں اور ہم سب کو تیری ہی طرف لوٹ کرآنا ہے۔ ائے ہمارے رب ہم کو کافروں کے لئے محلِ آزمائش نہ بنا اور ائے ہمارے رب ہم کو معاف کردے بے شک تو بڑا زبردست اور حکمتوں والا ہے۔ بے شک تم لوگوں کے لئے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان کے اندر بہترین قابلِ تقلید نمونہ موجود ہے۔ جو شخص ان کی اتباع سے منہ پھیرلے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور تمام خوبیوں کا مالک ہے۔

مشرکین سے براءت اور عداوت کھل کر ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے اسوۂ حسنہ کو مکرر آیت نمبر۴ میں اور آیت نمبر ٦ میں بیان کیا ہے کہ ایمان والوں کا طرزِ عمل کیا ہونا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کفر اور شرک کے تمام طریقوں سے اور ان طریقوں پر

چلنے والوں سے براءت اور بے تعلقی قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کسی مداہنت اور مصالحت سے بچائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۹) مُوَحدِ اعظم حضرت ابراہیمؑ (۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o قَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ o (الممتحنہ۔٦)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: بے شک تم لوگوں کے لئے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان کے اندر بہترین قابلِ تقلید نمونہ موجود ہے۔ جو شخص ان کی اتباع سے منہ پھیر لے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور تمام خوبیوں کا مالک ہے۔

حضرت ابراہیمؑ اللہ کے خلیل ہیں۔ ہمارے نبی ﷺ کے جد اعلیٰ سے ہیں۔ ہمارے نبی ﷺ آپ کے فرزند اسماعیلؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے

نبی ﷺ کو اور آپ کی امت کو ابراہیمؑ کے طریقہ کی پیروی کا حکم دیا ہے۔

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

(آل عمران۔۹۵)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے اللہ نے سچ فرمایا اب تم ملتِ ابراہیمؑ کا اتباع کرو جو سب سے یکسو ہو کر خدا کا ہو چکا تھا اور شرک کرنے والوں میں سے نہ تھا۔

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ اِجْتَبٰهُ وَهَدٰهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ○ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ○ (النحل۔۱۲۳-۱۲۰)

ترجمہ: بے شک ابراہیمؑ اپنی ذات سے ایک امت تھے اللہ کے پوری طرح فرمانبردار تھے یکسو ہو کر اللہ کی بندگی کرنے والے تھے اور شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے۔ اللہ کی نعمتوں کے شکرگزار تھے اللہ نے انہیں چن لیا اور انہیں صحیح راستہ کی رہنمائی کی۔ دنیا میں انہیں اللہ نے بھلائی عطا فرمائی اور بے شک وہ آخرت میں نیک صالحین میں سے ہوں گے۔ پھر ہم نے آپ کی طرف اس بات کی وحی کی کہ ابراہیمؑ کے طریقہ کی اتباع کرو وہ یکسو ہو کر اللہ کی بندگی کرنے والے تھے اور شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے۔

حضرت ابراہیمؑ کے خصوصی اوصاف:

۱) حنیف:

حضرت ابراہیمؑ کی جو صفات بیان کی گئی ہیں ان میں سب سے نمایاں صفت حنیف ہے۔ حنیف لفظ حنف سے صفتِ مُشبَّہ ہے۔ جس کے معنی جھوٹے مذہبوں سے بیزار، سب سے کٹ کر خدا کا ہو جانے والا ہے۔ امام راغبؒ فرماتے ہیں کہ جنف کے معنی ہیں راہِ راست کو چھوڑ کر ادھر ادھر بھٹک جانا اور حنف کے معنی ہیں ہر گمراہی کو چھوڑ کر صحیح راستہ اختیار کرنا۔ حنیف وہ ہے جو ہر باطل مذہب سے روگرداں ہو جائے۔ علامہ سید رشید رضا مصری لکھتے ہیں کہ کسی غلط راستہ سے روگرداں ہو جانے والے کو حنیف نہیں کہتے بلکہ حنیف اسے کہیں گے جو راہِ کج سے منہ پھیر کر صحیح راستہ پر آجائے۔ حضرت ابراہیمؑ کو اسی لئے اس وصف سے موصوف کیا گیا کہ ان کے زمانہ میں ساری دنیا کفر کے راستہ پر دوڑ رہی تھی مگر انہوں نے سب سے یہاں تک کہ اپنے قریب ترین رشتہ داروں سے علیحدہ ہو کر راہِ حق اختیار کی اور ہر قسم کی ترغیب وترہیب کے باوجود اس پر ثابت قدم رہے۔ شریعتِ محمدیہ ﷺ چونکہ اصولِ دین، توحید، رسالت وآخرت کے علاوہ ان کلیاتِ دین میں بھی جن سے شریعت کے احکامِ جُزیہ مستنبط ہوتے ہیں شریعتِ ابراہیمیہ کے موافق ہے اس لئے اسے ملتِ ابراہیمیہ اور حنیفیہ کہا گیا ہے۔ (قاموس القرآن)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ابراہیمؑ کا ذکر قرآن میں جہاں بھی کیا ہے اکثر ان کی

یہ صفت بیان کی ہے کہ وہ حنیف تھے اور شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے اور انہوں نے خود بھی مشرکین کے سامنے برملا فرمایا:

اِنِّیۡ وَجَّهۡتُ وَجۡهِیَ لِلَّذِیۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ حَنِیۡفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ‏o (الانعام۔۷۹)

ترجمہ: میں نے اپنے چہرہ کو یکسو ہوکر اس ذات کی طرف متوجہ کرلیا جس نے آسمان وزمین پیدا کئے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

آپ کے انہی کلمات سے جب ہم جائے نماز پر جاتے ہیں تو ہماری نماز کا آغاز ہوتا ہے۔

ب) جامع شخصیت:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ نحل میں ابراہیمؑ کے تعلق سے فرمایا: اِنَّ اِبۡرٰهِیۡمَ کَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیۡفًا (بے شک ابراہیمؑ اپنی ذات سے ایک امت تھے اللہ کے پوری طرح فرمانبردار تھے یکسو ہوکر اللہ کی بندگی کرنے والے تھے)۔ابراہیمؑ موحدین کے امام، نیکی کے معلم، تمام دنیا کے مشرکین کے مقابلہ میں تن تنہا ایک امتِ عظیم کے برابر تھے۔جن کی ذاتِ واحد میں اللہ تعالیٰ نے وہ سب خوبیاں اور کمالات جمع کردیئے تھے جو کسی بڑے مجمع میں متفرق طور پر پائے جاتے ہیں۔

لَیۡسَ عَلَی اللّٰهِ بِمُسۡتَنۡکِرٍ اَنۡ یَجۡمَعَ الۡعَالَمَ فِیۡ وَاحِد

(اللہ تعالیٰ سے یہ بات ناممکن نہیں ہے کہ ایک ذاتِ واحد میں تمام عالم کی خوبیاں

جمع کردے) (تفسیرِ عثمانی)

وَاِذِ ابۡتَلٰٓى اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّىۡ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (البقرہ۔۱۲۴)

ترجمہ: اور جس وقت ابراہیمؑ کے رب نے انہیں چند باتوں میں آزمایا اور جب وہ پورے پورے اترے تو فرمایا کہ میں تجھے سب لوگوں کا امام بناؤں گا۔

حضرت ابنِ عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ پورا اسلام تیس حصوں میں دائر ہے۔ دس حصہ سورۂ براءت میں اور دس سورۂ احزاب میں اور دس سورۂ مومنون میں مذکور ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان تمام چیزوں کا پورا حق ادا کیا، امتحان میں پورے اترے اور ان تمام اعمال اور صفات کے حامل قرار دیئے گئے۔

اَلتَّآئِبُوۡنَ الۡعٰبِدُوۡنَ الۡحٰمِدُوۡنَ السَّآئِحُوۡنَ الرّٰكِعُوۡنَ السّٰجِدُوۡنَ الۡاٰمِرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَالنَّاهُوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَالۡحٰفِظُوۡنَ لِحُدُوۡدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ○ (التوبہ۔۱۱۲)

ترجمہ: وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع وسجدہ کرنے والے، نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے اور بری باتوں سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کا خیال رکھنے والے، اور ایسے ایمان والوں کو آپ خوشخبری سنا دیجئے۔

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ○ الَّذِيۡنَ هُمۡ فِىۡ صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ ○ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَنِ

اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ o وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ o وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ o اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ o فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ o وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ o وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحٰفِظُوْنَ o اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ o الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ o (المومنون۔۱۱-۱)

ترجمہ: یقیناً ان ایمان والوں نے فلاح پائی جو اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع کرنے والے ہیں اور جو لغو باتوں سے بر کنار رہنے والے ہیں اور جو اپنے آپ کو پاک کرنے والے ہیں اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں لیکن اپنی بیویوں سے یا اپنی لونڈیوں سے کیونکہ ان پر کوئی الزام نہیں۔ ہاں جو اس کے علاوہ طلب گار ہوں ایسے لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا خیال رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں ایسے ہی لوگ وارث ہونے والے ہیں جو فردوس کے وارث ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا o

(الاحزاب۔۳۵)

ترجمہ: بے شک اسلام کے کام کرنے والے مرد اور اسلام کے کام کرنے والی عورتیں، اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اور فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں اور راستباز مرد اور راستباز عورتیں، اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، اور خشوع کرنے والے مرد اور خشوع کرنے والی عورتیں، اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والی عورتیں اور بکثرت اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور بکثرت اللہ کو یاد کرنے والی عورتیں، ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔ (معارف القرآن)

ج) خلتِ الٰہی کا تاج:

حضرت ابراہیمؑ کی اطاعت شعاری کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو امامتِ عامہ عطا فرمائی اور آپ کی بے مثال قربانیوں کو دیکھ کر آپ کو خلتِ خاصہ کا تاج بھی عطا فرمایا۔

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا ؈ (النساء۔۱۲۵)

ترجمہ: اور اس سے بہتر دین کس کا ہو سکتا ہے جس نے اللہ کے آگے اپنے آپ کو سرِ تسلیم خم کر دیا اور وہ احسان کے طریقہ پر کاربند ہے اور یکسو ہو کر ملتِ ابراہیمی کی پیروی

کرنے والا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنالیا تھا۔
خلیل ایسے دوست کو کہتے ہیں جو خالص ہو۔ بعض نے کہا کہ یہ لفظ خلال سے مشتق ہے اور بعض نے کہا کہ یہ خلل سے مشتق ہے اور کسی نے خلت سے مشتق بتایا۔ بہر حال اللہ کی بارگاہ میں یہ بہت ہی ممتاز درجہ ہے۔ حضرت ابراہیمؑ خلتِ خالصہ کے مرتبہ پر فائز تھے۔ ہمارے نبی ﷺ محبوبیتِ خالصہ کے درجہ پر فائز ہیں۔ محبوبیت کا درجہ خلت سے بلند ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی فرمانبرداری اور اطاعت مثالی ہے۔ لفظ اسلام آپ ہی کے طریقۂ کار سے اخذ کیا گیا ہے۔ (کشف الرحمٰن)
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَوَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهِيْمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○
(البقرہ۔۱۳۲،۱۳۱)
ترجمہ: اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ اس کے (ابراہیمؑ کے) رب نے اس سے کہا کہ تو فرمانبردار بن تو اس نے کہا کہ میں اللہ رب العالمین کا پوری طرح فرمانبردار ہوں۔ اسی ملت پر قائم رہنے کی ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی اور یعقوبؑ نے بھی۔ اے میرے بیٹو اللہ نے تمہارے لئے دینِ اسلام کو منتخب کیا ہے تم نہ مرنا مگر مسلمان کی حالت میں۔
حضرت ابراہیمؑ نے اپنی پوری زندگی اور زندگی کے ہر لمحہ کو اللہ کی اطاعت

اور اس کی فرمانبرداری میں لگا دیا تھا اور اپنی ہر چیز اللہ کے لئے قربان کر دی تھی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو اپنی خلت سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رشد ہدایت سے نوازا تو آپ نے بت پرستی کی تردید کی بلکہ بتوں کو توڑ دیا جس کے لئے آپ کو آگ میں ڈالا گیا مگر اللہ کے حکم سے آگ ٹھنڈی اور سلامتی ہوگئی۔ آپ نے ستارہ پرستی کی تردید کی جس سے قوم لاجواب ہوگئی۔ باپ کو آپ نے شرک اور بت پرستی چھوڑنے کی خوب نصیحت کی لیکن باپ نے آپ سے کہا کہ تو یہاں سے نکل جا ورنہ تجھے سنگسار کر دوں گا چنانچہ آپ اپنے وطن عراق کو چھوڑا اور شام پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اپنی بیوی اور اکلوتے بیٹے کو لے جا کر عرب کے ریگستان میں چھوڑ آؤ جہاں آج خانۂ کعبہ ہے۔ پھر اللہ کے حکم سے آپ نے خانۂ کعبہ کی تعمیرِ جدید کی۔ یہود ونصاریٰ اور عرب کے مشرکین سب ہی آپ کو اپنا بزرگ مانتے ہیں۔ افسوس کہ یہ لوگ ابراہیمؑ کے طریقہ پر نہیں چلتے۔

ان شاء اللہ حضرت ابراہیمؑ کی قربانیوں کا ذکر آئندہ خطبات میں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت ابراہیمؑ کے طریقہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۰) مُوَحدِ اعظم حضرت ابراہیمؑ (ب)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرَاهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ o اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِىْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ o قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَ نَا لَهَا عٰبِدِيْنَ o قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ o قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ o قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِىْ فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ o وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ o فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ o قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ o قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗ اِبْرَاهِيْمُ o قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ o قَالُوْا ءَ اَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ o قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ o ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ

لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ٥ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ٥ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ٥ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ٥ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ٥ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ٥ (الانبیاء۔۵۱-۷۰)

صدق اللّٰه العظیم وصدق رسوله الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اور بلاشبہ ہم نے (موسیٰؑ سے پہلے) ابراہیمؑ کو صحیح ہدایت کی تھی۔ اور ہم ان کی صلاحیتوں کو خوب جانتے تھے۔ اس وقت کو یاد کرو جبکہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ مورتیاں کیا ہیں جن کی پرستش پر تم جمے بیٹھے رہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے بڑوں کو انہی کی پوجا کرتے ہوئے پایا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا کہ بے شک تم بھی صریح غلطی میں ہو اور تمہارے بڑے بھی صریح غلطی میں مبتلا تھے۔ انہوں نے کہا کہ کیا تو ہمارے پاس کوئی سچی بات لے کر آیا ہے یا تو محض خوش طبعی کرنے والوں میں سے ہے؟ ابراہیمؑ نے کہا کہ دل لگی کی بات نہیں بلکہ تمہارا رب تو وہ ہے جو آسمانوں کا اور زمین کا رب ہے جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے اور میں اس بات پر پوری بصیرت کے ساتھ گواہی دیتا ہوں اور کہا خدا کی قسم جب تم چلے جاؤ گے تو تمہارے بتوں کے ساتھ ایک چال چلوں گا۔ پھر ابراہیمؑ نے ان بتوں میں سے ایک بڑے بت کو چھوڑ کر سب بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ شاید وہ اس کی

طرف رجوع کریں۔ واپسی پر بتوں کی حالت دیکھ کر وہ لوگ کہنے لگے کہ ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت کس نے کی ہے بے شک وہ ظالموں میں سے ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ ہم نے ایک نوجوان جس کو ابراہیم کہا جاتا ہے ان بتوں کو کچھ کہتے ہوئے سنا ہے۔ انہوں نے کہا اچھا تو ابراہیم کو سب لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ سب لوگ اس کو دیکھ لیں۔ ان لوگوں نے ابراہیمؑ سے دریافت کیا کہ اے ابراہیم کیا تو نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے؟ ابراہیمؑ نے کہا کہ نہیں بلکہ یہ حرکت ان کے بڑے نے کی ہے اگر یہ بت بول سکتے ہیں تو تم خود ان سے پوچھ لو۔ اس پر وہ مشرک اپنے دلوں کی جانب متوجہ ہوئے اور آپس میں کہنے لگے کہ اس میں شک نہیں کہ تم ہی ناحق پر ہو پھر انہوں نے اپنے سروں کو جھکا لیا اور ابراہیمؑ سے کہا کہ تو یہ بات جانتا ہے کہ یہ بت بولا نہیں کرتے۔ ابراہیمؑ نے کہا کہ کیا تم خدا کو چھوڑ کر ایسوں کی عبادت کرتے ہو جو نہ تم کو کچھ نفع پہنچا سکیں اور نہ نقصان۔ تف ہے تم پر اور ان پر جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو۔ کیا تم اتنی بھی عقل نہیں رکھتے؟ ان لوگوں نے کہا کہ ابراہیمؑ کو آگ میں جلا ڈالو اور اپنے معبودوں کا بدلہ لو اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے تو۔ ہم نے آگ کو حکم دیا کہ اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا ابراہیم پر۔ ان لوگوں نے ابراہیمؑ کی برائی کا ارادہ کیا تھا اور ہم نے ان کو ہی ناکام کر دیا۔

حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے جب ہدایت سے نوازا تو سب سے پہلے آپ نے اپنے باپ آزر کو سمجھایا کہ یہ بت نہ سنتے ہیں نہ بولتے ہیں اور نہ نفع ونقصان

پہنچا سکتے ہیں۔آپ ان کی عبادت نہ کریں بلکہ اللہ رب العالمین کی عبادت کریں۔ ان کے باپ بت پرست بھی تھے اور بت گر بھی تھے۔ابراہیمؑ کی اس بات پر بہت برافروختہ ہو گئے اور کہا کہ تو گھر سے نکل جا ورنہ میں تجھے سنگ سار کر دوں گا۔کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ؎

میرے ہاتھوں کے تراشے ہوئے پتھر کے صنم
آج مندر میں بھگوان بنے بیٹھے ہیں

پھر آپ نے اپنی قوم کو بت پرستی کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے معبودوں کو پوجتے ہو جو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ اس طرح آپ نے بادشاہِ وقت نمرود کے سامنے بھی توحید کی دعوت پیش کی جو خدائی کا دعویٰ کرنے والا تھا۔اس نے پوچھا ابراہیم تو کس کو رب مانتا ہے؟ تو ابراہیمؑ نے کہا کہ جس کے ہاتھ میں زندگی اور موت ہے۔نمرود نے اپنی رعایا میں سے دو آدمیوں کو بلایا۔ایک آدمی جو مجرم تھا اس کو چھوڑ دیا اور جو معصوم تھا اس کو قتل کر دیا اور کہا کہ زندگی اور موت تو میرے ہاتھ میں بھی ہے۔ابراہیمؑ نے کہا کہ میرا رب سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو مغرب سے نکال۔وہ کافر مبہوت ہو کر رہ گیا۔

بت پرستی کی زبانی تردید کے بعد آپ نے سوچا کہ عملی طور پر یہ ظاہر کر دیا جائے کہ بت بے اختیار ہیں اور ان کی پرستش کرنا بے عقلی ہے تو آپ نے یہ ارادہ کیا کہ بتوں کو پاش پاش کیا جائے۔اس قوم کا ایک میلہ تھا جس میں سب لوگ شہر سے

باہر جارہے تھے۔ابراہیمؑ سے بھی ساتھ چلنے کے لئے کہا گیا تو آپ نے کہا کہ میری طبیعت ناساز ہے میں نہیں آسکتا۔جب سب لوگ شہر چھوڑ کر باہر چلے گئے تو آپ بت خانہ میں گھسے اور سارے بتوں کو توڑ کر ہتھوڑے کو بڑے بت کے ہاتھ میں تھما دیا۔میلے سے جب لوگ واپس آگئے اور بت خانہ میں داخل ہوئے تو ان کے غصہ کی انتہاء نہ رہی تو انہوں نے اندازہ کیا کہ یہ حرکت ابراہیمؑ ہی کی ہوسکتی ہے کیونکہ یہی نوجوان بتوں کے خلاف کہا کرتا تھا تو آپ کو قوم کے سامنے حاضر کیا گیا اور پوچھا گیا کہ ہمارے بتوں کے ساتھ یہ حرکت کس نے کی ہے تو آپ نے کہا کہ اگر یہ جواب دیتے ہیں تو آپ ان سے خود پوچھ لو۔قوم کے لوگ اپنے دل میں نہایت شرمندہ ہوگئے سر جھکائے ہوئے ابراہیمؑ سے کہنے لگے کہ تو جانتا ہے کہ یہ بت بات نہیں کرسکتے۔ابراہیمؑ نے کہا کہ جو نہ بات کرسکتا ہے اور نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان تم اس کی عبادت کیسے کرتے ہو؟ تمہاری عقل کہاں چلی گئی؟

ظالم بادشاہِ وقت، مشرک قوم اور برافروختہ باپ تینوں نے یہ سوچا کہ ابراہیمؑ کو سزا دینی چاہئیے۔تو بادشاہ نے کہا کہ آگ کا ایک الاؤ تیار کیا جائے اور اس میں ابراہیمؑ کو ڈالا جائے۔کہا جاتا ہے کہ چھ مہینوں تک آگ سلگائی گئی۔اس کے شعلے آسمان تک پہنچ رہے تھے۔مفسرین نے لکھا ہے کہ آگ اتنی اونچی تھی کہ کوئی پرندہ اس کے اوپر سے اڑ نہیں سکتا تھا۔اطراف کی ساری چیزیں جل کر خاک ہوگئی تھیں۔ گوپھن میں بٹھا کر حضرت ابراہیمؑ کو الاؤ میں جھونکنے کا پلان تھا۔گوپھن میں بٹھایا

گیا۔آسمان کے سارے فرشتے مع جبرئیلؑ حیران وپریشان ہیں کہ اللہ کے خلیل کے ساتھ کیا معاملہ پیش آرہا ہے۔سب نے آکر پوچھا کہ کسی مدد کی ضرورت ہوتو ہم سب اس کے لئے تیار ہیں۔آپ نے جو جواب دیا وہ مثالی ہے۔

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ حَسْبُنَا اللّٰهُ نِعْمَ الْوَكِيْلُ قَالَهَا اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ ﷺ حِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ نِعْمَ الْوَكِيْلُ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو جب آگ میں ڈالا جارہا تھا اور فرشتے مدد کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ حَسْبُنَا اللّٰهُ نِعْمَ الْوَكِيْلُ (اللہ ہی میرے لئے کافی ہے وہی میرے کام بنانے والا ہے) اور محمد ﷺ نے یہی کلمات اس وقت کہے جب کہ لوگوں نے ان سے کہا کہ مکہ کے لوگوں نے بہت بڑا لشکر تم پر حملہ کے لئے جمع کیا ہے تم ان سے ڈرو تو ان کا ایمان بڑھ گیا اور انہوں نے کہا کہ اللہ ہی ہمارے لئے کافی ہے اور وہی ہمارے کام بنانے والا ہے۔ (بہرحال سب سے پہلے حَسْبُنَا اللّٰهُ نِعْمَ الْوَكِيْلُ کہنے والے حضرت ابراہیمؑ ہی تھے)۔

اشیاء کی تاثیر:

مختلف اشیاء کی تاثیر ہم جو دیکھتے ہیں کہ آگ جلاتی ہے، پانی آگ بجھاتا ہے اور پیاس بجھاتا ہے، زہر کھانے سے آدمی مرجاتا ہے، دوا سے شفاء ہوتی ہے، یہ

چیزیں بذاتِ خود موثر نہیں ہیں بلکہ موثرِ حقیقی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہے۔ اللہ چاہے تو ان کی تاثیرات کو روک دے بلکہ متضاد اثرات پیدا کرے۔ حضرت ابراہیمؑ کو جب آگ میں ڈالا گیا تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا کہ وہ ٹھنڈی اور سلامتی ہو جائے۔ اتنی ٹھنڈی بھی نہیں کہ برف کی طرح سرد اس لئے ٹھنڈی کے بعد لفظ سلامتی لایا گیا ہے۔ جس رسی میں باندھ کر آپ کو ڈالا گیا تھا وہ جل گئی لیکن آپ کا بال بیکا نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا یہی معاملہ اپنے محبوب بندوں کے ساتھ کہ اشیاء کی تاثیر روک دیتا ہے اور بدل دیتا ہے۔

خاک وباد آب وآتش بندہ اند　　　　با من وتو مردہ با حق زندہ اند

(مٹی، ہوا، آگ اور پانی سب اللہ کے حکم کے پابند ہیں ہمارے لئے تو مردہ ہیں لیکن اللہ کے لئے زندہ ہیں)

حضرت خالد بن ولیدؓ جب مقامِ حیرہ میں پہنچے تو لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ خبردار رہیئے کہ کہیں عجم کے لوگ آپ کو زہر نہ پلا دیں۔ یہ سن کر انہوں نے کہا کہ وہ زہر تم میرے پاس لاؤ۔ وہ زہر لایا گیا آپ نے بسم اللہ کہہ کر اس کو پی لیا اور آپ کو ذرا بھی نقصان نہیں ہوا۔ تو یہ دیکھ کر وہاں کے لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔ اسود بن قیس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور یہ بڑا ظالم شخص تھا۔ اس نے ابومسلم خولانی سے کہا کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو انہوں نے کہا کہ میں ایسی بیہودہ بات کو سننا بھی نہیں چاہتا۔ پھر اس نے کہا کہ کیا تم

اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ انہوں نے کہا کہ بے شک میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اس نے حکم دیا کہ ایک آگ روشن کرواور پھر اس میں ابو مسلم کو جھونک دو۔ جب وہ نذرِ آتش کئے گئے تو ان پر آگ کا ذرا بھی اثر نہیں ہوا۔ ابو مسلم نے اس انعام پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ اسود نے عاجز آ کر یہ حکم دیا کہ ان کو شہر سے باہر نکال دو کیونکہ ہمارے ہم مذہب لوگوں پر اثر نہ پڑے۔ چنانچہ ان کو باہر نکال دیا گیا۔ جب یہ مدینہ آئے تو اس وقت اللہ کے رسول ﷺ کی وفات ہو چکی تھی اور ابو بکرؓ خلیفہ تھے۔ وہ مسجدِ نبوی میں آئے اور اپنی سواری بٹھا کر ایک ستون کے پیچھے نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ان کو حضرت عمرؓ نے دیکھ لیا اور پوچھنے لگے کہ تم کہاں کے باشندے ہو؟ وہ بولے یمن کے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اسود عنسی نے جس شخص کو جلا دیا تھا اس کی کچھ خبر ہے؟ انہوں نے کہا اچھا وہ عبداللہ بن ثوب۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم سچ سچ بتاؤ کہ وہ تم ہی تو نہ تھے۔ انہوں نے کہا کہ جی ہاں وہ میں ہی تھا۔ پھر کیا، مارے خوشی کے انہوں نے ان کو سینے سے لگا لیا اور رو پڑے۔ پھر ان کو اپنے اور ابو بکرؓ کے درمیان بٹھا کر فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اس وقت تک موت نہ دی جب تک کہ امتِ محمدیہ میں سے کوئی ایسا شخص نہ دکھلا دیا جس کے ساتھ راہِ خدا میں وہی سلوک نہ ہوا ہو جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ ہوا تھا۔ (ترجمان السنہ۔ جلد چہارم)

معاویہ بن حرمل بیان کرتے ہیں کہ مقامِ حرہ میں آگ نمودار ہوئی تو حضرت

عمرؓ نے تمیم داریؓ سے آ کر کہا کہ دیکھو آگ لگ رہی ہے اس کو ہٹا دو۔ انہوں نے کہا کہ امیر المومنین میری کیا ہستی ہے اور میں اس قابل کہاں ہوں؟ وہ اصرار فرماتے ہی رہے آخر ان کے ساتھ اٹھ کر چل دیئے اور میں بھی ساتھ ہو لیا۔ وہ دونوں آگ کی طرف بڑھتے رہے اور حضرت تمیم داریؓ اس آگ کو دھکے دیتے رہے آخر وہ آگ ایک گھاٹی میں جا گھسی۔ اس پر عمرؓ نے فرمایا کہ جو شخص کسی بات کو بچشمِ خود دیکھ لے اس کے برابر نہیں ہو سکتا جو خود مشاہدہ نہیں کیا ہے۔ (تین بار آپ نے یہ کلمات فرمائے) (ترجمان السنہ۔ جلد چہارم)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت ابراہیمؑ کے طریقہ پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یکسو ہو کر ہر قسم کے شرک سے بچ کر اس کی بندگی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۱) مُوَحِدِ اعظم حضرت ابراہیمؑ (ج)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّیْ اَرٰكَ وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ o وَكَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ o فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ o فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ o فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَا اَكْبَرُ فَلَمَّا اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ o اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ o وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ قَالَ اَتُحَآجُّوْنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰنِ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖۤ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّیْ شَيْئًا وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ o وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ

وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَالَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا فَاَىُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْآ اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَا اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ (الانعام۔۸۳-۷۴)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے فرمایا کیا تو بتوں کو معبود قرار دیتا ہے یقیناً میں تجھے اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں۔ ہم اسی طرح ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کے عجائبات دکھاتے ہیں تاکہ وہ کامل یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے۔ چنانچہ جب رات چھا گئی اور انہوں نے ایک ستارہ دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ ستارہ غروب ہو گیا تو ابراہیمؑ نے کہا کہ میں غروب ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر ابراہیمؑ نے جب چاند کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ غروب ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ میرے رب نے اگر میری رہنمائی نہیں کی تو میں گمراہ لوگوں میں سے ہو جاؤں گا۔ پھر جب انہوں نے سورج کو چمکتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ میرا رب ہے؟ یہ تو سب سے بڑا ہے پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو ابراہیمؑ نے کہا کہ اے میری قوم بلاشبہ میں ان چیزوں سے سخت بیزار ہوں جن کو تم خدا کا شریک قرار دیتے ہو۔ میں نے سب سے

یکسو ہوکر اپنا رخ اس ذات کی طرف کرلیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ ان کی قوم نے ان سے کج بحثی کی تو ابراہیمؑ نے کہا کہ کیا تم اللہ کے بارے میں مجھ سے جھگڑتے ہو حالانکہ اللہ نے ہی مجھے صحیح راستہ دکھایا ہے۔ میں ان چیزوں کے نقصان پہنچانے سے بالکل نہیں ڈرتا جن کو تم اللہ کا شریک قرار دیتے ہو مگر ہاں میرا رب ہی کچھ چاہے۔ میرے رب نے اپنے علم کے ذریعہ ہر چیز کو گھیرے رکھا ہے کیا تم اس میں سوچتے نہیں۔ جن چیزوں کو تم نے خدا کا شریک بنا رکھا ہے میں ان چیزوں سے کیوں ڈرتا حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم نے ان چیزوں کو شریک بنا رکھا ہے جس کے لئے اللہ نے کوئی دلیل تم پر نہیں اتاری۔ دونوں فریقوں میں کونسا فریق زیادہ امن کا حقدار ہے جواب دو اگر تم کچھ جانتے ہو؟ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ شرک کو نہیں ملایا ایسے ہی لوگ پر امن ہیں اور ایسے ہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ یہ ہماری وہ دلیل تھی جو ہم نے ابراہیمؑ کو اس کی قوم کے مقابلہ میں بتائی تھی۔ ہم جس کے چاہتے ہیں درجات کو بلند کر دیتے ہیں۔ بے شک آپ کا رب بڑی حکمت والا اور بڑے علم والا ہے۔

عالمِ بالا سورج، چاند، ستارے ہمیشہ لوگوں کے لئے باعثِ کشش ونظارہ ہی نہیں بلکہ باعثِ شرک بھی بنے رہے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کو اپنی قوم کے ساتھ یہی معاملہ پیش آیا جو بتوں کے علاوہ سورج، چاند، ستاروں کی پرستش کرتی تھی۔

بتوں کی پرستش کی مذمت اور تردید کے بعد انہوں نے آسمان میں پوجے جانے والی چیزوں کی بے بسی ظاہر کی۔ اللہ تعالیٰ پہلے فرماتے ہیں کہ ہم نے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کی مخلوقات اس طرح دکھائیں کہ ان کو سب چیزوں کی حقیقت واشگاف طور پر معلوم ہو جائے، ان کو علم وبصیرت میں اعلیٰ مقام حاصل ہو جائے اور وہ کامل یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔ ایک رات جب تاریکی چھا گئی اور ایک ستارہ نمودار ہوا تو اپنی قوم کو سنا کر کہا کہ یہ ستارہ میرا رب ہے؟ مطلب یہ تھا کہ تمہارے خیالات اور عقائد کی رو سے یہ میرا اور تمہارا رب ہے یعنی پالنے والا ہے؟ اب تھوڑی دیر میں اس کی حقیقت دیکھ لینا۔ چنانچہ جب کچھ دیر میں وہ غروب ہو گیا تو حضرت ابراہیمؑ کو قوم پر حجت پوری کرنے کا موقع ہاتھ آیا اور فرمایا لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ (میں غروب ہونے والوں سے محبت نہیں کرتا)۔ مطلب یہ ہے کہ جس کو خدا اور معبود بنایا جایا وہ سب سے زیادہ محبت اور عظمت کا مستحق ہونا چاہئیے۔ جو چیز اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکتی وہ اس کے قابل نہیں ہے۔

اس کے بعد دوسری رات چاند چمکتا ہوا نظر آیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے پھر اپنی قوم کو سنا کر فرمایا کہ (تمہارے عقائد اور خیالات کے مطابق) یہ میرا رب ہے؟ مگر اس کی حقیقت بھی تھوڑی دیر کے بعد سامنے آجائے گی چنانچہ جب چاند غروب ہو گیا تو فرمایا کہ میرا رب اگر مجھے ہدایت نہ کرتا تو میں بھی تمہاری طرح گمراہ لوگوں میں داخل ہو جاتا اور چاند کو ہی اپنا رب سمجھ بیٹھتا لیکن اس کے طلوع اور غروب کے

حالات نے مجھے متنبہ کردیا کہ یہ بھی قابلِ عبادت نہیں ہے۔اس آیت میں اس کی طرف بھی اشارہ کردیا کہ میرا رب کوئی دوسری شئے ہے جس کی طرف سے مجھے ہدایت ہوتی رہتی ہے۔

اس کے بعد ایک روز روشن سورج کو نکلتے ہوئے دیکھا تو پھر قوم کو سنا کر فرمایا کہ (تمہارے عقائداور خیالات کے مطابق) یہ میرا رب ہے؟ یہ تو سب سے بڑا ہے۔مگراس کی حقیقت وحیثیت بھی تھوڑی دیر کے بعد سامنے آجائے گی چنانچہ سورج بھی اپنے وقت پر غروب ہوگیا تو قوم پر آخری حجت تمام کرنے کے بعد اب اصل حقیقت واضح طور پر بیان کردیا کہ يٰقَوْمِ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ (اے میرے لوگو! میں تمہارے مشرکانہ عقائد سے بیزار ہوں کہ تم نے خدا تعالیٰ کی مخلوقات کو ہی خدا کا شریک بنارکھا ہے)۔

اس کے بعد اس حقیقت کو بتلادیا کہ میرا اور تمہارا رب یعنی پالنے والا ان تمام مخلوقات میں سے نہیں ہوسکتا جو خود اپنے وجود میں دوسرے کے محتاج ہیں اور ہر وقت، ہرآن عروج وزوال اور طلوع وغروب کے تغیرات میں گھرے ہوئے ہیں بلکہ ہم تمام کا رب وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین اور ان میں پیدا ہونے والی تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے۔اس لئے میں نے اپنا رخ خودتراشیدہ بتوں اور تغیرات اور تاثرات میں گھرے ہوئے سورج، چاند،ستاروں سے پھیر کر صرف ایک خدائے واحد وحدہ لاشریک لہ کی طرف کرلیا ہےاور میں تمہاری طرح مشرکین میں سے نہیں

ہوں۔

اس واقعۂ مناظرہ میں حضرت ابراہیمؑ نے پیغمبرانہ حکمت وموعظت سے کام لے کر یکبارگی ان کی نجوم پرستی کو غلط یا گمراہی نہیں فرمایا بلکہ ایک ایسا انداز قائم کیا جس سے ہر ذی عقل انسان کا قلب ودماغ خود متاثر ہوکر حقیقت کو پہچان لے۔ وہاں بت پرستی کے خلاف بات کرنے میں اول ہی شدت اختیار فرمائی اور اپنے باپ اور پوری قوم کا گمراہی پر ہونا صاف طور پر بیان کر دیا۔ وجہ یہ تھی کہ بت پرستی کا نامعقول گمراہی ہونا بالکل واضح اور کھلا ہوا تھا۔ بخلاف نجوم پرستی کے کہ اس کی گمراہی اتنی واضح اور جلی نہیں تھی۔

یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے نجوم پرستی کے خلاف اپنی قوم کے سامنے جو استدلال بیان فرمایا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ جو چیز تغیر پذیر ہو اور اس کے حالات ادل بدل ہوتے رہتے ہوں اور وہ اپنی حرکات میں کسی دوسری طاقت کے تابع ہو وہ ہرگز اس لائق نہیں کہ اس کو اپنا رب قرار دیں۔ اس استدلال میں سیاروں کے طلوع غروب اور درمیانی تمام حالات سے استدلال کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی حرکات میں خود مختار نہیں۔ کسی کے حکم کے آگے ایک خاص روِش پر چل رہے ہیں۔ لیکن حضرت ابراہیمؑ نے ان تمام حالات وکیفیات میں سے استدلال کے لئے ان سیاروں کے غروب کو پیش کیا کیونکہ ان کا غروب عوام کی نظروں میں ایک طرح سے ان کا زوال سمجھا جاتا ہے اور انبیاءؑ کا عام طرزِ استدلال وہ ہوتا ہے

جوعوام کے ذہنوں پر اثر انداز ہو۔ وہ فلسفیانہ حقائق کے پیچھے زیادہ نہیں پڑتے بلکہ عام ذہنوں کے مطابق خطاب فرماتے ہیں اس لئے ان سیاروں کی بے بسی اور بے قدرت ہونے پر تو طلوع سے بھی استدلال ہوسکتا تھا اوراس کے بعد غروب سے پہلے تک جتنے تغیرات پیش آتے ہیں ان سے بھی اس پر دلیل پکڑی جاسکتی ہے۔

(ملخصاً معارف القرآن ۔جلد سوم)

ایک شبہ کا ازالہ:

ابراہیمؑ نے ستارہ، چاند اور سورج کو دیکھ کر جو ھٰذَا رَبِّیْ (یہ میرا رب ہے) کہا تو کیا وہ شرک کے مراحل سے گزر رہے تھے اور بالآخر توحید تک پہنچے؟

ابراہیمؑ کا ھٰذَا رَبِّیْ کہنا یا تو استفہامِ انکاری کے لہجہ میں ہے کیا یہ ہے رب میرا؟ اور یا بطورِ تہکم اور تبکیت کے یعنی یہ ہے رب میرا تمہارے عقیدہ اور گمان کے مطابق!

چونکہ واقعہ کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے یہ حقیقت بیان کردی کہ ہم ابراہیمؑ کو اپنی آسمانوں اور زمین کے حکومت کے عجائبات دکھاتے ہیں تاکہ وہ پوری طرح یقین کرنے والوں میں سے ہوجائیں اس لئے ھٰذَا رَبِّیْ کہنا شرک کا معنی نہیں رکھتا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حنیف بن کر شرک سے بچ کر ابراہیمؑ کے طریقہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۲) اخلاص

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

۱) اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ o اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَo اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ (الزمر-۳-۱)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: اس کتاب کا نزول اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے ہے جو زبردست ہے اور ساری حکمتوں کا مالک ہے۔ بے شک ہم نے یہ کتاب آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل کی ہے۔ پس آپ دین کو اللہ کے لئے خالص کر کے اس کی بندگی کریں۔آ گاہ رہو خالص بندگی اللہ ہی کا حق ہے۔

اے نبی ہم نے حق کے ساتھ اس کتاب کو آپ کی طرف نازل فرمایا ہے

یعنی یہ کتاب سراسر حقائق پر مشتمل ہے۔آپ اخلاص کے ساتھ اللہ کی بندگی کرتے رہیں، ایسی بندگی جوریاءاورشرک سے پاک ہو۔خالص بندگی جوشرک اورریاء سے پاک ہووہ اللہ ہی کے لئے سزاوار ہے۔

۲) وَمَا اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِO (البینہ۔۵)

ترجمہ: اورانہیں (اہلِ کتاب)اس کےسواکسی اور بات کاحکم نہیں دیا گیا تھا کہ دین کواللہ کے لئے خالص کرکے یکسوئی سےاسی کی بندگی کریں اورنماز کوقائم رکھیں اور زکوٰۃادا کرتے رہیں۔یہی درست اورمضبوط دین ہے۔

عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِاَمْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشادفرمایا کہ تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ ہرشخص کووہی کچھ ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہے۔جس شخص نے اللہ اوراس کےرسول کے لئے ہجرت کی تواس کی ہجرت اللہ اوراس کے رسول کے لئے ہوگی،جس نے دنیا حاصل کرنے کی غرض سے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی غرض سے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اسی چیز کے لئے

ہوگی جس کا اس نے ارادہ کیا ہے۔

نیت کی تعریف:

دل کے قصد وارادہ کو نیت کہتے ہیں۔اصطلاحی تعریف اس طرح ہے: توجه القلب نحو الفعل ابتغاء الوجه اللّٰه (کسی عمل کے لئے انسان کے دل کا ارادہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کا ہو)۔اسی کو اخلاص کہتے ہیں۔نیت تین قسم کی ہوتی ہے:

۱) عبادت اور عادت میں تمیز کرنا۔

۲) عبادت اور عبادت میں تمیز کرنا۔

۳) معبودِحق اور معبودِ باطل میں تمیز کرنا۔ (توضیحات۔جلداول)

اوپر جو نیت کی اقسام بیان کی گئی ہیں وہ دراصل نیت کی ضرورت بیان کرنے کے لئے ہیں۔

خالص،خلوص اور اخلاص:

ہماری اردو زبان میں خالص اور خلوص کے الفاظ کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔خالص دودھ،اس کا مطلب یہ ہوتا ہے وہ دودھ جس میں پانی کی ملاوٹ نہیں ہے۔خالص شہد کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس میں چرک اور چھتے کے ٹکڑوں کی آمیزش نہیں ہے۔دین کو اللہ کے لئے خالص کر کے عبادت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ صرف اللہ کو راضی کرنے کے لئے عبادت کرے کوئی اور غرض وغایت اللہ کی خوشنودی کے علاوہ نہ رکھے۔اخلاص ہی اعمال کی روح ہے،بغیر اخلاص کے کوئی عمل اللہ کی

بارگاہ میں قبول نہیں ہوتا بلکہ الٹا وبال ہوتا ہے اور اس کے عمل کرنے والے کو جہنم میں کھینچ کر لے جاتا ہے۔ حصولِ ایمان کے بعد اور شریعت کے طریقہ سے واقف ہونے کے بعد بندہ کا سب سے اہم کام یہ ہے کہ وہ ساری کوشش اس بات کی کرے کہ اس کا عمل خالص اللہ کے لئے ہو۔ جب عمل قبول ہی نہیں ہوتا یا وبال بنتا ہے تو اس طرح عمل کرنا کونسی دانائی ہے!

اوپر جو حدیث بیان کی گئی ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے) ایسی اہم حدیث ہے کہ امام بخاریؒ اور صاحبِ مشکوۃ نے اپنی صحیح بخاری اور مشکوۃ شریف کو اسی حدیث سے شروع کیا ہے۔ امام شافعیؒ نے اس حدیث کو نصف علم قرار دیا ہے۔ عمل کے صحیح ہونے اور ثواب حاصل کرنے کے لئے نیت کا صحیح ہونا یعنی اللہ کی رضا کے لئے ہونا ضروری ہے۔ حدیث کا دوسرا جملہ وَاِنَّمَا لِاَمْرِئٍ مَا نَوٰی (ہر شخص کو وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہے) پہلے جملہ کی تاکید ہے۔ نبی ﷺ کے زمانہ میں ہجرت کرنا اتنا آسان نہیں تھا۔ مشرکین اسلام قبول کرنے والوں پر اپنے مظالم ڈھا رہے تھے اور جو لوگ ہجرت کی نیت سے ترکِ وطن کر رہے تھے اس میں بھی رکاوٹ پیدا کر رہے تھے۔ مکہ سے ہجرت کر کے جانا اپنی جان کو جوکھم میں ڈالنا تھا۔ کوئی شخص اپنے وطن میں اگر اسلام پر عمل نہیں کر پا رہا ہے تو اس کو ہجرت کا حکم دیا گیا ہے۔ جو لوگ اسلام قبول کرنے کے باوجود بھی مدینہ ہجرت کر کے نہیں آ رہے تھے ان کا اسلام ہی مشکوک تھا۔ جب مکہ فتح ہو گیا تو

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اب مکہ فتح ہو گیا ہے اس لئے اب ہجرت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ دنیا میں بسنے والے مسلمانوں کو اپنے ملک میں جب اسلام پر عمل کرنے میں دشواری ہو تو آج بھی ایسی جگہ ہجرت کر کے جانا لازم ہے جہاں وہ آسانی سے دین پر عمل کر سکتے ہوں۔ اس زمانہ میں ایک شخص نے ایک عورت کے سامنے جس کا نام اُمِ قیس تھا یہ شرط رکھی کہ تم ہجرت کر کے مدینہ آجاؤ میں تم سے نکاح کروں گا۔ اس شخص کا نام ہی مہاجر ام قیس مشہور ہو گیا۔ نماز، روزہ، حج، زکوۃ، ہجرت، جہاد وغیرہ دین کا کوئی عمل ہو اگر وہ اللہ کی رضا کے لئے نہیں ہے تو دنیا میں بے کار ہے اور آخرت میں خسران کا سبب ہے۔ چونکہ ہجرت کے تعلق سے ایسا واقعہ پیش آیا تھا اس لئے اس کی مثال دی گئی ہے۔ حدیث میں صاف وارد ہوا ہے:

۱) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ الرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلذِّکْرِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِیُرٰی مَکَانَهٗ فَمَنْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص آئے اور سوال کیا کہ ایک شخص غنیمت کے لئے لڑتا ہے اور ایک شخص شہرت کے لئے لڑتا ہے اور ایک شخص شجاعت دکھانے کے لئے لڑتا ہے ان میں کونسا شخص اللہ کی راہ کا مجاہد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص صرف اس لئے لڑے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو، وہی اللہ کی راہ کا مجاہد ہے۔

۲) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لَا یَقْبَلُ مِنَ الْاَعْمَالِ اِلَّا مَا کَانَ خَالِصًا وَّابْتُغِیَ بِہٖ وَجْھُہٗ (کنز العمال)

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اسی عمل کو قبول کرتا ہے جو اخلاصِ نیت سے کیا جائے اور اس میں صرف اللہ کی رضا مطلوب ہو۔

۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَآءِ عَنِ الشِّرْکِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَکَ فِیْہِ مَعِیْ غَیْرِیْ تَرَکْتُہٗ وَشِرْکَہٗ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاَنَا مِنْہُ بَرِیْءٌ ھُوَ لِلَّذِیْ عَمِلَہٗ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمام شرکاء کی شرکت سے بے نیاز ہوں۔ جو شخص کوئی عمل کرے اور میرے ساتھ کسی کو شریک کرے تو میں اس کو اور اس کے عمل کو چھوڑ دیتا ہوں۔ دوسری روایت میں فرمایا کہ میں اس سے بیزار ہوں اس کا عمل اسی کے لئے ہے۔

۴) عَنِ الْمُھَاجِرِ بْنِ حَبِیْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنِّیْ لَسْتُ کُلَّ کَلَامِ الْحَکِیْمِ اَتَقَبَّلُ وَلٰکِنِّیْ اَتَقَبَّلُ ھَمَّہٗ وَھَوَاہُ فَاِنْ کَانَ ھَمَّہٗ وَھَوَاہُ فِیْ طَاعَتِیْ جَعَلْتُ صَمْتَہٗ حَمْدًا لِیْ وَوَقَارًا وَاِنْ لَمْ یَتَکَلَّمْ (دارمی)

ترجمہ: حضرت مہاجر بن حبیبؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ہر عقلمند کے قول کو قبول نہیں کرتا بلکہ میں اس کی نیت اور ارادے کو قبول کرتا ہوں۔ اگر اس کی نیت اور خواہش میری اطاعت کی ہے تو اس کی خاموشی کو میں حمد اور بزرگی قرار دیتا ہوں اگر چہ وہ کچھ کلام نہ کرے۔

۵) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّہٗ قَالَ لِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ حِیْنَ بَعَثَہٗ اِلَی الْیَمَنِ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصِنِیْ، قَالَ "اَخْلِصْ دِیْنَکَ یَکْفِیْکَ الْقَلِیْلُ مِنَ الْعَمَلِ"

(شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب انہیں یمن بھیج رہے تھے تو انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے گزارش کی کہ مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے دین کو خالص کرلو تھوڑا سا عمل بھی تمہارے لئے کافی ہوگا۔

اخلاص کی برکت:

علمائے کرام نے اعمال کی تین قسمیں بیان کی ہیں: ۱) ماموارت، ۲) منہیات، ۳) مباحات۔

ماموارت وہ اعمال ہیں جن کو بجالانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اخلاصِ نیت سے بجالائے گا تو اللہ کی رضا اور ثواب حاصل ہوگا۔ اگر اخلاص نہ ہوگا تو نہ صرف عمل رد کردیا جائے گا بلکہ الٹا وبالِ جان ہوگا۔

منہیات وہ اعمال ہیں جن کو شریعت نے کرنے سے منع کیا ہے۔ شراب، زنا، جوا، سود وغیرہ۔ کوئی شخص ان اعمال کو اللہ کی رضا کے لئے ترک کرے گا تو اجر کا

مستحق ہوگا۔ اگر کسی اور غرض سے ترک کرے گا مثلاً شراب کو صحت کے لئے نقصان دہ سمجھ کر چھوڑے گا تو اجر کا مستحق نہیں ہوگا۔

مباحات وہ اعمال ہیں جن کے بجالانے میں نہ ثواب ہے اور نہ جن کے ترک کرنے پر کوئی گناہ۔ مثلاً کھانا، پینا، سونا، نکاح وغیرہ۔ اگر ان اعمال کو اللہ کی رضا کے لئے بجالائے گا یعنی کھانے سے یہ مقصود ہو کہ اس کے ذریعہ قوت آئے گی تو اللہ کی عبادت کروں گا، نکاح سے یہ مقصود ہو کہ بدنظری سے اور زنا سے بچے گا تو اس پر اجر کا مستحق ہوگا۔ غرض زندگی کے تمام اعمال وافعال میں اگر اللہ کی رضا کی نیت کرے گا تو پوری زندگی میں ہر عمل اور ترکِ عمل پر بندہ اجر کا مستحق ہوگا۔ (صفوۃ التفاسیر)

اخلاص کا موضوع بہت وسیع ہے۔ ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ آئندہ خطبات میں اس کے تعلق سے اور بھی بات آئے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں تمام اعمال اخلاص سے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالٰی

(۲۳) نیت کی اہمیت (۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o لَیْسَ عَلَی الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَی الْمَرْضٰی وَلَا عَلَی الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ مَا یُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ مَا عَلَی الْمُحْسِنِیْنَ مِنْ سَبِیْلٍ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ o وَّلَا عَلَی الَّذِیْنَ اِذَا مَآ اَتَوْکَ لِتَحْمِلَھُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُکُمْ عَلَیْہِ تَوَلَّوْا وَّاَعْیُنُھُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا یَجِدُوْا مَا یُنْفِقُوْنَ o (التوبہ-۹۲،۹۱)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: ناتواں لوگوں پر جہاد سے پیچھے رہ جانے میں کچھ گناہ نہیں اور نہ بیماروں پر اور نہ ان لوگوں پر گناہ ہے جنہیں خرچ کرنے کے لئے کچھ میسر نہیں بشرط یہ کہ یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول سے خلوص اور ہمدردی رکھیں۔ ایسے نیکوکاروں پر کسی قسم کے الزام

کی گنجائش نہیں اور اللہ بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔ اور نہ ان لوگوں پر کوئی گناہ اور الزام ہے جو آپ کی خدمت میں اس واسطے حاضر ہوئے کہ ان کو کوئی سواری دیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے پاس کوئی ایسی سواری نہیں پاتا جس پر میں تم کو سوار کروں تو وہ یہ سن کر واپس گئے اور ان کی حالت یہ تھی کہ ان کی آنکھوں سے غم کی وجہ سے آنسو جاری تھے کہ ان کو خرچ کرنے کے لئے کچھ میسر نہیں ہے۔

شام کے نبطی سوداگر زیتون کا تیل فروخت کرنے مدینہ آیا کرتے تھے۔ ان کے ذریعہ معلوم ہوا کہ ہرقل نے ایک عظیم الشان لشکر آپ ﷺ کے مقابلہ میں تیار کیا ہے۔ جس کا مقدمۃ الجیش بلقاء تک پہنچ گیا ہے اور ہرقل نے تمام فوج کو سال بھر کی تنخواہیں بھی تقسیم کردی ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ فوراً قیصرِ روم کے مقابلہ کی تیاری کریں تا کہ دشمن کی سرحد تبوک پر پہنچ کر ان سے مقابلہ کیا جائے۔ سورۂ توبہ اللہ کے رسول ﷺ کے غزوۂ تبوک سے واپسی پر نازل ہوئی جس میں دو موضوعات پر مفصل کلام کیا گیا ہے۔ ایک یہ کہ کفار اور مشرکین سے مسلمانوں کے تعلقات کیسے ہونا چاہئیے اور دوسرا یہ کہ مسلمانوں کے اندر جو منافقین چھپے ہوئے تھے ان کی سازشوں کا پردہ چاک کر کے ایمان والوں کو خبردار کیا گیا ہے۔ اس لئے اس سورۃ کا ایک نام فاضحہ (فضیحت کرنے والی) بھی ہے۔ ایمان والوں میں جو مختلف گروہ تھے ان کے کردار کو بھی پوری طرح واضح کیا گیا ہے۔ سفر لمبا تھا، سخت گرمی کا زمانہ تھا اور تنگی اور عسرت سے گزر بسر ہو رہی تھی، ان حالات میں یہ

سفر ایک آزمائش تھا جس میں مومنین اور مخلصین تو پورے اترے اور منافقین پوری طرح ناکام رہ گئے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے پورے مال کا آدھا حصہ اس لشکر کی تیاری میں دیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنا پورا ہی مال اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ جب اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا کہ اے ابوبکر تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ اللہ اور رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں۔ حضرت عثمانؓ نے تین سو اونٹ مع ساز و سامان کے اور ایک ہزار دینار لاکر اللہ کے رسول ﷺ کی گود میں ڈال دیئے۔ آپ ﷺ بار بار ان کو پلٹتے اور یہ فرماتے تھے کہ اس عملِ صالح کے بعد عثمان کو کوئی عمل ضرر نہیں کرے گا اور آپ کا لقب مجہز جیش عسرت (عسرت کے لشکر کو ساز و سامان دینے والا) ہوگیا۔ اکثر صحابہ کرامؓ اپنی حیثیت کے موافق اپنی جان و مال سے اپنی قربانیاں پیش کر رہے تھے، منافقین مختلف بہانے پیش کر کے غزوہ سے پیچھے رہ گئے۔ چند صحابہؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمیں سواریاں دیجئے ہم پوری طرح آنے کے لئے تیار ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی سواریاں نہیں ہیں کہ تمہیں مہیا کروں اس پر وہ حضرات روتے ہوئے واپس لوٹے، انہی کی شان میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ غزوۂ تبوک سے لوٹتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ اَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِيْرًا وَلَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا اِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ فِيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ؟ قَالَ وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ (کنزالعمال)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ میں کچھ لوگ ہیں کہ تم جس راستے پر چلے اور جو کچھ بھی تم نے خرچ کیا اور جو وادی بھی تم نے عبور کی وہ تمہارے ساتھ برابر اجر میں شریک ہیں۔لوگوں نے عرض کیا کیسے حالانکہ وہ مدینہ میں ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اگرچہ وہ مدینہ میں ہیں عذر نے انہیں روکے رکھا ورنہ وہ ہمارے ساتھ ہوتے۔

یہ بات آپ ﷺ نے ان صحابہ کرامؓ کے متعلق عرض فرمائی جو آپ کے ساتھ جہاد میں نکلنے کے پورے عزم کے ساتھ آئے تھے کہ اگر آپ ﷺ انہیں سواریاں فراہم کریں تو وہ ضرور جہاد میں شرکت کرتے۔عسرت کی وجہ سے آپ ﷺ نے معذرت کی تو وہ صحابہ روتے ہوئے لوٹ گئے کہ ان کے پاس اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص میں اخلاصِ نیت، عزمِ راسخ اور صدقِ ارادہ ہو اور وہ کسی شرعی مجبوری کی وجہ سے وہ عمل نہ کر سکے تو اس کی نیت، عزم اور صدقِ ارادہ کی وجہ سے اجر کا مستحق ہوگا۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِيَّتُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهٖ وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيُعْطِى الْعَبْدَ عَلٰى نِيَّتِهٖ مَالَا يُعْطِيْهِ عَلٰى عَمَلِهٖ وَذٰلِكَ اَنَّ النِّيَّةَ لَا رِيَاءَ فِيْهَا وَالْعَمَلُ يَخَالِطُهُ الرِّيَاءُ (کنزالعمال۔۷۲۷۰)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے، بسا اوقات اللہ تعالیٰ بندہ کو نیت پر اتنا اجر دیتے ہیں کہ عمل پر نہیں دیتے۔ یہ اس لئے کہ نیت میں ریاء نہیں ہوتی اور عمل میں ریاء کے ملنے کا خدشہ رہتا ہے۔

عَنْ سَهْلَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِيَّتُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهٖ وَعَمَلُ الْمُنَافِقِ خَيْرٌ مِنْ نِيَّتِهٖ وَكُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰى نِيَّتِهٖ فَاِذَا عَمِلَ الْمُؤْمِنُ عَمَلًا نَارَ فِيْ قَلْبِهٖ نُوْرٌ (کنز العمال۔۷۲۳۷)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور منافق کا عمل (بظاہر) اس کی نیت سے بہتر ہوتا ہے۔ ہر ایک اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا ہے، مومن جب کوئی عمل کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک نور پیدا ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفْضَلُ الْعَمَلِ اَلنِّيَّةُ الصَّادِقَةُ (کنز العمال۔۷۲۳۸)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے افضل عمل سچی نیت رکھنا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلنِّيَّةُ الصَّادِقَةُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ فَاِذَا صَدَقَ الْعَبْدُ نِيَّتُهُ تَحَرَّكَ الْعَرْشُ فَيُغْفَرُ لَهٗ (کنز العمال۔۷۲۴۹)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سچی نیت عرش سے چمٹی ہوتی ہے۔ بندہ جب اپنی نیت میں سچا ہوگا تو عرش متحرک ہوگا اور پھر اس کی بخشش کردی جائے گی۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا اَجْرَ اِلَّا عَنْ حِسْبَۃٍ وَلَا عَمَلَ اِلَّا بِنِیَّۃٍ (کنزالعمال۔۷۲۴۹)

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اجر تو ثواب کی امید پر ہی ملتا ہے اور بغیر اخلاصِ نیت کے کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ یَبْلُغُ بِہِ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ اَتٰی فِرَاشَہٗ وَھُوَ یَنْوِیْ اَنْ یَقُوْمَ وَیُصَلِّیَ مِنَ اللَّیْلِ فَغَلَبَتْہٗ عَیْنَاہُ حَتّٰی اَصْبَحَ کُتِبَ لَہٗ مَا نَوٰی وَکَانَ نَوْمُہٗ صَدَقَۃً عَلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ (نسائی)

ترجمہ: حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس ارادے کے ساتھ اپنے بستر پر لیٹتا ہے کہ رات کو اٹھے گا اور نماز پڑھے گا لیکن اس کو گہری نیند آگئی یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ ایسے شخص کے نامۂ اعمال میں رات کی نماز جس کی اس نے نیت کی تھی اس کا ثواب لکھا جائے گا اور نینداس کے لئے اس کے رب کی طرف سے انعام میں شمار ہوگی۔

مولانا رومؒ نے اپنی مثنوی شریف میں حضرت امیر معاویہؓ کی تہجد کی نماز قضاء ہونے کا واقعہ بہت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ جب نماز قضاء ہوگئی تو صبح اٹھ کر

بے انتہاء نادم ہوئے اور زار و قطار روتے رہے۔ اس ندامت پر اللہ تعالیٰ نے انہیں نماز سے بڑھ کر ثواب عطا فرمایا۔ جب دوسری رات آئی ایک شخص ان کو نماز کے وقت جگا رہا تھا۔ آپ نے اٹھ کر دیکھا تو وہ شخص چھپ گیا۔ آپ نے پکار کر کہا تو کون ہے جو مجھے نماز کے لئے جگا رہا ہے؟ چھپ کر اس نے کہا کہ میں وہی ابلیس ہوں! حضرت معاویہؓ نے کہا تجھے کیا پڑی ہے کہ مجھے نماز کے لئے جگائے؟ اس لعین نے کہا کل آپ کی نماز جو قضاء ہوگئی تھی آپ کی ندامت پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوگنا ثواب عطا فرمایا ہے تو میں نے نہیں چاہا کہ آج آپ سو جائیں اور اٹھ کر آہ وزاری کریں تو پھر آپ کو دوگنا ثواب ملے۔

نیت کا محل (جگہ) انسان کا دل ہے:

اللہ تعالیٰ انسانوں کے دل کو دیکھتے ہیں۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا لیکن دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔

چونکہ دل ہی نیت کا محل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ظاہر سے قطع نظر کر کے

انسان کے دل کو دیکھتے ہیں کہ یہ شخص کس ارادہ ونیت سے عمل کرر ہا ہے۔ ایک دوسری روایت میں حدیث کے یہ الفاظ آئے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى اَجْسَادِكُمْ وَلَا اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ (جمع الفوائد۔جلددوم)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور تمہاری صورتوں اور تمہارے ظاہری اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُنْظُرُ اِلٰى اَجْسَامِكُمْ صُوَرِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ (ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو اور تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

۳) عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفِهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ مَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ اِنَّهٗ كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهٖ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جب دو مسلمان اپنی تلواروں سے ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے تو میں نے پوچھا کہ قاتل کا جہنم میں جانا تو ٹھیک ہے مگر مقتول کس

وجہ سے جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس وجہ سے کہ وہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا حریص (مصمم ارادہ کیا ہوا) تھا۔

آئندہ خطبات میں نیت کی اہمیت پر ان شاء اللہ تعالیٰ اور بھی باتیں آپ کے سامنے آئیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاصِ نیت سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۴) نیت کی اہمیت (ب)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o وَمَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ وَتَثْبِیْتًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ کَمَثَلِ جَنَّۃٍ بِرَبْوَۃٍ اَصَابَھَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُکُلَھَا ضِعْفَیْنِ فَاِنْ لَّمْ یُصِبْھَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ o (البقرہ۔۲۶۵)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اور ان لوگوں کے خرچ کی مثال جو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اور اپنے دلوں کو تقویت پہنچانے کے لئے خرچ کرتے ہیں ایسی ہے جیسے ایک باغ جو کسی اونچی جگہ پر واقع ہو اور اس پر زور کا مینہ پڑ جائے تو وہ باغ دگنا پھل لائے اور اگر اس پر زور کا مینہ نہ پڑے تو ہلکی سی پھوار ہی اس کے لئے کافی ہے اور اللہ تمہارے

کاموں کو خوب دیکھتا ہے۔

جو لوگ اللہ کی رضا حاصل کرنے اور اپنے دلوں کو دین پر ثابت قدم رکھنے کے لئے خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی باغ کسی بلند مقام پر اچھی زمین پر واقع ہو۔ اگر اس پر زور کا مینہ برستا ہے تو وہ دوسرے باغوں کے مقابلہ میں دگنا پھل لاتا ہے اور اگر زور کی بارش بھی نہ ہو معمولی بارش بھی اس کے لئے کافی ہے۔ سب مخلصین ایک حال پر نہیں ہوتے، اخلاص میں بھی کمی بیشی ہوتی ہے اور نسبتاً فرق ہوتا ہے۔ اس لئے بارش کی کمی بیشی سے پھلوں کی کمی زیادتی میں نسبتاً فرق ہوگا۔ (کشف الرحمٰن)

۱) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا يَرْوِىْ عَنْ رَّبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَعَمِلَهَا كَتَبَ اللّٰهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَاِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً وَاِنْ هَمَّ (بِسَيِّئَةٍ) فَعَمِلَهَا كَتَبَ اللّٰهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اللہ کی طرف سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نیکیوں اور برائیوں کو واضح کر کے ان کے اجر کا قانون اس طرح بیان کیا ہے: ۱) جو شخص بھی کسی نیکی کا ارادہ کرے اور نیکی نہ

کر سکے تو اللہ تعالیٰ ایک کامل نیکی اس کے اعمال میں لکھیں گے۔۲) جس شخص نے نیکی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل بھی کیا تو دس گنا سے لے کر سات سو تک اور اس سے بے انتہاء اجر اللہ تعالیٰ عطا کریں گے۔۳) جس شخص نے برائی کا ارادہ کیا اور وہ برائی نہیں کی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک کامل نیکی لکھیں گے۔۴) جس شخص نے برائی کا ارادہ کیا اور کر گزرا تو اللہ تعالیٰ ایک ہی برائی لکھیں گے۔

کوئی شخص اپنے گھر میں فرض نماز پڑھتا ہے تو اس کو ایک گنا ثواب ملے گا، اگر محلّہ کی مسجد میں جماعت سے پڑھے گا تو اسے پچیس گنا ثواب ملے گا، اگر وہی نماز جامعہ مسجد میں پڑھے گا تو پانچ سو گنا ثواب ملے گا، اگر وہ یہ نماز مسجدِ نبوی میں پڑھے گا تو اسے پچاس ہزار گنا ثواب ملے گا اور اگر وہ یہ نماز خانۂ کعبہ میں پڑھے گا تو ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملے گا۔

۲) عَنْ اَبِیْ کَبْشَۃَ الْاَنْمَارِیِّ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ ثَلَاثٌ اُقْسِمُ عَلَیْھِنَّ وَاُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا فَاحْفَظُوْہُ فَاَمَّا الَّذِیْ اُقْسِمُ عَلَیْھِنَّ فَاِنَّہٗ مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَۃٍ وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلِمَۃً وَصَبَرَ عَلَیْھَا اِلَّا زَادَہُ اللّٰہُ بِھَا عِزًّا وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْئَلَۃٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ بَابَ فَقْرٍ وَاَمَّا الَّذِیْ اُحَدِّثُکُمْ فَاحْفَظُوْہُ فَقَالَ اِنَّمَا الدُّنْیَا لِاَرْبَعَۃِ نَفَرٍ عَبْدٍ رَزَقَہُ اللّٰہُ مَالًا وَعِلْمًا فَھُوَ یَتَّقِیْ فِیْہِ رَبَّہٗ وَیَصِلُ رَحِمَہٗ وَیَعْمَلُ لِلّٰہِ فِیْہِ بِحَقِّہٖ فَھٰذَا بِاَفْضَلِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ رَزَقَہُ اللّٰہُ عِلْمًا وَلَمْ یَرْزُقْہُ مَالًا فَھُوَ صَادِقُ النِّیَّۃِ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ

فِیْهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَاَجْرُهُمَا سَوَاءٌ وَعَبْدٍ رِزْقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَتَخَبَّطُ فِیْ مَالِهٖ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِیْ فِيْهِ رَبَّهٗ وَلَا يَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهٗ وَلَا يَعْمَلُ فِيْهِ بِحَقٍّ فَهٰذَا بِاَخْبَثِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ لَمْ يَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ فِيْهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ نِيَّتُهٗ وَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو کبشہ انماریؓ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں قسم کھاتا ہوں تین باتوں کی، تمہیں یہ بات بیان کرتا ہوں تم اسے یاد رکھو۔ جس بات کی میں قسم کھاتا ہوں یہ کہ صدقہ سے بندہ کے مال میں کمی نہیں آئے گی اور جس بندہ پر ظلم کیا گیا اور اس نے صبر کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو بڑھائیں گے اور کسی بندہ نے (لوگوں سے) مانگنے کا دروازہ نہیں کھولا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس پر فقر وفاقہ کا دروازہ کھول دیں گے۔ اور دوسری بات جو میں تمہیں بیان کرتا ہوں اس کو یاد رکھو۔ دنیا میں چار قسم کے لوگ ہیں۔ ایک بندہ ایسا ہے جس کو اللہ نے علم اور مال دونوں دیا ہے وہ اس بارے میں اللہ سے ڈرتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے اور اللہ کا جو حق ہے اس کو ادا کرتا ہے یہ سب سے افضل درجے پر ہے اور دوسرا بندہ وہ جس کو اللہ نے صرف علم دیا ہے مال نہیں دیا وہ اپنی نیت میں صادق ہے اور کہتا ہے کہ اگر مجھے بھی مال ملا ہوتا تو فلاں شخص کی طرح عمل کرتا تو یہ شخص اجر میں پہلے شخص کے برابر ہے اور اللہ کا ایک بندہ جس کو اللہ نے صرف مال دیا ہے اور علم نہیں دیا وہ اپنے مال میں بغیر علم کے الٹا سیدھا خرچ کرتا ہے، نہ اپنے رب سے ڈرتا ہے نہ صلہ

رحمی کرتا ہے اور نہ اللہ کا حق ادا کرتا ہے، یہ سب سے بدترین درجے پر ہے اور اللہ کا ایک بندہ وہ جس کو اللہ نے نہ علم دیا ہے نہ مال وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی (الٹا سیدھا خرچ کرنے والے کی طرح) خرچ کرتا۔ اپنی نیت کی وجہ سے وہ اس کے گناہ میں برابر کا شریک ہے۔

۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ اِنَّ نَفَرًا مِنْ بَنِیْ عُذْرَةَ ثَلٰثَةً اَتَوُا النَّبِیَّ ﷺ فَاَسْلَمُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ یَکْفِلُنِیْهِمْ قَالَ طَلْحَةُ اَنَا وَکَانُوْا عِنْدَهٗ فَبَعَثَ النَّبِیُّ ﷺ بَعْثًا فَخَرَجَ فِیْهِ اَحَدُهُمْ فَاسْتُشْهِدَ ثُمَّ بَعَثَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِیْهِ الْاٰخَرُ فَاسْتُشْهِدَ ثُمَّ مَاتَ الثَّالِثُ عَلٰی فِرَاشِهٖ قَالَ قَالَ طَلْحَةُ فَرَاَیْتُ هٰٓؤُلَآءِ الثَّلٰثَةَ فِی الْجَنَّةِ وَرَاَیْتُ الْمَیِّتَ عَلٰی فِرَاشِهٖ اَمَامُهُمْ وَالَّذِی اسْتُشْهِدَ اٰخِرًا یَلِیْهِ وَاَوَّلَهُمْ یَلِیْهِ فَدَخَلَنِیْ مِنْ ذٰلِكَ فَذَکَرْتُ لِلنَّبِیِّ ﷺ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا اَنْکَرْتَ مِنْ ذٰلِكَ لَیْسَ اَحَدٌ اَفْضَلَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ مُّؤْمِنٍ یُعَمَّرُ فِی الْاِسْلَامِ لِتَسْبِیْحِهٖ وَتَکْبِیْرِهٖ وَتَهْلِیْلِهٖ (احمد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن شدادؓ سے روایت ہے کہ بنوعذرہ کے تین شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے اسلام قبول کیا۔ (حصولِ دین اور ریاضت ومجاہدہ کی نیت سے) آپ ﷺ کے پاس ٹھہر گئے۔ آپ ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا میری طرف سے کون ان کی خبر گیری کرے گا؟ حضرت طلحہؓ نے کہا کہ میں کروں گا۔ چنانچہ وہ تینوں حضرت طلحہؓ کے پاس رہنے لگے۔ نبی ﷺ نے ایک لشکر بھیجا تو اس لشکر میں

ان تینوں میں سے ایک شخص گیا اور شہید ہوگیا۔اس کے بعد حضور ﷺ نے دوسرا لشکر بھیجا اس کے ساتھ دوسرا شخص گیا وہ بھی شہید ہوگیا۔پھر چند روز بعد تیسرے شخص کا بستر پر انتقال ہوگیا۔حضرت طلحہؓ کہتے ہیں کہ تینوں کو میں نے جنت میں دیکھا، جس شخص کا بستر پر انتقال ہوا تھا وہ جنت میں سب سے آگے درجہ پر ہے۔دوسرا اس سے قریب وہ ہے جو آخر میں شہید ہوا تھا اور اس سے قریب وہ ہے جو پہلے شہید ہوا تھا۔اس سے میرے دل میں شک وشبہ پیدا ہوا۔میں نے نبی ﷺ سے اپنے خواب کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے شک اور انکار کا باعث کونسی چیز ہے؟ تم نے خواب میں جس ترتیب سے دیکھا وہی مناسب ہے کیونکہ اللہ کے نزدیک کوئی اس مسلمان سے زیادہ افضل نہیں ہے جس نے اسلام کی حالت میں زیادہ عمر پائی اور اس کو تسبیح، تکبیر اور تہلیل (عبادات) کرنے کا زیادہ موقع ملا ہو۔

چونکہ تینوں کی نیت اللہ کی راہ کی میں جہاد کرنے اور شہادت پانے کی تھی لہٰذا نیت کی وجہ سے درجۂ شہادت پانے میں تینوں برابر ہیں۔اب جس کو زیادہ عمر ملی ہے اس نے زیادہ عبادتیں کی ہیں جس کی وجہ سے اس کا درجہ بلند ہوگیا۔

حشر میں لوگوں کو نیتوں اور اعمال کے مطابق اٹھایا جائے گا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا یُبْعَثُ النَّاسُ عَلٰی نِیَاتِهِمْ

(کنز العمال۔۷۲۴۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

قیامت میں لوگوں کو ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔

ایک دوسری حدیث میں جو حضرت عائشہؓ سے روایت کی گئی ہے اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ اپنا عذاب نافرمانوں پر نازل فرماتے ہیں تو بسا اوقات نیک لوگوں پر بھی یہ عذاب واقع ہوجاتا ہے لیکن وہ نیک لوگوں کی عمروں کے برابر واقع ہوجاتا ہے۔ یوں بدوں کی ہلاکت کے ساتھ نیکوکار لوگ بھی ہلاک ہوجاتے ہیں لیکن ان کو نیتوں اور اعمال کے مطابق اٹھایا جائے گا۔

اخلاصِ نیت اور فسادِ نیت پر جنت اور جہنم کا فیصلہ:

۱) عَنُ اِبُنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوُلُ اللّٰہِ ﷺ لَوُ اَنَّ رَجُلًا صَامَ نَھَارَہٗ وَقَامَ لَیُلَہٗ حَشَرَہُ اللّٰہُ عَلٰی نِیَّتِہٖ اِمَّا اِلَی الُجَنَّۃِ وَاِمَّا اِلَی النَّارِ (کنز العمال)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص دن بھر روزے رکھے اور رات بھر نمازیں پڑھے لیکن اللہ تعالیٰ اس کو حشر میں نیت کے مطابق اٹھائیں گے اور اسے جنت یا جہنم کی طرف بھیج دیں گے۔

۲) عَنُ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوُلُ اللّٰہِ ﷺ "اِذَا کَانَ یَوُمُ الُقِیَامَۃِ صَارَتُ أُمَّتِیُ ثَلاثَ فِرَقٍ: فِرُقَۃٌ یَعُبُدُوُنَ اللّٰہَ عَزَّ وجَلَّ خَالِصاً، وَفِرُقَۃٌ یعبُدوُنَ اللّٰہَ رِیَاءً وفِرَقَۃٌ یَعبُدُوُنَ اللّٰہَ یُصِیبُوُنَ بِہ دُنیاَ۔قَال فَیَقُوُلُ لِلَّذِیُ کَان یَعُبُدُ اللّٰہَ عزَّ وجَلَّ لِلدُّنیَا: بِعِزَّتِیُ وَجَلَالِیُ مَاأردتَّ بِعِبَادتِی؟ فَیَقُوُلُ: الدُّنیا، فَیَقُولُ: لا جَرَمَ لَا ینفعُکَ ماجمعتَ وَلَا تَرجِعُ اِلَیہِ انُطَلِقُوا بِہ اِلَی النَّارِ۔قَالَ: ویقُوُل لِلَّذِیُ

يَعْبُدُ اللّٰهَ رِيَاءً: بِعِزَّتِي وَجَلَالِيْ مَاأردتَّ بِعِبَادتِي؟ قَال الرِّياءَ، قَالَ: فَيَقُوْلُ: اِنَّمَا كَانَتْ عِبَادَتُكَ الَّتِيْ كُنْتَ تُرَائِيْ بِهَا لَايَصْعَدُ اِلَيَّ مِنهَا شَيْءٌ وَلَا يَنْفَعُكَ الْيَوْمَ انْطَلِقُوْا بِهِ اِلَى النَّارِ،قَالَ :وَيَقُوْلُ لِلَّذِيْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ خَالِصًا، بِعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ مَاأَرَدْتَّ بِعِبَادَتِيْ؟فَيَقُوْلُ بِعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ لَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ، كُنْتُ أَعْبُدُكَ لِوَجْهِكَ وَلِدَارِكَ،قَالَ صَدَقَ عَبْدِيْ انْطَلِقُوْا بِهٖ اِلَى الْجَنَّةِ " (شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت تین طبقوں میں تقسیم ہو جائے گی ایک طبقہ ان لوگوں کا جو محض اللہ کی رضا کے لئے عبادت کرنے والے تھے۔ دوسرا جو اللہ کی عبادت دکھانے کے لئے کرتا تھا۔ تیسرا جو اللہ کی عبادت دنیا کمانے کے لئے کرتا تھا۔ جو دنیا کمانے کے لئے عبادت کرتا تھا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے میری عزت وجلال کی قسم تم نے کیا نیت سے میری عبادت کی؟ وہ کہے گا کہ دنیا کے لئے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جو دولت تو نے جمع کی تیرے کام نہیں آئے گی اور نہ ہی تو دنیا میں واپس جاسکے گا۔ فرشتوں کو حکم دیا جائے گا کہ اس کو جہنم کی طرف ہانکو۔ جو اللہ کی عبادت دکھانے کے لئے کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے۔ میری عزت و جلال کی قسم تو نے کیا نیت سے میری عبادت کی؟ وہ کہے گا کہ دکھانے کے لئے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تیرا کوئی عمل بھی اوپر نہیں پہنچا جو عبادت تو نے کی آج وہ کچھ نفع

نہیں دے گی۔ فرشتوں کو حکم دیا جائے گا کہ اس کو جہنم کی طرف ہانکو۔ پھر جس نے خالص اللہ کی رضا کے لئے عبادت کی تھی اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے۔ میری عزت وجلال کی قسم تم نے کیا نیت سے میری عبادت کی؟ وہ کہے گا کہ تیری عزت و جلال کی قسم تو مجھ سے بہتر جانتا ہے۔ میں نے تیری ذات کے لئے اور تیری رضا مندی کے لئے عبادت کی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ میرے بندے نے سچ کہا اس کو جنت کی طرف لے جاؤ۔

ان تمام احادیث سے یہ بات واضح ہوکر آ گئی کہ آخرت کی نجات اخلاصِ نیت پر ہے اور فسادِ نیت آخرت کو برباد کرنے والی چیز ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اخلاصِ نیت سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۵) فسادِ نیت کا وبال

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِیْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝
(البقرہ-۲۶۴)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر اس شخص کی طرح ضائع نہ کرو جو اپنا مال محض لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے وہ نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ آخرت کے دن پر۔ ایسے ریاء کار کی حالت ایسی ہے جیسے ایک صاف چکنا پتھر جس پر معمولی سی مٹی پڑی ہو پھر اس پتھر پر زور کی بارش ہو جائے اور وہ

بارش اس کو بالکل صاف کر کے چھوڑ دے ایسے لوگ اپنے کئے ہوئے کاموں کا کوئی فائدہ حاصل نہ کرسکیں گے اور اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے کافروں کو صحیح راستہ نہیں دکھاتا۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌo (الانفال۔۴۷)

ترجمہ: اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے اور لوگوں کو اللہ کے راستہ سے روکنے کے لئے نکلے اور ان کے تمام اعمال اللہ تعالیٰ کے احاطۂ علم میں ہیں۔

ریاء اور سُمعہ یعنی دکھانے اور سنانے کے لئے عمل کرنا اخلاص کی ضد ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے عمل کو ہرگز قبول نہیں کرتا۔ اعمال اگر نامقبول ہوکر ضائع ہوجائیں تو کوئی بات نہ تھی مگر خطرناک معاملہ یہ ہے کہ ایسے اعمال جو ریاء اور سمعہ کے ارادے سے کئے گئے ہیں عامل کو کھینچ کر جہنم میں لے جانے کا سبب بنیں گے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِصَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَفَاُتِیَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعْمَتَهٗ فعَرَفَهَا فَقَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ قَاتَلْتُ حَتّٰى اسْتُشْهِدْتُّ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُقَالَ جَرِئٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ أُمِرَبِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِیَ فِی النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ وَقَرَأَالْقُرْاٰنَ فَاُتِیَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا فَقَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهٗ وَقَرَأْتُ فِيْكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ

تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ اِنَّكَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَبِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِىَ فِى النَّارِوَرَجُلٌ وسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَعْطٰهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهٖ فَاُتِىَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَه' فعَرَفَهَا فقَالَ فَمَاعَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ مَاتَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ اَنْ يُّنْفَقَ فِيْهَا اِلَّا أنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَجَوَادٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَبِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِىَ فِى النَّارِ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے جن تین لوگوں کا مقدمہ قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوگا ایک مرد شہید ہوگا اس کو پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے وہ ان نعمتوں کا اعتراف کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تو نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا۔ میں نے تیری راہ میں قتال کیا یہاں تک کہ میں شہید کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کہیں گے کہ تو جھوٹ کہتا ہے۔ تو نے اس لئے قتال کیا کہ تجھے بہادر کے نام سے یاد کیا جائے اور وہ کیا گیا۔ پھر (فرشتوں کو) حکم دیا جائے گا پس اس کو منہ کے بل گھسیٹا جائے گا اور یہاں تک کہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (دوسرا) شخص جس نے دین کا علم سیکھا اور سکھایا تھا اور قرآن کو پڑھا تھا اس کو پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے۔ وہ ان نعمتوں کا اعتراف کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تو نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا۔ میں نے دین کا علم سیکھا اور سکھایا اور تیرے لئے قرآن کو

پڑھا۔ اللہ تعالیٰ کہیں گے تو جھوٹ کہتا ہے۔ تو نے اس لئے دین کا علم سیکھا اور سکھایا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور قرآن کو اس لئے پڑھا کہ لوگ قاری کہیں پس تجھے (عالم، قاری اور حافظ) کہا گیا۔ پھر (فرشتوں کو) حکم دیا جائے گا پس اس کو منہ کے بل گھسیٹا جائے گا یہاں تک کہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (تیسرا) شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے روزی میں وسعت اور ہر طرح کا مال دیا تھا۔ اس کو پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے۔ وہ ان نعمتوں کا اعتراف کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تو نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا۔ میں نے جہاں کہیں بھی تیری راہ میں خرچ کرنے کا موقع آیا تو میں کبھی خرچ کرنے سے گریز نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کہیں گے تو جھوٹ کہتا ہے۔ تو نے اسلئے عمل کیا کہ لوگ تجھے سخی کہیں اور کہا گیا۔ پھر (فرشتوں کو) حکم دیا جائے گا پس اس کو منہ کو بل گھسیٹا جائے گا یہاں تک کہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

العظمة لله! کس قدر لرزا دینے والی ہے یہ حدیث، اس کی بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ اس حدیث کو بیان کرتے وقت بے ہوش ہو جاتے تھے۔ حضرت معاویہؓ کے سامنے جب یہ حدیث بیان کی گئی تو بہت روئے اور روتے روتے بے حال ہو گئے۔

اس حدیث میں جن اعمال کا ذکر ہے ایک یہ کہ اللہ کی راہ میں دشمنوں سے قتال کر کے شہادت کا درجہ پانا، علمِ دین کی تحصیل اور قرآنِ مجید کی تعلیم و ترویج اور

اپنے مال کو اللہ کی راہ میں لگا دینا، یہ سب اعلیٰ درجہ کے اعمالِ صالحہ ہیں اگر اخلاص کے ساتھ یہ اعمال ہوں تو بلا شبہ ان کا صلہ اللہ کی رضا اور جنت کے اعلیٰ درجات ہیں لیکن یہی اعمال جب دکھاوے، شہرت اور نام ونمود کے لئے ہوں تو اللہ کے نزدیک اس درجہ کے گناہ ہیں کہ دوسرے گناہ گاروں (چوروں، ڈاکوؤں اور زنا کاروں) سے بھی پہلے جہنم کا فیصلہ انہی کے لئے کیا جائے گا اور یہی سب سے پہلے منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم میں جھونکے جائیں گے۔ اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔ اس سے بھی زیادہ لرزادینے والی حدیث (جب الحزن) والی حدیث ہے خوب غور سے سنیئے:

ریا کاروں کا بدترین انجام:

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ قَالَ وَادٍ فِیْ جَهَنَّمَ یَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ کُلَّ یَوْمٍ اَرْبَعَ مِائَةَ مَرَّةٍ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْ یَدْخُلُهَا قَالَ الْقُرَّاءُ الْمُرَاءُوْنَ بِأَعْمَالِهِمْ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ ''جب الحزن'' (رنج وغم کے کنویں) سے اللہ کی پناہ مانگو۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ جُبُّ الحزن کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جہنم کی وہ وادی ہے کہ جس سے جہنم بھی ہر روز چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ اس میں کون داخل ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ دین کا علم پڑھنے والے جو اپنے

اعمال میں ریا کاری کرتے ہیں۔

جُب یعنی ایسا کنواں جس کی دیواریں نہیں بنی ہیں یعنی کچا کنواں اور حزن کے معنی غم کے ہیں یعنی غم کا اندھا کنواں۔ دین کا علم پڑھ کر دکھانے کے لئے اعمال کرنے والوں کو ایسے غم کے اندھے کنویں میں ڈال دیا جائے گا جس سے جہنم خود دن میں چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے تو یہ کتنا خطرناک کنواں ہوگا!

دکھانے کے لئے عمل کرنا شرک ہے:

عَنْ شَدَادِ بْنَ أَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى يُرَائِى فَقَدْ أَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ يُرَائِى فَقَدْ أَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِى فَقَدْ أَشْرَكَ (احمد)

ترجمہ: حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس نے دکھانے کے لئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس نے دکھانے کے لئے روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے دکھانے کے لئے صدقہ دیا اس نے شرک کیا۔

تھوڑی سی ریاء بھی شرک ہے:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّـهُ خَرَجَ يَوْمًا اِلَى مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَاعِدًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ يَبْكِى فَقَالَ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ يُبْكِيْنِى شَىْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ يَسِيْرَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ وَمَنْ عَادٰى لِلّٰهِ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَ اللّٰهُ بِالْمُحَارَبَةِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْأَبْرَارَ الْأَتْقِيَاءَ

الْاَ خُفِیَاءَ الَّذِیْنَ اِذَا غَابُوْا لَمْ یُتَفَقَّدُوْا وَاِنْ حَضَرُوْالَمْ یُدْعَوْا وَلَمْ یُقَرَّبُوْا قُلُوْبُهُمْ مَصَابِیْحُ الْهُدٰی یَخْرُجُوْنَ مِنْ کُلِّ غَبْرَاءَ مُظْلِمَةٍ (ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطابؓ ایک روز مسجدِ نبوی ﷺ کی طرف نکلے تو معاذ بن جبلؓ کو قبرِ نبوی ﷺ کے پاس روتا ہوا پایا۔ پوچھا اے معاذؓ وہ کیا چیز ہے جو تجھ کو رلا رہی ہے؟ حضرت معاذؓ نے کہا ایک بات جو میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنی تھی رلا رہی ہے۔ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے یہ سنا کہ تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے۔ جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے اس نے گویا اللہ کے ساتھ مقابلۂ جنگ پر آیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے نیکوکاروں، پرہیزگاروں اور پوشیدہ حال رہنے والوں کو کہ جب وہ غائب ہوں تو پوچھے نہ جائیں اور جب حاضر ہوں تو بلائے نہ جائیں اور پاس بٹھائے نہ جائیں۔ ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں، ہر تاریک مقامات سے نکلتے ہیں۔

مسیح الدجال سے بڑا فتنہ شرک خفی۔ ریاء (دکھانے کے لئے عمل کرنا) ہے:

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَارَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَتَذَاکَرُ الْمَسِیْحَ الدَّجَّال فَقَال أَلَا أُخْبِرُکُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَیْکُمْ عِنْدِیْ مِنَ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ فَقُلْنَا بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الشِّرْکُ الْخَفِیُّ أَنْ یَقُوْمَ الرَّجُلُ فَیُصَلِّی فَیَزِیْدُ صَلَاتَهٗ لِمَا یَرٰی مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ (ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ ہمارے

درمیان تشریف لائے اور ہم آپس میں مسیح دجال کا ذکر کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس سے بھی خوفناک چیز جو تمہارے لئے ہے خبردار نہ کروں؟ ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ ضرور خبردار کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ پوشیدہ یعنی خفی شرک ہے۔ یہ کہ آدمی کھڑا ہوا نماز پڑھتا رہتا ہے۔ پھر اپنی نماز کو (کیفیت یا کمیت کے لحاظ سے) زیادہ کرتا ہے جب اسے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اس کی نماز کو دیکھ رہا ہے۔

اخلاص کے ساتھ عمل کرنے والے لوگ اللہ کے اولیاء میں شمار ہوتے ہیں۔ ان سے دشمنی اللہ تعالیٰ سے دشمنی ہے۔ چونکہ ایسے لوگ دنیاوی مال وجاہ نہیں رکھتے، چھپے ہوئے گم نام رہتے ہیں عام لوگ ان کو پہچان نہیں سکتے اس لئے ممکن ہے کہ ان کے ساتھ دشمنی سے معاملہ کریں اس لئے یہاں تنبیہ کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص کے ساتھ عمل کرنے اور اس کے اولیاء کے ساتھ تعظیم و تکریم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۶) دین میں سب سے اونچا مقام اخلاص ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ o (البقرہ۔۱۶۵)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علىٰ ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: اور لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کے علاوہ اوروں کو بھی اللہ کا ہمسر قرار دیتے ہیں۔ یہ لوگ ان شریکوں سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسے اللہ سے محبت کرنی چاہئیے اور جو ایمان والے ہیں وہ اللہ کی محبت میں نہایت سخت اور مضبوط ہیں اور کاش یہ ظالم لوگ اس وقت کو جب عذاب کا مشاہدہ کریں گے اب جان لیتے کہ

ہر قسم کی قوت اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے۔

مشرکین کو اپنے معبودوں سے جو محبت ہے، ایمان والوں کو اللہ سے اس سے بھی زیادہ، بہت زیادہ اور مستحکم محبت ہے کیونکہ مصائبِ دنیا میں مشرکین کی محبت بسا اوقات زائل ہو جاتی ہے اور عذابِ آخرت دیکھ کر تو وہ بالکل ہی تبرّی اور بیزاری ظاہر کریں گے جیسا کہ اگلی آیت میں آتا ہے بخلاف مومنین کے کہ ان کی محبت اپنے اللہ کے ساتھ ہر ایک رنج وراحت، مرض وصحت، دنیا اور آخرت میں برابر باقی اور پائیدار رہنے والی ہے۔ نیز اہلِ ایمان کو جو اللہ سے محبت ہے وہ اس محبت سے بھی بہت زیادہ ہے جو محبت اہلِ ایمان کو ماسوا اللہ یعنی انبیاء، اولیاء، ملائکہ، علماء یا اپنے آبا واجداد اور اولاد و مال وغیرہ سے رکھتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے اس کی عظمتِ شان کے موافق بالاصالت اور بالاستقلال محبت رکھتے ہیں اور اوروں سے بالواسطہ اور حق تعالیٰ کے حکم کے موافق اور ہر ایک کے اندازہ کے مطابق محبت کرتے ہیں۔ ع

گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی

(اگر تو درجات کا فرق ملحوظ نہ رکھے گا تو بے دین ہو جائے گا)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ○

(المائدہ۔۵۴)

ترجمہ: اے ایمان والو جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو بہت جلد اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لے آئے گا جن سے اللہ محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے وہ ایمان والوں پر مہربان ہوں گے اور کافروں کے مقابلہ میں سخت ہوں گے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہوں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑا صاحبِ وسعت اور سب جاننے والا ہے۔

ایمان کی تکمیل:

۱) عَنْ أَبِیْ أُمَامَۃَ قَالَ قَال رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ لِلّٰہِ وأَبْغَضَ لِلّٰہِ وَأَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدْ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ (ابوداود)

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے دشمنی کی اور اللہ کیلئے دیا اور اللہ کے لئے روک لیا اس نے اپنا ایمان مکمل کرلیا۔

نبی اکرم ﷺ نے تکمیلِ ایمان کے لئے چار چیزیں بطورِ علامت بیان فرمائی ہیں۔ ان چار چیزوں کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ یہ چار چیزیں نفس کے لذائذ سے تعلق رکھنے والی ہیں، ان میں اخلاص پیدا کرنا بہت ہی مشکل کام ہے۔ جب کوئی شخص ان لذائذِ نفس میں اخلاص پیدا کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے تو دوسری چیزوں میں بدرجۂ اولیٰ مخلص ہوگا یہی کمالِ ایمان ہے۔ جب کسی انسان کے احساسات،

جذبات، حرکات، سکنات، اس کے خیالات، تصورات، اس کے ایجابی وسلبی رجحانات (Positive and negative inclinations) اور اس کے جوڑ اور توڑ کے تعلقات خالص اللہ کی رضا اور خوشنودی کے تابع ہو جائیں تو اس کا ایمان کامل درجہ میں مکمل ہو گیا۔

۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِیْ ذَرٍّ يَا أَبَا ذَرٍّ أَيُّ عُرَى الْإِيْمَانِ أَوْثَقُ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ اَلْمُوَالَاةُ فِی اللّٰهِ وَالْحُبُّ فِی اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ (شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوذرؓ سے پوچھا اے ابوذر ایمان کی سب سے مضبوط کڑی کونسی ہے؟ حضرت ابوذرؓ نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اللہ کیلئے دوستی کرنا، اللہ ہی کے لئے کسی سے محبت کرنا اور اللہ ہی کے لئے کسی سے بغض رکھنا۔

۳) عَنْ أَبِیْ فَرَاسٍ رَجُلٌ مِنْ أَسْلَم قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "سَلُوْنِی عَمَّا شِئْتُمْ" فَنَادٰى رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: "إِقَامُ الصَّلَاةِ وإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ" قَالَ: فَمَاالْإِيْمَانُ؟ قَال: "اَلْإِخْلَاصُ" قَالَ: فَمَاالْيَقِيْنُ؟ قَال: "اَلتَّصْدِيْقُ بِالْقِيَامَةِ" (شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابوفراسؓ (جو قبیلۂ اسلم کے ایک شخص روایت کرتے ہیں) کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مجھ سے جو چاہے پوچھ لو۔ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ

اسلام کیا ہے؟ فرمایا نماز کو قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا۔ پھر پوچھا ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اخلاص۔ اس نے پوچھا یقین کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کی تصدیق کرنا۔

اخلاص کے ثمرات:

جو اخلاصِ کامل رکھے گا وہی دنیا اور آخرت میں اللہ کی مدد کا مستحق ہوگا۔

۱) عَنْ مُعَاوِیَةَ اَنَّهٗ کَتَبَ اِلٰی عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنِ اکْتُبِیْ اِلَیَّ کِتَابًا تُوْصِیْنِیْ فِیْهِ وَلَا تُکْثِرِیْ فَکَتَبَتْ سَلَامٌ عَلَیْكَ اَمَّابَعْدُ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ الْتَمَسَ رِضَی اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ کَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَی النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَکَّلَهُ اللّٰهُ اِلَی النَّاسِ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں لکھا کہ میرے لئے ایک خط نصیحت کا لکھیں جو مختصر نصیحت پر مشتمل ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے لکھا۔ سلام ہو تم پر بعد ازاں تحقیق میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص لوگوں کی ناراضگی کے مقابلے میں اللہ کی رضا طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے لوگوں سے پہنچنے والی تکلیف میں کافی ہوجاتا ہے اور جو کوئی لوگوں کی رضا مندی تلاش کرتا ہے اللہ کی ناراضگی کے مقابلے میں تو اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کے حوالے کردیتا ہے۔ سلام ہو تم پر۔

۲) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ کَانَتْ نِیَّتُهٗ طَلَبَ الْاٰخِرَةِ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ

فِیْ قَلْبِہٖ وَجَمَعَ لَہٗ شَمْلَہٗ وَأَتَتْہُ الدُّنْیَا وَھِیَ رَاغِمَۃٌ وَمَنْ کَانَتْ نِیَّتُہٗ طَلَبَ الدُّنْیَا جَعَلَ اللّٰہُ الْفَقْرَ بَیْنَ عَیْنَیْہِ وَشَتَّتَ عَلَیْہِ أَمْرَہٗ وَلَایَأْتِیْہِ مِنْھَا اِلَّا مَا کُتِبَ لَہٗ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس شخص کا مقصد اپنے علم وعمل سے آخرت طلبی یعنی اللہ کی رضا ہو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی کر دیتے ہیں اور اس کے تمام معاملات کی اصلاح کر دیتے ہیں اور دنیا اس کے پاس ناک رگڑتے آتی ہے اور جس شخص کا ارادہ اپنے علم وعمل سے دنیا کا حصول ہے اللہ تعالیٰ محتاجی کو اس کی آنکھوں کے سامنے مقرر فرما دیتے ہیں۔ اور اس کے تمام معاملات کو پراگندہ کر دیتے ہیں۔ اور دنیا اتنی ہی ملتی ہے جتنی اس کے قسمت میں لکھی گئی ہے۔

دنیا کو مقصد بنا کر کام کرنے والوں کے لئے وارننگ:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَخْرُجُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ یَخْتَلُوْنَ الدُّنْیَا بِالدِّیْنِ یَلْبَسُوْنَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّأْنِ مِنَ اللِّیْنِ أَلْسِنَتُھُمْ أَحْلٰی مِنَ السُّکَّرِ وَقُلُوْبُھُمْ قُلُوْبُ الذِّیَابِ یَقُوْلُ اللّٰہُ اَبِیْ یَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَیَّ یَجْتَرِؤُنَ فَبِیْ حَلَفْتُ لَاَبْعَثَنَّ عَلٰی اُولٰئِكَ مِنْھُمْ فِتْنَۃً تَدَعُ الْحَکِیْمَ فِیْھِمْ حَیْرَانَ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانے میں کچھ ایسے مکار لوگ پیدا ہوں گے جو دین کی آڑ میں دنیا کا شکار کریں گے۔ لوگوں پر اپنی درویشی ظاہر کرنے کے لئے بھیڑوں کی کھال کا لباس پہنیں گے۔ ان

کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی لیکن ان کے سینوں میں بھیڑیوں کے دل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا یہ لوگ میرے ڈھیل دینے سے دھوکہ کھا رہے ہیں؟ کیا یہ مجھ سے نڈر ہو کر میرے مقابلے کی جرأت کر رہے ہیں؟ پس مجھے اپنی ذات کی قسم ہے ان مکاروں پر انہی میں سے ایک ایسا فتنہ کھڑا کروں گا جو ان کے عقل مندوں کو بھی حیران کر دے گا۔

ان احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ اخلاصِ نیت اور اخلاصِ عمل سے نہ صرف آخرت سدھرتی ہے بلکہ دنیا کے سارے معاملات سدھر جاتے ہیں۔ سب سے بڑی چیز فکر و پریشانی، رنج و غم دور ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی بندہ اللہ کی رضا کے لئے کام کرتا ہے اور جو بھی نتائج سامنے آتے ہیں اس کو اللہ کا فیصلہ سمجھ کر قبول کرتا ہے تو نہ اس کو پریشانی ہوتی ہے اور نہ رنج۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کامل اخلاص کے ساتھ اس کی بندگی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۷) اخلاص کس طرح پیدا ہوتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ o ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ o ھُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ o

(الحشر۔۲۴۔۲۲)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علیٰ ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ ہر چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے، وہ بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی بادشاہِ حقیقی ہے، پاک ذات ہے، بے عیب ہے،

امن دینے والا ہے، نگہبانی کرنے والا ہے، کمالِ قوت کا مالک ہے، نہایت زبردست ہے بڑی عظمت والا ہے۔ اللہ پاک ہے اس سے جو لوگ اس کے شریک ٹھہراتے ہیں۔ وہی اللہ ہے ہر چیز کا خالق، ایجاد واختراع کرنے والا ہے، صورت بنانے والا ہے، سب اچھے اچھے نام اسی کے لئے خاص ہیں، جو مخلوقات آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں سب اس کی پاکی بیان کرتی ہیں اور کمالِ قدرت اور کمالِ حکمت کا مالک ہے۔

آج خطبہ میں آپ کے سامنے یہ بات بیان کرنا مقصود ہے کہ اخلاص کس طرح پیدا ہوتا ہے۔ کئی جمعہ سے آپ اخلاص کے تعلق سے بات سن رہے ہیں تو لازماً یہ بات دل میں آتی ہے کہ جب اخلاص کی اہمیت ایسی ہے تو اس کے حصول کا طریقہ کیا ہے۔ اس ناچیز کی نظر میں اخلاص تین طریقوں سے پیدا کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے یقین اور استحضار سے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور پیشی اور حساب اور کتاب کے یقین سے اور مخلصین اور صادقین کی صحبت اختیار کرنے سے۔

خطبہ کے شروع میں میں نے سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں تلاوت کی ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا ایک جامع بیان آیا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَ تِسْعِیْنَ اِسْمًا مِائَةً اِلَّا وَاحِدَةً مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے ننانوے (۹۹) یعنی ایک کم سو نام ہیں جس نے ان ناموں کو یاد رکھا وہ جنت میں جائے گا۔

اللہ کے نام اس کی ذات، صفات اور اس کی قدرت کو ظاہر کرتے ہیں۔ حدیث میں احصیٰ کا لفظ آیا ہے جس کے معنی گھیرنے کے ہیں یعنی ان اسماء کو دل ودماغ میں بسا لینا، یاد رکھنا اور ان کے معنوں کا استحضار کرنا ہے۔ جو شخص ایسا کرے گا تو وہ تمام ظاہری اور باطنی گناہوں سے بچ جائے گا۔ جو شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، نہ صرف میرے ظاہر کو دیکھ رہا ہے بلکہ میرے باطن کو بھی دیکھ رہا ہے تو کیا وہ کوئی گناہ کر سکے گا؟ کیا اس کی نیت میں فتور پیدا ہوگا؟

قرآنِ مجید فی الحال جو طبع ہو رہے ہیں ان کے اندرونی صفحات پر اللہ کے تمام ننانوے (۹۹) نام لکھے ہوتے ہیں۔ دعاؤں کی جو کتابیں ہیں حصنِ حصین وغیرہ اس میں بھی اللہ کے اسمائے حسنیٰ دیئے گئے ہیں۔ روزانہ ایک نام بھی آدمی یاد کرے گا تو تین مہینوں میں تمام اسمائے حسنیٰ یاد ہو جائیں گے اور آدمی جنت کا مستحق بنے گا۔ بہت آسان اور سستا سودا ہے کاش کوئی اس کی سعی کرے۔

قرآنِ مجید کے تین بنیادی علوم ہیں۔ ایک علم اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا ہے، دوسرا علم احکام کا ہے، تیسرا علم قصص وواقعات کا ہے۔ قرآنِ مجید کی آیات یا تو اللہ تعالیٰ کی اسماء سے شروع ہوتی ہیں یا درمیان میں ان کا ذکر آتا ہے یا آیتوں کا

اختتام ہی اسمائے حسنٰی پر ہوتا ہے۔ تمام آیتوں کو بیان کرنے کا وقت نہیں ہے صرف چند ہی آیات سنانے پر اکتفاء کرتا ہوں۔

۱) وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِO (ق۔۱۶)

ترجمہ: یقیناً انسان کو ہم نے پیدا کیا اور جو خیالات اس کے دل میں آتے ہیں اس سے بھی ہم واقف ہیں اور ہم اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

جس شخص کو یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل میں پیدا ہونے والے خیالات سے بھی واقف ہیں تو کیا وہ کسی برائی کا ارادہ کرسکتا ہے؟ کیا وہ فسادِ نیت میں مبتلا ہوسکتا ہے؟ پھر جب کہ وہ ذات اس کی شہ رگ سے قریب ہے اس سے بھاگ جانے کا کوئی امکان ہی نہیں ہے تو کیا وہ کسی فتنہ اور فساد میں مبتلا ہوسکتا ہے؟

۲) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذَالِكَ وَلَا اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌO (المجادلہ۔۷)

ترجمہ: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ان سب چیزوں کو جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ کہیں تین آدمی خفیہ مشورہ ایسا نہیں کرتے مگر چوتھا وہ (اللہ تعالیٰ) نہ ہو۔ اور پانچ آدمی کہیں خفیہ مشورہ نہیں کرتے مگر چھٹا وہ (اللہ تعالیٰ) نہ ہو، نہ اس

سے کم نہ اس سے زیادہ مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے وہ جہاں کہیں ہوں۔ جو کچھ انہوں نے کیا ہے قیامت کے دن ان کو جتلائے گا۔ بے شک وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

جس شخص کو یہ یقین ہو کہ اسے ایک دن مرنا ہے، خدا کے سامنے جا کر حساب کے لئے پیش ہونا ہے، اس کے ہر چھوٹے بڑے نیک و بد عمل کا حساب لیا جائے گا اور اسی کے مطابق اس کی آخرت کا فیصلہ کیا جائے گا تو ایسا شخص ہر عمل میں کتنا محتاط ہوگا۔ آخرت کی کامیابی ایمان اور عملِ صالح پر ہے اور کفر و شرک کے مرتکب ہمیشہ کے لئے جہنم رسید ہو جائیں گے۔ عقائد و اعمال کی تلقین کے بعد قرآن کی دعوت کا سارا محور عقیدۂ آخرت کے گرد ہی گھومتا ہے۔

۳) وَاِنۡ تُبۡدُوۡا مَا فِىۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ اَوۡ تُخۡفُوۡهُ يُحَاسِبۡكُمۡ بِهِ اللّٰهُ (البقرہ۔۲۸۲)

ترجمہ: جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تم اس کو ظاہر کرو یا چھپائے رکھو اللہ تعالیٰ تم سے اس کا محاسبہ کرے گا۔

اس آیت کے نازل ہونے پر صحابہؓ پریشان ہوئے اور اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں آ کر اپنی پریشانی کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم اہل کتاب کی طرح سمعنا و عصینا (ہم نے سنا اور نہیں مانا) مت کہو بلکہ تم کہو سمعنا و اطعنا (ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی)۔ اس پر آگے کی آیتیں نازل ہوئیں:

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَ عَلَيۡهَا مَا اكۡتَسَبَتۡ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی جان پر اس کی برداشت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتے۔ اس کی کمائی کا نفع اسی کے لئے ہے اور اس کی برائی کا وبال بھی اسی پر ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ نے وہ بہترین دعا سیکھائی ہے اور قبولیت کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔

۴) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۝ (الحشر۔۱۸)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہر نفس کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ اس نے کل کے لئے آگے کیا بھیجا ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک تم جو بھی کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔

۵) وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ۝ (البقرۃ۔۲۸۱)

ترجمہ: اس دن سے ڈرو جس دن تم سب خدا کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور ہر شخص نے جو کچھ کمایا ہے پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر کسی طرح کا ظلم نہیں کیا جائے گا۔

عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا سَیُكَلِّمُهُ رَبُّهٗ لَیْسَ بَیْنَهٗ وَ بَیْنَهٗ تَرْجُمَانٌ وَلَا حِجَابٌ یَحْجِبُهٗ فَیَنْظُرُ اَیْمَنَ مِنْهُ فَلَا یَرٰى مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِهٖ وَ یَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْهُ وَلَا یَرٰى اِلَّا مَاقَدَّمَ وَ یَنْظُرُ بَیْنَ یَدَیْهِ فَلَا یَرٰى اِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشَقِّ تَمْرَةٍ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتمؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں رہے گا مگر یہ کہ اس کا رب اس سے دوبدو بات کرے گا اس کے درمیان میں نہ کوئی ترجمان ہوگا اور نہ حجاب رکاوٹ بنے گا، بندہ اپنی داہنی طرف دیکھے گا تو جو اعمال آگے بھیج چکا ہے اس کو پائے گا۔ اور بائیں طرف دیکھے گا تو جو اعمال آگے بھیج چکا ہے اس کو پائے گا۔ اور اپنے سامنے نظر کرے گا تو جہنم کی آگ کے سوا کچھ نہ پائے گا۔ پس جہنم کی آگ سے بچو چاہے وہ اللہ کی راہ میں کھجور کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔

اخلاص کے پیدا کرنے میں سب سے اہم اور موثر عنصر (Factor) صحبتِ صالحین وصادقین ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ○ (التوبہ۔۱۱۹)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کی صحبت میں رہو۔

تین صحابہؓ حضرت کعب بن مالکؓ، حضرت مرارہ بن ربیعؓ اور حضرت ہلال بن امیہؓ غزوہ تبوک میں پیچھے رہ جانے کی وجہ سے ان کی توبہ روک دی گئی تھی۔ پچاس دن کے بعد ان کی توبہ کی قبولیت کا حکم نازل ہوا اور یہ آیت بھی نازل ہوئی کہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کی صحبت میں رہو۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ان کے جہاد میں پیچھے رہنے کی وجہ منافقین کی صحبت، مجالست اور مشاورت ہے۔

جو لوگ نبی اکرم ﷺ پر ایمان لائے اور آپ کی صحبت میں رہے صحابی کہلائے۔ ان کے اخلاص کے تعلق سے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِ ھِمَ وَلَا نَصِیْفَہٗ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تم میرے اصحاب کو برا بھلا نہ کہو اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا بھی اللہ کی راہ میں دے تو میرے صحابی کے سیر یا آدھے سیر کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

صحابہؓ کا عمل اخلاص کی وجہ سے اس مقام پر پہنچتا ہے کہ ان کے بعد کے لوگ احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنے پر بھی ان کے سیر یا آدھے سیر جَو کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ ان کا یہ اخلاص صحبت نبوی ﷺ کی وجہ سے پیدا ہوا تھا۔

بعد کے ادوار میں جو اولیاء اللہ پیدا ہوئے چاہے وہ کتنے ہی بڑے درجہ کے ہوں صحابہ کرامؓ کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ کسی نے عبداللہ بن مبارک کے سامنے عمر بن عبدالعزیزؒ کے دورِ حکومت کی تعریف کرتے ہوئے حضرت امیر معاویہؓ کی حکمرانی پر نکیر کی تو انہوں نے فرمایا امیر معاویہؓ حضور ﷺ کے ساتھ غزوہ میں جس گھوڑے پر سوار تھے عمر بن عبدالعزیزؒ ان کے گھوڑے کی ناک کے غبار کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُخَالِلُ (مشکوۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ جو کوئی دوست رکھتا ہے کسی کو تو اکثر اسی کے مذہب اور سیرت پر ہوتا ہے۔ پس اس کو چاہئے یہ دیکھے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا یَاْکُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِیٌّ (مشکوۃ)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا صحبت نہ رکھ مگر ایمان والے کی۔ اور تیرا کھانا نہ کھائے مگر متقی۔

یہ ایک نفسیاتی اصول ہے کہ آدمی جس کی صحبت میں رہتا ہے اس کے اچھے اور برے اثرات ضرور اس میں سرایت کر جاتے ہیں۔ اس سے کسی کو مفر نہیں ہے۔ اس لئے بڑی تحقیق کے ساتھ آدمی دوستی کرے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں مخلصین کی صحبت عطا فرمائے اور ان کی صحبت سے پوری طرح مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۸) فال اور بدشگونی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ o (النحل۔۱۱۶)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علیٰ ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اور اپنی زبانوں سے جھوٹ بنا کر یہ مت کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے اس کہنے کا انجام یہ ہوگا کہ تم اللہ پر جھوٹا بہتان لگا دو گے بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں فلاح نہیں پاتے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الطِّيَرَةُ شِرْكٌ قَالَهٗ ثَلٰثٌ وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهٗ بِالتَّوَكُّلِ (ابوداود، ترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شگونِ بد لینا شرک ہے یہ بات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی اور ہم میں سے ہر آدمی کو اللہ تعالیٰ اپنے بھروسہ اور توکل پر چلاتا ہے۔

اگر کوئی شخص بدشگونی کا پکا عقیدہ رکھتا ہے اور بدشگونی کو قطعی اور یقینی امر سمجھتا ہے تو یہ شرکِ جلی ہے جو کہ حرام ہے اور اگر عام عادت، دستور اور رواج کے مطابق بدشگونی کرتا ہے تو یہ شرکِ خفی ہے۔ اوہام سے بچنے کا علاج یہ ہے کہ آدمی ہر معاملہ میں اللہ پر توکل و بھروسہ کرے۔ شکوک وشبہات کو مسترد کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ کائنات میں جو کچھ تغیر اور تصرف ہوتا ہے وہ صرف اور صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ایام واوقات اور انسانوں اور ان کے حالات سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ لَا طِیَرَةَ وَخَیْرُهَا الْفَالُ قَالُوْا وَمَا الْفَالُ قَالَ الْکَلِمَةُ الصَّالِحَةُ یَسْمَعُهَا اَحَدُکُمْ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بدشگونی بے حقیقت ہے اور اس سے بہتر تو فال ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ فال کیا چیز ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اچھا کلمہ ہے کہ تم میں سے کوئی شخص سنے اور اس سے اپنی مراد پانے کی توقع پیدا کرے۔

لفظ فال بغیر ہمزہ کے استعمال ہوتا ہے اور اردو زبان میں بھی فال ہی استعمال ہوتا ہے۔ فال کا استعمال اکثر اچھے اور نیک شگون کے لئے کیا جاتا ہے۔

کسی ایک آدمی نے کوئی اچھا کلمہ سن لیا، کوئی اچھی چیز دیکھ لی تو اس کو اپنی کامیابی اور اچھائی کا اشارہ قرار دیا مثلاً ایک شخص بیمار ہے اور اس نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ یا سالم تو اس نے صحت کی امید کی۔ کوئی شخص تجارت کے سفر پر نکلا ہے اس نے کسی سے یہ سنا کہ یا ناجح، یا فائز یا راشد تو اس سے اچھی فال لی جا سکتی ہے کہ یہ شخص اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا۔ کوئی شخص میدانِ جنگ کی طرف نکلا ہے راستہ میں اس نے ایک شخص کو دیکھا جس کا نام ظفر علی یا فتح علی ہے تو اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اسے فتح اور کامیابی نصیب ہوگی۔ شرعی اعتبار سے اس طرح کی نیک فال اور نیک شگون لینا جائز ہے۔ فال کبھی برائی اور بدی کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جس کو بد فالی اور بدشگونی کہتے ہیں شرعاً بد فالی اور بدشگونی لینے کی اجازت نہیں ہے۔ لفظ الطیر ۃ مصدر ہے جو صرف بد فالی اور بدشگونی کے معنی میں آتا ہے۔ طیر اور طیران کے معنی اڑنے اڑانے کے ہیں۔ عرب میں دستور تھا جب کوئی شخص سفر پر جاتا تو پرندوں کو گھونسلوں سے اڑانے اور بھگانے کی کوشش کرتا اور اس سے نیک یا بدشگون لیتا۔ اگر پرندہ سیدھی جانب جاتا تو اس کو مبارک اور ایمن کہتے اور سفر جاری رکھتا اور اگر پرندہ بائیں جانب اڑتا تو اس کو نا مبارک اور اشائم کہتے یعنی منحوس اور سفر سے باز آجاتے۔ سیدھی جانب اڑنے والے پرندوں کو سانح اور بائیں طرف اڑنے والے پرندوں کو بارح کہتے۔ یہ سب جاہلیت کے اوہام تھے اسلام نے ان کو منع کیا۔ ہر قوم اور ہر علاقہ میں الگ الگ اوہام اور رسومات ہیں۔ احادیث میں عرب

کے رسومات کا بیان ہے مگر شریعت کا حکم عام ہے جہاں بھی جس انداز سے بھی لوگ اوہام میں مبتلا ہوں گے شریعت اس کو روکتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا عَدْوٰی وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہ عدویٰ، نہ طیرہ، نہ ہامہ اور نہ صفر کی کوئی حقیقت ہے۔ تم جذامی سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو۔

عدویٰ کے معنی چھوت چھات کا غلط فلسفہ ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو لگتی ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ وبائی امراض کے تعلق سے اطباء کی بات اور ان کے تجربات اپنی جگہ پر ہیں لیکن احادیثِ مقدسہ اور شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ ایک کی بیماری کا دوسرے کو لگنے کا عقیدہ قائم کرنا اور یہ سمجھنا کہ صرف اور صرف اس بیمار شخص کی وجہ سے مجھے یہ بیماری لاحق ہوئی ہے یہ توہم پرستی ہے۔ بیماری اللہ کے حکم سے آتی ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے اونٹ ہرنوں کی طرح ہوتے ہیں اور ان میں ایک خارشی اونٹ داخل ہو کر سارے اونٹوں کو خارشی بنا دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارشی بنایا بتاؤ؟ جس نے پہلے کو خارشی بنایا وہی دوسرے کو بناتا ہے۔ اطباء کے تجربات کی توجیہ یہ ہو سکتی ہے کہ ان حضرات نے بیماری کے ظاہری سبب اور علت کو دیکھا اور شریعت نے بیماری کی اصل اور حقیقی

علت کو بیان کیا ہے دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ انبیائے کرامؑ کی نگاہ موثرِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے لہٰذا ظاہری اسباب کا ذکر نہیں کرتے اور اطباء اور عوام الناس ظاہری اسباب کو دیکھتے ہیں اس لئے اس کا ذکر کرتے ہیں۔

ہامہ عربی زبان میں سر کی کھوپڑی کو کہتے ہیں اس کے کئی مفہوم بیان کئے گئے ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں یہ عقیدہ تھا کہ ہامہ سے مراد وہ پرندہ ہے جو کھوپڑی میں پیدا ہوتا ہے اور میت کے گھر آتا رہتا ہے جو اس گھر کے لئے نحوست کی علامت ہے۔ اسلام نے اس عقیدہ کا رد کیا۔ بعض لوگوں نے یہ مفہوم بیان کیا کہ جب کوئی شخص قتل کر دیا جاتا ہے تو مقتول کی کھوپڑی میں الو کی شکل میں ایک پرندہ پیدا ہوتا ہے اور چیختا چلاتا ہے کہ مجھے پلادو یعنی میرا انتقام لے لو، جب تک مقتول کا انتقام نہیں لیا جاتا وہ پرندہ فریاد کرتا رہتا ہے۔ بعض لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ہامہ سے مراد یہی متعارف الو ہے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ یہ جہاں کسی کے گھر میں آ کر بیٹھتا ہے تو وہ گھر ویران اور برباد ہو جاتا ہے۔ یہ خیال بھی غلط ہے۔ اُلّو ایک صوفی صفت پرندہ ہے وہ ویرانہ کو تلاش کرتا ہے اور تنہائی میں رہنا چاہتا ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں عرب کا عقیدہ تھا کہ صفر کا مہینہ آتا ہے تو بلائیں لے کر آتا ہے اس لئے اس کو منحوس مہینہ سمجھتے تھے۔ شریعت نے اس کو رد فرمایا۔ دوسرا مفہوم اس کا یہ ہے کہ پیٹ کے اندر ایک کیڑا ہوتا ہے جس کا نام صفر ہے جب بھوک لگتی ہے تو پیٹ کی آنتوں کو کاٹتا ہے جس سے آدمی مر جاتا ہے۔

جذام ایک خطرناک بیماری ہے جس میں اعضاء سڑ کر کٹ جاتے ہیں تو اس سے دور بھاگنے کا جو حکم ہے وہ سدًا للذرائع (ذریعہ کو روکنا) ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حقیقت میں بیماری تو اللہ ہی لاتا ہے لوگوں کو وہم اور وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ بیماری اس کے ساتھ ملنے جلنے سے آ گئی اس لئے بھاگنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک مجذوم آدمی بیعت کی غرض سے آپ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے زبانی تم سے بیعت لی ہے تمہیں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک جذامی کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے کھانے کے برتن میں شریک کیا اور فرمایا کہ کھاؤ میرا اللہ پر توکل اور بھروسہ ہے میں اسی کی ذات پر توکل کرتا ہوں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ لَا عَدْوٰی وَلَا صَفَرَ وَلَا غَوْلَ (مسلم)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک سے دوسرے کو بیماری کا لگنا، صفر اور غول کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

غول جنات اور شیاطین کی ایک قسم ہے جس کو چڑیل کہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ اس میں ہلاک کرنے کی کوئی طاقت نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے لَا غَوْلَ کہہ کر ان کے وجود کی نفی نہیں فرمائی ہے بلکہ ان کے ضرر اور نقصان کی نفی فرمائی ہے۔ جو ڈر گیا وہ مر گیا اور اگر کوئی نہیں ڈرا تو یہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا هَامَّةَ وَلَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَاِنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْفَرَسِ وَالْمَرْاَةِ (ابوداود)

ترجمہ: حضرت سعد بن مالکؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہ ہامہ کوئی چیز ہے، نہ ایک دوسرے کو بیماری کا لگنا کوئی حقیقت رکھتا ہے اور نہ شگونِ بد میں کوئی حقیقت ہے اگر کسی چیز میں شگونِ بد ہوتا تو گھر میں گھوڑے میں اور عورت میں ہوتا۔

اللہ کے رسول ﷺ کا کلام بطورِ فرض اور بطورِ شرط کے ہے کہ فرض کرو کہ اگر دنیا میں کسی چیز میں نحوست ہوتی تو ان چیزوں میں ہوتی لیکن بدشگونی کا عقیدہ رکھنا شرک ہے اس لئے ان تینوں میں بھی بدشگونی نہیں ہے۔ دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ گھر کی نحوست کا مطلب کہ وہ تنگ ہو، صحت کے لحاظ سے مناسب نہ ہو، گھوڑا سرکش ہو اور عورت بدزبان اور بداخلاق ہو۔ تیسرا مفہوم اس کا یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان تین چیزوں کو بدشگونی والی چیزوں سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے مگر موثرِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے۔

بدشگونی سے بچنے کی دعا:

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ ذُكِرَتِ الطِّيَرَةُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَحْسَنُهَا الْفَالُ وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا فَاِذَا اَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ لَا يَاْتِيْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (ابوداود مرسلاً)

ترجمہ: حضرت عروہ بن عامرؒ (تابعی) کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے بدشگونی کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی بہترین صورت (اچھی فال) ہے اور (یاد رکھو) کسی مسلمان کو شگونِ بد باز نہ رکھے (یعنی کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرے اور پھر کسی چیز کو بدشگونی سمجھ کر اس کام سے باز رہے) اور جب تم میں سے کوئی شخص ایسی چیز کو دیکھے جس کو وہ ناپسند کرتا ہے تو یہ چاہئیے کہ یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ لَا یَاْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ۔۔۔۔ (اے اللہ تو ہی اچھائیوں کو لانے والا ہے اور تو ہی برائیوں کو روکنے والا ہے اور تیرے سوا کسی میں کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے)۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو ہر طرح کے بدشگونی، اوہام وخرافات سے بچ کر شریعت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۹) کہانت، سحر اور نجوم کا رد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَیَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا ھٰٓؤُلَآءِ اَھْدٰی مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا o (النساء-۵۱)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: (اے نبی ﷺ) کیا آپ نے ان لوگوں کو ملاحظہ نہیں کیا جن کو آسمانی کتاب کا ایک حصہ دیا گیا تھا اس کے باوجود یہ لوگ بتوں پر اور شیطان پر ایمان لاتے ہیں اور یہ لوگ کافروں کی نسبت یوں کہتے ہیں کہ یہ کفار مسلمانوں کی بہ نسبت زیادہ سیدھی راہ پر ہیں۔

وَّاَنَّہٗ کَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْھُمْ رَھَقًا o (الجن-٦)

ترجمہ: اور یہ کہ بہت سے لوگ آدمیوں میں ایسے تھے کہ وہ جنات میں سے کئی لوگوں کی پناہ لیا کرتے تھے تو ان پناہ لینے والوں نے ان جنات کی سرکشی کو بڑھادیا۔

عرب میں یہ جہالت پھیلی ہوئی تھی کہ جنات سے غیب کی خبریں پوچھتے، ان کے نام کی نذرونیاز کرتے، چڑھاوے چڑھاتے تھے اور جب کسی قافلہ کا گزر یا پڑاؤ کسی خوفناک وادی میں ہوتا تو کہتے کہ اس حلقہ کے جنات کا جو سردار ہے اس کی ہم پناہ چاہتے ہیں تاکہ وہ اپنے ماتحت جنات سے ہماری حفاظت کرے۔ ان باتوں سے جن زیادہ مغرور ہوگئے اور سر چڑھنے لگے۔ دوسری طرف اس طرح کی شرکیات سے آدمیوں کی نافرمانی اور طغیان میں اضافہ ہوا کہ انہوں نے خود اپنے اوپر جنوں کو مسلط کرلیا تو وہ ان کی گمراہی میں کیا کمی کرتے۔ آخر قرآن نے آکر ان سب خرابیوں کی جڑ کاٹی۔ (تفسیرِ عثمانی)

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ○ (النمل۔٦٥)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے جس قدر مخلوقات آسمانوں اور زمین میں موجود ہیں کوئی بھی سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے غیب کی بات نہیں جانتا اور ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔

عَنْ مَعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُمُوْرًا كُنَّا نَصْنَعُهَا فِى الْجَاهِلِيَّةِ كُنَّا نَاْتِى الْكُهَّانَ قَالَ فَلَا تَاْتُوا الْكُهَّانَ قَالَ قُلْتُ كُنَّا نَتَطَيَّرُ قَالَ

ذٰلِكَ شَیْءٌ یَجِدُهٗ اَحَدُکُمْ فِیْ نَفْسِهٖ فَلَا یَصُدُّکُمْ قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ یَخُطُّوْنَ خَطًّا قَالَ کَانَ نَبِیٌّ مِنَ الْاَنْبِیَآءِ یَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهٗ فَذَالِكَ (مسلم)

ترجمہ: حضرت معاویہ بن حکمؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسی کتنی چیزیں ہیں جن کو ہم زمانۂ جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ ہم کاہنوں کے پاس جاتے تھے اور ان سے غیب کی باتیں پوچھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کاہنوں کے پاس مت جایا کرو۔ معاویہؓ نے عرض کیا کہ ایک چیز کی ہم بدشگونی لیا کرتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک ایسی چیز ہے جس کو تم میں سے کوئی اپنے دل میں محسوس کرتا ہے لیکن یہ تم کو کسی کام سے نہ روکے۔ میں نے پوچھا ہم میں کچھ لوگ لکیریں اور خطوط کھینچتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء میں سے ایک نبی گزرے ہیں جو لکیریں اور خطوط کھینچا کرتے تھے لہٰذا جس شخص کا خط ان کے موافق ہوگا وہ مباح ہوگا۔

کاہن اس شخص کو کہتے ہیں جو آئندہ ہونے والے واقعات اور حوادث کی خبر دیتا ہو اور مستقبل کے علمِ غیب اور معرفت اور اسرار کا دعویٰ کرتا ہو۔عرب میں اس شخص کو کاہن کہتے ہیں اور عراف بھی کہتے ہیں۔ستاروں کے احوال سے خبریں دینے والوں کو نجومی کہتے ہیں۔ ہاتھ دیکھ کر فال نکالنا یا طوطے کے ذریعہ سے یا رمل یا جفر یا ابجد وغیرہ ہندسوں کے ذریعہ سے مستقبل کی خبریں دینے والے سب لوگ کہانت کے پیشہ میں داخل ہیں۔حضرت دانیالؑ یا حضرت ادریسؑ کو بطورِ معجزہ اللہ تعالیٰ نے

رمل اور جفر کا علم عطا فرمایا تھا وہ خطوط کھینچ کر غیب کی خبریں دیا کرتے تھے۔ چونکہ یہ علم اب موجود نہیں ہے جو لوگ اس کو کر رہے ہیں وہ جہالت کی بنیاد پر کر رہے ہیں جو بہت بڑی گمراہی ہے اور لوگوں کو دھوکا دینا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَاَلَ اُنَاسٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِشَيْءٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَ اَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُوْنُ حَقًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِيْ اُذُنِ وَلِيِّهٖ قَرَّ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُوْنَ فِيْهَا اَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذِبَةٍ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ کچھ نہیں ہیں یعنی وہ جن باتوں کا دعویٰ کرتے ہیں وہ بے بنیاد ہیں اس لئے ان کی بتائی ہوئی باتوں پر بھروسہ مت کرو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ بعض دفع وہ ایسی خبر دیتے ہیں جو سچ ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ بات حق ہوتی ہے جس کو جن اچک لیتا ہے اور اپنے دوست کاہن کے کان میں ڈال دیتا ہے جس طرح کوئی مرغ دوسرے مرغ کو دانہ دینے کے لئے بلاتا ہے پھر وہ کاہن اس بات میں سو جھوٹ ملا کر بیان کرتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جب آسمان میں کسی چیز کا حکم جاری کرتے ہیں تو فرشتے اللہ کا فرمان سن کر عاجزی سے اپنے پروں کو پھڑ پھڑاتے ہیں۔ جب فرشتوں کے

دل سے خوف دور ہوتا ہے تو وہ فرشتے مقرب فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا حکم جاری کیا ہے؟ مقرب فرشتے وہ حکم بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے رب نے حق بات کہی ہے اور وہ بہت بلند مرتبہ اور بلند درجہ والا ہے۔ فرشتوں کی ان باتوں کو جنات چوری چھپے سن لیتے ہیں اور یہ زمین میں رہنے والے جناتوں تک سلسلہ وار یہ بات پہنچا دیتے ہیں یہاں تک کہ جن یہ بات کاہن تک پہنچا دیتے ہیں۔ وہ اس میں سو جھوٹی باتیں بول کر بیان کرتا ہے اس طرح کبھی کبھی وہ بات سچ ہو جاتی ہے۔ جنات کو مار بھگانے کے لئے شعلے پھینکے جاتے ہیں کبھی یہ شعلے وہ بات پہنچانے سے پہلے ہی آ پکڑتے ہیں اور کبھی وہ شعلے بات کو پہنچا دینے کے بعد آ پکڑتے ہیں۔

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذِهِ النُّجُوْمَ لِثَلٰثٍ جَعَلَهَا زِيْنَةً لِلسَّمَآءِ وَرُجُوْمًا لِلشَّيَاطِيْنِ وَعَلَامَاتٍ يُهْتَدىٰ بِهَا فَمَنْ تَاَوَّلَ فِيْهَا لِغَيْرِ ذٰلِكَ اَخْطَاءَ وَاَضَاعَ نَصِيْبَهٗ وَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْلَمُ (بخاری تعلیقاً)

ترجمہ: حضرت قتادہؓ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو تین مقاصد کے لئے پیدا کیا ہے۔ ایک یہ کہ ان کو آسمان کی زینت بنایا ہے دوسرے شیاطین کو مارنے کا ذریعہ بنایا ہے تیسرے ستاروں کے ذریعہ سے لوگ اپنا راستہ معلوم کر سکتے ہیں جس شخص نے ان تین باتوں کو چھوڑ کر کوئی اور غرض بیان کی تو اس نے خطا کی اپنا حصہ ضائع کیا اور اس میں تکلف کیا جس کو وہ نہیں جانتا تھا۔

جو لوگ ستاروں کی گردش سے انسانوں کی قسمت کو وابستہ کرتے ہیں وہ نہایت غلطی پر ہیں۔ ستاروں کی گردش سے کائنات میں ہونے والے واقعات کو وابستہ کرنا یہ بھی ایک خطرناک غلطی ہے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَّةِ عَلٰى أَثَرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذَالِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذَالِكَ كَافِرٌ بِيْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت زید بن خالد جہنیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ میں ہمیں صبح کی نماز پڑھائی جبکہ رات میں بارش ہو چکی تھی۔ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا بات ارشاد فرمائی؟ صحابہؓ نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات فرمائی کہ آج میرے بندوں میں بعض نے اس حال میں صبح کی کہ مجھ پر ایمان لائے اور بعض نے کفر کیا۔ جس نے یہ کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل سے بارش ہوئی وہ مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں کے ساتھ کفر کیا اور جس نے یہ کہا کہ فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی ہے اس نے میرے ساتھ کفر کیا اور

ستاروں پر ایمان لایا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَتٰی کَاهِنًا وَصَدَّقَهٗ بِمَا یَقُوْلُ اَوْ اَتٰی اِمْرَاَتَهٗ حَائِضًا اَوْ اَتٰی اِمْرَاَتَهٗ فِیْ دُبُرِهَا فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ (احمد، ابوداود)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی کاہن کے پاس جائے اور اس کی بتائی ہوئی باتوں کو سچا جانے یا جو شخص اپنی بیوی سے حالتِ حیض میں مباشرت کرے یا اپنی بیوی سے پیچھے کی طرف سے بدفعلی کرے تو وہ اس چیز سے (قرآن وسنت) بیزار ہوگیا جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی ہے۔

اگر کسی شخص نے نجومی کی تصدیق بھی کی اور اس حرام کام کو حلال جانا تو واقعۃً کافر ہوگیا۔ اگر اس نے اس فعل کو حلال نہیں سمجھا تو معصیت کے درجہ میں گناہ ہوا۔

عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَتٰی عَرَّافًا فَسَاَلَهٗ عَنْ شَیْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةُ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً (مسلم)

ترجمہ: حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی کاہن یا نجومی کے پاس جائے اور اس سے کچھ پوچھے تو اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اقْتَبَسَ بَابًا مِنْ عِلْمِ النُّجُوْمِ لِغَیْرِ مَا ذَکَرَ اللّٰهُ فَقَدِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ السِّحْرِ اَلْمُنَجِّمُ کَاهِنٌ وَالْکَاهِنُ سَاحِرٌ

وَالسَّاحِرُ کَافِرٌ (رزین)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے علمِ نجوم کا کوئی حصہ سیکھا ان تین مقاصد کو چھوڑ کر جس کا ذکر اللہ نے کیا ہے اس نے بلاشبہ علمِ سحر کا ایک حصہ سیکھا۔ منجم کاہن ہے، کاہن ساحر کے حکم میں ہے اور ساحر کافر ہے۔

جس طرح ساحر کافر ہے اس طرح منجم اور کاہن بھی کافر ہیں۔ جادو اپنی حقیقت رکھتا ہے گو کچھ لوگ اس کا انکار کرتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ پر لبید بن عاصم (ایک یہودی) کی بیٹیوں نے جادو کیا تھا چند دن کے لئے آپ ﷺ پر جس کا گہرا اثر تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے معوذتین نازل فرما کر جادو کے اثر کو پوری طرح زائل کر دیا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ سُحِرَ حَتّٰی کَانَ یَرٰی اَنَّہٗ یَاْتِیَ النِّسَآءَ وَلَا یَاْتِیْهِنَّ قَالَ فَانْتَبَهَ مِنْ نَوْمِهٖ ذَاتَ یَوْمٍ فَقَالَ یَا عَائِشَةَ اَعَلِمْتِ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَفْتَانِیْ فِیْمَا اِسْتَفْتَیْتُہٗ فِیْهِ اَتَانِیْ رَجُلَانِ فَقَعَدَا اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاْسِیْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلَیَّ فَقَالَ الَّذِیْ عِنْدَ رَاْسِیْ لِلْاٰخَرِ مَا بَالُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّہٗ قَالَ لَبِیْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ زُرَیْقٍ حَلِیْفٍ لِیَهُوْدَ کَانَ مُنَافِقًا قَالَ وَفِیْمَ قَالَ فِیْ مُشْطٍ مُشَاقَةٍ قَالَ فَاَیْنَ قَالَ فِیْ جُفِّ طَلْعَةٍ ذَکَرٍ تَحْتَ رَعُوْفَةٍ بِئْرِذِیْ اَرْوَانَ قَالَ فَاَتَی الْبِئْرَ حَتّٰی اِسْتَخْرَجَہٗ فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ

الَّتِیْ اُرِیْتُهَا وَکَاَنَّ مَاءَ هَا نُقَاعَةُ الْحِنَّآءِ وَكَاَنَّ نَخْلُهَا رُؤُسُ الشَّيَاطِيْنِ قَالَ فَاسْتَخْرَجَ قَالَتْ فَقُلْتُ اَفَلَا تَنَشَّرْتَ فَقَالَ اَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ شَفَانِیْ وَاَكْرَهُ اَنْ اُثِیْرَ عَلٰی اَحَدٍ مِنَ النَّاسِ شَرًّا (بخاری)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ پر جادو کیا گیا یہاں تک کہ اس کے اثر سے آپ کو ایسا معلوم ہونے لگا کہ آپ ﷺ اپنی بیویوں کے پاس گئے ہیں مگر آپ ﷺ کو اس کی قدرت نہ ہوتی تھی۔ (سفیان کہتے ہیں کہ جادو کی یہ سب سے سخت تر قسم تھی) ایک دن آپ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے اور فرمایا کہ اے عائشہ جانتی ہو کہ آج اللہ تعالیٰ نے جس بات کو میں نے اس سے پوچھا تھا اس کا پتہ دے دیا۔ دو فرشتے میرے پاس آئے، ایک میرے سرہانے دوسرا میرے پیروں کی طرف بیٹھ گیا۔ جو میرے سرہانے تھا اس نے دوسرے سے کہا ان کو کیا تکلیف ہے دوسرے نے کہا ان کو جادو کیا گیا ہے۔ اس نے کہا کس نے جادو کیا ہے؟ اس نے کہا کہ لبید بن عاصم نے جو قبیلۂ زریق کا ایک آدمی ہے اور یہود کا حلیف ہے۔ یہ شخص منافق تھا۔ اس نے پوچھا یہ جادو کس چیز پر کیا گیا ہے تو اس نے کہا ایک کنگھی اور کنگھی کے کشیدہ بالوں میں۔ اس نے پوچھا وہ ٹونا کہاں ہے؟ تو اس نے جواب دیا ایک نر کھجور کے خوشے کے غلاف میں رکھ کر ذی اروان کنویں کے اندر پتھر کے نیچے ہے۔ آپ ﷺ اس کنویں پر تشریف لائے اور اس جادو کو نکالا اور فرمایا کہ یہی کنواں تھا جو مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا اس کا پانی مہندی کی طرح سرخ تھا اور اس کے ارد

گرد درختوں پر ایسی وحشت تھی کہ گویا شیاطین کے سر ہیں۔آپ نے وہ جادو نکال لیا۔حضرت عائشہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ نے اس کو کھول کیوں نہیں دیا؟ آپ نے فرمایا مجھ کو تو اللہ تعالیٰ نے شفاء عطا فرمائی ہے اب مجھے یہ گوارا نہیں ہے کہ میں کسی کو بھی شر میں مبتلا کروں۔

کہانت، نجوم، رمل، جفر، سحر یہ سب چیزیں اوہام اور خرافات ہیں جس سے شریعت سختی سے روکتی ہے اور اس کو شرک کا ایک حصہ بتاتی ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ایسے مشرکانہ اعمال سے بچائے اور توحید کے صحیح عقیدہ پر مرتے دم تک قائم رکھے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۰) تعمیرِ خانۂ کعبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهٗ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ (آل عمران ـ ۹۶)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علىٰ ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: بے شک سب سے پہلا گھر جو اللہ کی عبادت کے لئے انسانوں کے واسطے مقرر ہوا یہی ہے جو مکہ میں ہے۔ برکت والا ہے اور سارے جہاں کے لئے موجبِ ہدایت ہے۔

عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَىُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ اَوَّلَ قَالَ اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ اَىٌّ قَالَ اَلْمَسْجِدُ الْاَقْصٰى قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً قُلْتُ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا کہ سب سے پہلے کونسی مسجد تعمیر کی گئی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا مسجدِ حرام (خانۂ کعبہ) پھر میں نے پوچھا اس کے بعد کونسی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا مسجدِ اقصیٰ (بیت المقدس) پھر میں نے پوچھا کہ دونوں کی تعمیر میں کتنا وقفہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا چالیس سال۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ اللّٰهُ جِبْرِيْلَ اِلٰى اٰدَمَ وَحَوَّاءَ فَاَمَرَهُمَا بِبِنَاءِ الْكَعْبَةِ فَبَنَاهُ اٰدَمُ ثُمَّ اَمَرَ بِالطَّوَافِ بِهٖ وَقِيْلَ اَنْتَ اَوَّلُ النَّاسِ وَهٰذَا اَوَّلُ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ (بیہقی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر بن عاصؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریلؑ کو حضرت آدمؑ اور حضرت حواءؑ کی طرف بھیجا اور انہیں اس بات کا حکم دیا کہ وہ خانۂ کعبہ کی تعمیر کریں۔ حضرت آدمؑ نے خانۂ کعبہ کی تعمیر کی تو پھر انہیں اس بات کا حکم دیا گیا کہ وہ اس کا طواف کریں اور کہا گیا کہ آپ پہلے انسان ہیں اور یہ سب سے پہلا گھر ہے جو اللہ کی عبادت کے لئے لوگوں کے واسطے بنایا گیا ہے۔

پہلا گھر جو اللہ کی طرف سے لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا ہے جو مکہ میں ہے اس کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ دنیا کے سب گھروں میں پہلا گھر عبادت کے لئے بنایا گیا ہو اور اس سے پہلے کوئی بھی عبادت خانہ نہ ہوا اور نہ دولت خانہ۔ آدمؑ پہلے انسان اور پہلے نبی ہیں ان کی شان سے یہ بعید نہیں کہ انہوں نے زمین پر آنے کے بعد اپنا

گھر بنانے سے پہلے اللہ کے گھر کی تعمیر کی ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ رہنے سہنے کے مکانات بن چکے ہوں اور عبادت کے لئے پہلا گھر یہ بنایا گیا ہو۔

دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

جَعَلَ اللّٰهُ الۡكَعۡبَةَ الۡبَيۡتَ الۡحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهۡرَ الۡحَرَامَ وَالۡهَدۡىَ وَالۡقَلَآئِدَ ذٰلِكَ لِتَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ○ (المائدہ۔۹۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو حرمت والا گھر ہے اور حرمت والے مہینوں کو اور قربانی کے جانوروں کو جن کے گلے میں پٹے پڑے ہوتے ہیں انسانوں کے قیام کا باعث بنایا ہے تا کہ تم جان لو کہ بے شک اللہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے جانتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے خوب واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ کا گھر خانۂ کعبہ جب تک اس زمین پر باقی ہے انسانوں کی آبادی بھی اس وقت تک باقی رہے گی۔ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خانۂ کعبہ کو اٹھالیں گے اور سارے انسانوں کو ہلاک کردیں گے۔

حضرت آدمؑ کی یہ تعمیرِ کعبہ نوحؑ کے زمانہ تک باقی تھی۔ طوفانِ نوح میں منہدم ہوگئی۔

وَاِذْ بَوَّانَا لِاِبْرَاهِیْمَ مَکَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْئًا وَّطَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْقَآئِمِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ ٥ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ٥ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَیَذْکُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ فَکُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِیْرَ ٥ (الحج ۔۲۸-۲۶)

ترجمہ: اور وہ واقعہ قابلِ ذکر ہے جب کہ ہم نے ابراہیمؑ کو خانۂ کعبہ کی جگہ بتائی اور حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لئے میرے گھر کو پاک رکھو اور لوگوں میں حج کے فرض ہونے کا اعلان کردو کہ وہ تمہارے پاس پیدل چل کر آئیں اور دبلی اونٹنیوں پر سوار ہو کر آئیں جو دور دراز کی راہ طے کر کے پہنچتی ہیں تا کہ سب آنے والے اپنے فائدوں کی جگہ پہنچ جائیں اور قربانی کے مقررہ دنوں میں ان مخصوص جانوروں پر اللہ کا نام لے کر ذبح کریں۔ پس تم خود بھی ان قربانیوں سے کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔

چونکہ آدمؑ کی تعمیر کردہ عمارت طوفانِ نوح میں منہدم ہو گئی تھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے جبرئیلؑ کو بھیج کر اس جگہ کی نشاندہی فرمائی۔ اسی بنیادوں میں ابراہیمؑ نے خانۂ کعبہ کی تعمیرِ جدید کی۔ آپؑ کے ساتھ آپ کے فرزندِ ارجمند حضرت اسماعیلؑ بھی اس کام میں شریک تھے۔ حضرت ابراہیمؑ اللہ کے حکم سے اپنے وطن عراق سے ہجرت کر کے

شام گئے پھر اللہ تعالیٰ کا آپ کو حکم ہوا کہ اپنی بیوی ہاجرہ اور شیر خوار بیٹے اسماعیل کو لے جا کر اس ریگستان میں چھوڑ آئیں جہاں اب خانۂ کعبہ ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝ (ابراہیم۔۳۷-۳۵)

ترجمہ: اور وہ وقت بھی قابلِ ذکر ہے جب ابراہیمؑ نے کہا کہ اے میرے رب اس شہر کو امن کی جگہ بنادے اور اے میرے رب مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے دور رکھ۔ اے میرے رب بے شک ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا پس جو میری راہ چلا تو وہ میرا اور جس نے میری نافرمانی کی تو تو بڑی مغفرت اور بڑی رحمت والا ہے۔ اے ہمارے رب میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو ایک بے زراعت میدان میں تیرے قابلِ احترام گھر کے پاس آباد کیا ہوں تا کہ اے ہمارے رب یہ لوگ نماز کو قائم کریں پس تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کردے اور ان کو کھانے کے لئے پھلوں کا رزق عطا کرتا کہ وہ تیرا شکر ادا کرتے رہیں۔

حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کا حکم پا کر اپنی بیوی ہاجرہ اور شیر خوار بچے اسماعیلؑ کو ایک چٹیل ریگستان میں جہاں نہ پانی تھا اور نہ کوئی پیداوار ہوسکتی تھی اور نہ کوئی

آبادی تھی چھوڑ کر چلے گئے۔ پھر اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ میں تیرا حکم پا کر ان کو اس لئے چھوڑ رہا ہوں کہ یہ تیرے گھر کو آباد کریں اور نماز قائم کریں، اے اللہ اس کو ایک امن والا شہر بنا مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا کہ بتوں نے بے شمار لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ اے اللہ تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے۔ آپؑ نے دعا میں کچھ لوگوں کے دل فرمایا تھا ورنہ سارا جہاں وہاں ٹوٹ پڑتا۔ اب بھی لاکھوں لوگ حج کے موقع پر جمع ہوتے ہیں۔ حاجیوں کی تعداد پر پابندی لگانی پڑتی ہے۔ سال بھر تو لوگ عمرہ کے لئے ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں موجود ہوتے ہیں۔ یہ آپؑ کی دعا کا اثر ہے کہ مکہ ہمیشہ امن والا شہر رہا۔ نیز آپؑ نے یہ بھی دعا مانگی کہ یہاں کے رہنے والوں کو پھلوں کا رزق دے گو مکہ میں کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی لیکن تمام قسم کے پھل وہاں ملتے ہیں اور کسی چیز کی کمی نہیں ہوتی۔ دنیا کی تمام چیزیں جو پیدا ہوتی ہیں سب سے پہلے مکہ میں پہنچ جاتی ہیں اور با افراط ملتی ہیں۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا

مُسۡلِمَيۡنِ لَكَ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسۡلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبۡ عَلَيۡنَا اِنَّكَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُo (البقرہ۔۱۲۸-۱۲۵)

ترجمہ: اور ہم نے خانۂ کعبہ کولوگوں کے لئے مرجع اور امن کی جگہ بنایا اور کہا کہ مقامِ ابراہیم کونماز کی جگہ بنالو اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کو یہ حکم دیا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں، رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک رکھو اور ابراہیمؑ نے اللہ سے دعا کی کہ اے میرے رب اس کو ایک امن والا شہر بنادے اور اس کے رہنے والوں میں جو بھی اللہ اور آخرت پر ایمان لائے اس کو پھلوں کا رزق دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کفر کرے گا اس کو بھی تھوڑی مدت کے لئے رزق دوں گا۔ پھر اس کو گھسیٹ کر جہنم کی آگ میں پہنچا دوں گا۔ اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ خانۂ کعبہ کی دیوریں اٹھا رہے تھے اور دعا کرتے جاتے تھے کہ اے ہمارے رب ہم سے یہ خدمت قبول فرما بے شک تو ہی سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب ہم کو تیرا فرمانبرادار بنا اور ہماری اولاد میں سے ایک ایسی جماعت پیدا کر جو تیری فرمانبردار ہو اور ہم کو عبادت کے طریقے سکھا اور ہم سے درگزر فرما بے شک تو بڑا درگزر کرنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی آزمائش کی اور جب وہ اس آزمائش پر پورے اترے تو انہیں سارے جہاں والوں کا امام بنایا۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ o (البقرہ۔۱۲۴)

ترجمہ: اور جب ابراہیمؑ کو ان کے رب نے کئی باتوں پر آزمایا پھر وہ اس پر پورے اترے تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تجھے سب لوگوں کا امام بناتا ہوں تو ابراہیمؑ نے پوچھا کیا یہ عہد میری اولاد سے بھی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔

حضرت ابراہیمؑ نے کھل کر بت پرستی کی مخالفت کی جس میں ان کے والد اور پوری قوم مبتلا تھی۔ پھر بتوں کو پاش پاش کر دیا جس کے لئے انہیں بادشاہِ وقت نے آگ کے الاؤ میں ڈالا مگر اللہ کے حکم سے آگ ان کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی بن گئی۔ باپ نے کہا تو یہاں سے نکل جا ورنہ میں تجھے سنگ سار کردوں گا۔ اللہ کا حکم پا کر آپؑ ہجرت کر کے شام پہنچے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہوا کہ اپنی بیوی اور شیر خوار بچے کو جنگل بیابان میں جا کر چھوڑ آؤ۔ پھر جب وہ بچہ (حضرت اسماعیلؑ) باپ کے ہاتھ بٹھانے کے قابل ہوا تو اللہ نے حکم دیا کہ اس کے گلے پر چھری چلاؤ بغیر پس و پیش کے آپ نے اپنے لختِ جگر پر چھری چلائی مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیلؑ کو بچا لیا اور ان کے بدلے جنت سے ایک دنبہ بھیجا جس کی قربانی کی گئی اور یہی وہ قربانی ہے جو حج میں اور عیدالاضحیٰ میں کی جاتی ہے۔ پھر اللہ کا حکم پا کر آپؑ نے اپنے فرزند اسماعیلؑ کے ساتھ بیت اللہ کی تعمیرِ جدید کی۔ یہ آپ کی سراپا تسلیم اور رضا کی

داستاں ہے جس کو دیکھ کر اللہ نے آپ کو ایک مثالی شخصیت کی حیثیت سے پیش کیا اور سارے لوگوں کو آپ کی پیروی کا حکم دیا۔

ثُمَّ اَوۡحَیۡنَآ اِلَیۡكَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرَاهِیۡمَ حَنِیۡفًا وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِیۡنَ ۝
(النحل ۔۱۲۳)

ترجمہ: پھر ہم نے آپ کی طرف اس بات کی وحی بھیجی کہ ابراہیمؑ کے طریقہ پر چلو وہ یکسو ہو کر اللہ کی بندگی کرنے والے تھے اور شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حنیف بنائے، شرک سے بچائے اور حضرت ابراہیمؑ کے طریقہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۱) شرک فی الطاعت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ o (التوبہ۔۳۱)

صدق اللّٰه العظیم وصدق رسوله الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشهدین والشکرین۔

ترجمہ: انہوں (اہلِ کتاب) نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ کو رب بنا رکھا ہے اور مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ انہیں صرف ایک ہی معبود کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ پاک ہے اس سے جو یہ لوگ اس کے شریک ٹھہراتے ہیں۔

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَفِیْ عُنُقِیْ صَلِيْبٌ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ

يَا عَدِىُ اِطُرَحُ عَنُكَ هٰذَا الُوَثُنَ قَالَ وَسَمِعُتُ يَقُرَأُ سُوُرَةَ بَرَآءَةٍ (اِتَّخَذُوۡآ اَحُبَارَهُمُ وَرُهُبَانَهُمُ اَرُبَابًا مِّنُ دُوُنِ اللّٰهِ) فَقُلُتُ يَا رَسُوُلَ اللّٰهِ لَمُ يَكُوُنُوُا يَعُبُدُوُنَهُمُ فَقَالَ عَلَيُهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَلَيُسَ يُحَرِّمُوُنَ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ تَعَالٰى فَيُحَرِّمُوُنَهٗ وَيُحِلُّوُنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيَسُتَحِلُّوُنَ فَقُلُتُ بَلٰى قَالَ فَذٰلِكَ عِبَادَتُهُمُ

(صفوۃ التفاسیر۔جلد اول)

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتمؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں آیا تو میرے گلے میں سونے کی صلیب تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عدی اس بت کو اپنے سے نکال کر پھینک دے۔ پھر میں نے سنا کہ آپ ﷺ سورۂ براءت کی آیت (انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ کو رب بنا لیا ہے) تلاوت کر رہے تھے۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول انہوں (اہلِ کتاب) نے کبھی ان کی عبادت نہیں کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے علماء اور مشائخ نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دیا تو اہلِ کتاب نے اس کو حرام مان لیا اور اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو حرام ٹھہرایا ہے اس کو انہوں نے حلال قرار دیا تو اہلِ کتاب نے اس کو حلال مان لیا؟ تو میں نے کہا ہاں یہ تو واقعہ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا یہی ان کی عبادت کرنا ہے۔

شرک کی ایک قسم شرک فی الطاعت ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مخلوق کی ایسی اطاعت کرنی کہ اس میں خدا کے رسول اور اس کے مبلغ ہونے کی حیثیت بھی ملحوظ نہ رہے حتیٰ کہ اس کا حکم اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہو تب

بھی اس کی اطاعت کی جائے۔ مستقل اطاعت صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ کا حق ہے۔ اس لئے اس میں کسی کو بھی شریک بنانا ایک قسم کا شرک ہے جس میں اہلِ کتاب مبتلا تھے اور اب مسلمان کہلانے والوں کا ایک بڑا طبقہ مبتلا ہے۔ اسی کو قرآنِ حکیم نے علماء اور مشائخ کو رب بنا لینے سے تعبیر کیا ہے۔

وَاِنۡ اَطَعۡتُمُوۡهُمۡ اِنَّكُمۡ لَمُشۡرِكُوۡنَ ۝ (الانعام۔۱۲۱)

ترجمہ: اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو تم مشرک ہو جاؤ گے۔

غیر مستقل اطاعت جس میں مطاع کی کوئی مستقل حیثیت نہیں ہوتی بلکہ ان کی اطاعت رب العزت کے حکم کے ماتحت ہوتی ہے جیسے رسول کی، مجتہدینِ امت کی، سلاطین و امراء کی، شوہر کی، والدین کی اور آقا کی، یہ شرک نہیں ہے بلکہ بعض مرتبہ یہ فرض اور واجب بھی ہوتی ہے۔ عبادت و اطاعت میں فرق یہ ہے کہ عبادت کی حقیقت غایتِ تذلل انتہائی خشوع و خضوع کا اظہار ہے یہ اسی کے لئے مناسب ہے جس میں انتہاء درجہ کی عظمت ہو ایسی عظمت کہ اس سے برتر وہم و گمان میں نہ آ سکے وہ عظمت صرف ایک ذات (اللہ تعالیٰ) میں منحصر ہے۔ اس لئے اس میں غیر مستقل طور پر بھی کسی قسم کی شرکت کی گنجائش نہیں ہے اس میں ہر قسم کی شرکت شرک ہے۔ اطاعت کے لئے صرف حکمرانی کی لیاقت درکار ہے۔ یہ بطریقِ نیابت مخلوق میں پیدا ہو سکتی ہے۔ اس لئے غیر اللہ کی اطاعت شرک نہیں ہے اس فرق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے امت کے چند افراد افراط و تفریط میں مبتلا ہو گئے۔ ایک تو تاویل

کر کے غیر اللہ کی عبادت کو جائز سمجھنے لگا اور کچھ لوگوں نے اطاعتِ مجتہدین کو شرک سمجھا حتیٰ کہ اطاعتِ رسول کو بھی کچھ لوگوں نے شرک کا ایک شعبہ قرار دے دیا! یہ تمام باتیں حقیقت سے نا آشنا ہونے کی وجہ سے ہیں۔قرآنِ کریم نے اس مسئلہ کو علمی عملی دونوں پہلوؤں سے واضح کردیا ہے۔علمی طور پر یہ واضح کردیا کہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت سے علیحدہ نہیں ہے اس لئے وہ شرک کیسے ہوسکتی ہے؟اس کو مستقل اطاعت سمجھنا ہی غلط ہے۔ (معارف القرآن۔جلد چہارم)

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء۔۸۰)

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اللہ تعالیٰ نے رسول کی اطاعت کا صاف حکم دے دیا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (النساء۔۶۴)

ترجمہ: اور ہم نے ہر ایک رسول کو اسی واسطہ بھیجا کہ بحکمِ خداوندی اس کی اطاعت کی جائے۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی عملی شکل ایک ہی ہے کہ رسول ﷺ کی پیروی کی جائے۔

کسی چیز کو حرام یا حلال قرار دینا اللہ کا اختیار ہے:

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ ءٰۤالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ ءٰۤالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ

اَلْاُنْثَیَیْنِ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

(الانعام۔۱۴۴،۱۴۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آٹھ نر اور مادہ پیدا کئے بھیڑ میں سے دو، بکریوں میں سے دو آپ پوچھئیے کیا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں ماداوں کو یا اس بچے کو جو دونوں ماداوں کے پیٹ میں ہے تم مجھے کسی دلیل سے جواب دو اگر تم سچے ہو؟ اونٹ میں سے دو نر مادہ اور گائے میں سے دو نر مادہ ہیں۔ آپ پوچھئیے کیا اللہ نے ان کے دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں ماداوں کو یا اس بچے کو جو دونوں ماداوں کے پیٹ میں ہے کیا تم اس وقت موجود تھے کہ اللہ نے ان کے حرام ہونے کا حکم دیا تھا؟ اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوسکتا ہے جو لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے بغیر علم کے اللہ پر جھوٹ باندھے بے شک اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو راہِ راست نہیں دکھاتا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِىْ شَىْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ (النساء۔۵۹)

ترجمہ: اے ایمان والو تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ان کی بھی جو تم میں سے صاحبِ امر ہوں اگر تم کسی بات میں باہمی جھگڑنے لگو تو اس بات کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو اگر تم اللہ پر اور آخرت کے دن پر یقین رکھنے والے

ہو۔ یہی طریقہ بہتر ہے اور اسی کا انجام بہتر ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ایک جماعت کو دشمن کی طرف روانہ کیا اور انصار کے ایک شخص کو اس پر امیر مقرر کیا۔ جس شخص کو امیر بنایا گیا تھا اپنے ساتھیوں پر کسی بات پر غصہ آ گیا اور انہوں نے ان کو لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دیا اور اس میں آگ سلگائی۔ پھر ان سے کہا کہ تم سب اس میں کود پڑو۔ تو ان میں سے ایک نوجوان ساتھی نے کہا کہ تم دوزخ کی آگ سے بچنے کے لئے اللہ کے رسول ﷺ پر ایمان لائے ہو چلو اللہ کے رسول ﷺ سے جا کر پوچھ لیں اگر وہ حکم دیں تو بجالائیں۔ وہ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں آئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم آگ میں کودتے تو کبھی تم کو نکلنا نصیب نہ ہوتا۔ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوْفِ (امیر کی اطاعت صرف معروف باتوں میں ہے)۔

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِیْ مَا اَحَبَّ وَكَرِهَ مَالَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان مرد پر امیر کی بات سننا اور عمل کرنا فرض ہے چاہے وہ بات اس کی پسندیدہ ہو یا ناپسندیدہ جب تک کہ کسی معصیت (شریعت کی خلاف ورزی) کا حکم نہ دیا جائے۔ اگر معصیت کا حکم دیا جائے تو ہرگز نہ وہ بات سنی جائے گی اور نہ اس کی اطاعت کی

جائے گی۔

سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۳۴ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اہلِ کتاب کے احبار اور رہبان کے غلط طریقوں سے خبردار کیا ہے۔

یَآ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ کَثِیْرًا مِنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّھْبَانِ لَیَاْ کُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَ الْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍO (التوبہ۔۳۴)

ترجمہ: اے ایمان والو بے شک اہل کتاب کے بہت سے علماء اور مشائخ لوگوں کا مال ناحق طریقے سے کھاتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں آپ انہیں دردناک عذاب کی بشارت دیجئے۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو مخاطب کر کے جب یہ بات سنائی ہے تو ضرور اس امت میں ایسے علماء اور مشائخ کے پیدا ہونے کی خبر دی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی پیش رو اُمّتوں (اہل کتاب) کے قدم بہ قدم چلو گے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ خیر القرون کے بعد علماءِ سوء اور جھوٹے مشائخ کا وجود اس امت میں رہا اور آج تک پایا جاتا ہے۔ اُمت کی گمراہی کا ایک اہم سبب یہی علماءِ سوء اور جھوٹے مشائخ ہیں۔ دنیا پرستی میں مبتلا ہو کر حبِ مال اور حبِ جاہ کی خاطر یہ علماء اور مشائخ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ دین کے احکام کو چھپانا، مداہنت کرنا، تحریف کرنا، غلط مسائل

بتانا، بدعتوں کو رواج دینا، امراء وحکام کی چاپلوسی کرنا وہ کیا کام ہے جو یہ لوگ نہیں کررہے ہیں! اپنے دین کو تو غارت کرہی رہے ہیں لیکن ساتھ ہی امت کو بھی گمراہ کررہے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اُنَاسًا مِّنْ اُمَّتِیْ سَیَتَفَقَّهُوْنَ فِی الدِّیْنِ وَیَقْرَاُوْنَ الْقُرْاٰنَ یَقُوْلُوْنَ نَأْتِی الْاُمَرَآءَ فَنُصِیْبُ مِنْ دُنْیَاهُمْ وَنَعْتَزِلُهُمْ بِدِیْنِنَا وَلَا یَكُوْنُ ذٰلِكَ كَمَا لَا یُجْتَنٰی مِنَ الْقَتَادِ اِلَّا الشَّوْكُ كَذٰلِكَ لَا یُجْتَنٰی مِنْ قُرْبِهِمْ اِلَّا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ كَاَنَّهٗ یَعْنِیْ الْخَطَایَا (ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں بہت سے لوگ دین میں سمجھ (یعنی دین کا علم) حاصل کریں گے اور قرآن مجید پڑھیں گے اور کہیں گے کہ ہم امراء کے پاس جا کر ان کی دنیا اور (دولت) میں سے اپنا حصہ حاصل کریں گے اور اپنے دین کو ان سے یکسو رکھیں گے لیکن ایسا نہیں ہوتا (کہ دین ودنیا ایک ہی جگہ جمع ہو جائیں کیونکہ امراء کی صحبت میں بجائے فائدے کے نقصان ہوتا ہے) جیسا کہ جس طرح خاردار درخت سے صرف کانٹے ہی حاصل ہو سکتے ہیں اسی طرح امراء کی صحبت سے نہیں حاصل ہوتا مگر خطا اور نقصان۔

عَنِ الْاَحْوَصِ بْنِ الْحَكِیْمِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ النَّبِیَّ ﷺ عَنِ الشَّرِّ فَقَالَ لَا تَسْاَلُوْنِیْ عَنِ الشَّرِّ وَسَلُوْنِیْ عَنِ الْخَیْرِ یَقُوْلُهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ اَلَا اِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَاءِ وَاِنَّ خَیْرَ الْخَیْرِ خِیَارُ الْعُلَمَاءِ (دارمی)

ترجمہ: حضرت احوص بن حکیمؓ اپنے باپ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اللہ کے رسول ﷺ سے شر (برائی اور برے لوگوں) کے بارے میں سوال کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے شر کے بارے میں مت پوچھو بلکہ خیر کے بارے میں پوچھو تین مرتبہ آپ نے یہ بات کہی پھر ارشاد فرمایا خبردار برے لوگوں میں بدترین برے علماء ہیں اور اچھے لوگوں میں بہترین ان کے اچھے علماء ہیں۔

جس طرح علماء کے اندر اچھے اور برے علماء ہیں اسی طرح مشائخ میں بھی اچھے اور برے ہیں بلکہ برے ہی زیادہ ہیں۔ کسی کی پیروی کرنے سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ کیا واقعی وہ دین کا علم رکھنے والا، اس پر عمل کرنے والا، حق گو اور حق پرست ہے یا نہیں ہے۔ اس اصول کو نظر انداز کر کے لوگ اندھا دھند کسی کو مقتداء اور پیشوا بنا کر اس کے پیچھے چلنے لگتے ہیں دنیا میں اس کا نقصان نظر نہ آئے لیکن آخرت میں ضرور بڑا خسارہ اٹھانا پڑے گا مگر وہاں کچھ تلافی نہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہم کو شرک فی الطاعت سے بچا کر علمائے ربانی کی صحبت عطا فرمائے اور ان کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۲) غلوفی الدین (دین میں غلوکرنا)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِىْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَهٗ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ○ (النساء۔۱۷۱)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشٰهدين والشٰكرين۔

ترجمہ: اے اہلِ کتاب تم اپنے دین میں حد سے تجاوز نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی نسبت سوائے حق بات کے اور کچھ نہ کہو۔ مسیح ابن مریم اس کے سوا کچھ نہیں ہیں کہ صرف اللہ کے ایک رسول ہیں اور ایک کلمہ جس کو اللہ نے مریمؑ کی طرف پہنچایا تھا اور وہ اللہ

کی طرف سے ایک روح ہیں لہٰذا تم اللہ پر اوراس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ اور تم یہ نہ کہو کہ خدا تین ہیں۔اس قول سے باز آجاؤ۔یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔صرف اللہ تعالیٰ ہی معبودِ حقیقی اور اکیلا ہے اس کی ذات پاک ہے کہ اس کی کوئی اولا دہو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کی ملک ہے اللہ تعالیٰ کارساز ہونے کے لئے کافی ہے۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ غَیْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا كَثِیْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ○ (المائدہ۔۷۷)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اہلِ کتاب! تم اپنے دین میں ناحق غلومت کرو اور ایسے لوگوں کی خواہشات کی پیروی مت کرو جو تم سے پہلے گمراہ ہوگئے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا اور وہ لوگ آج بھی سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

غلو کے معنی:

ان دونوں آیتوں میں اہلِ کتاب کو دین میں غلو کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ غلو کے معنی حد سے نکل جانے کے ہیں۔امام جصاصؒ نے احکام القرآن میں فرمایا: الغلو فی الدین ھو مجاوزۃ حد الحق فیه (دین کے بارے میں غلو یہ ہے کہ دین میں جس چیز کی جو حد مقرر کی گئی ہے اس سے آگے نکل جائے)۔نصاریٰ نے عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا اور عین اللہ بنادیا۔یہود نے بعض انبیاء کی تکذیب کی، بعض انبیاء کو قتل کیا اور عزیرؑ کو اللہ کا بیٹا قرار دیا۔چونکہ غلو کا مرض امتوں میں عام ہے اللہ کے

رسول ﷺ نے امت کو اس سے خبر دار کیا اور آئندہ کے تعلق سے پیش گوئی فرمائی:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْھُمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی قَالَ فَمَنْ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم ضرور اپنی پیش رو امتوں کے طریقوں کی پیروی کروگے بالشت برابر بالشت اور ہاتھ برابر ہاتھ یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں گھس گئے ہوں تو تم بھی ان کی پیروی میں گھس جاؤ گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی مراد یہود ونصاریٰ ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اور کون ہوتے ہیں؟

اللہ کے رسول ﷺ کی پیش گوئی پوری ہوئی کہ یہ امت یہود ونصاریٰ کے طریقوں کی پیروی کرے گی۔ جس طرح وہ اعتقادی اور عملی گمراہیوں میں مبتلا ہوگئے یہ امت بھی مبتلا ہوگئی۔ ان سب گمراہیوں کا ایک اہم سبب دین میں غلو کرنا ہے۔ کچھ لوگوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو عین اللہ بنادیا۔ ''احد'' میم کا پردہ اوڑھ کر ''احمد'' کے روپ میں دنیا میں آیا تھا! بعض فرقوں نے حضرت علیؓ کو خدائی کا مقام دے دیا۔ یہ غلو ہی کا مرض تھا کہ اولیاء، شہداء کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر ان سے اپنی حاجتیں پیش کرنے لگے۔ مزارات پر طواف اور سجدے کئے جانے لگے۔ دینِ حق کو شرک وبدعات اور خرافات سے بھر کر اس کی اصل شکل ہی بگاڑ دی۔

مولانا الطاف حسین حالیؔ نے مسدس میں کیا خوب نقشہ کھینچا ہے۔

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر — جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہرِ سجدہ تو کافر — کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں — پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں — اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں — شہیدوں سے جاجا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے — نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے
وہ دین جس سے توحید پھیلی جہاں میں — ہوا جلوہ گر حق زمیں و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں — وہ بدلہ گیا آکے ہندوستاں میں
ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں — وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُطْرُوْنِیْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی ابْنَ مَرْيَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری ایسی مبالغہ آمیز تعریف نہ کیا کرو جیسی نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کی شان میں کی میں صرف اس کا بندہ اور اس کا رسول ہوں لہٰذا تم مجھ کو عبداللہ اور رسول اللہ کہا کرو۔

عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ قَالَ انْطَلَقْتُ فِیْ وَفْدِ بَنِیْ عَامِرٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا اَنْتَ سَيِّدُنَا فَقَالَ السَّيِّدُ اللّٰهُ فَقُلْنَا وَاَفْضَلُنَا فَضْلًا

وَاَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ قُوْلُوْا قَوْلَكُمْ اَوْ بَعْضَ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِئَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ (احمد،ابوداود)

ترجمہ: حضرت مطرف بن عبداللہ بن شخیر سے روایت ہے کہ میں وفدِ بنی عامر کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ہم نے عرض کیا کہ آپ ہمارے سیدو آقا ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا دراصل سیدو آقا تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ہم نے عرض کیا آپ ہم میں سب سے افضل اور سب سے برتر ہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ کہہ سکتے ہو یا اس سے بھی کچھ اور مختصر دیکھو شیطان تمہیں کہیں زیادہ جری اور بے باک نہ بنادے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَا خَيْرَ الْبَرِيَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاكَ اِبْرَاهِيْمُ (مسلم)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور آپ سے اس طرح خطاب کیا کہ اے مخلوق میں سب سے بہتر ہستی۔آپ ﷺ نے (ازراہِ کسر نفسی) فرمایا کہ وہ تو حضرت ابراہیمؑ تھے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا تُقُوْلُوْا مَاشَآءَ اللّٰهُ وَشَآءَ فُلَانٌ قُوْلُوْا مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَآءَ فُلَانٌ (احمد)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم یوں نہ کہا کرو کہ جو اللہ چاہے اور فلاں (محمد ﷺ) چاہے بلکہ یوں کہا کرو کہ پہلے جو اللہ چاہے

اس کے بعد پھر جو فلاں (محمد ﷺ) چاہے۔

عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ سَرِیْعٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ مَدَحْتُ اللّٰہَ بِمِدْحَۃٍ وَمَدَحْتُکَ بِاُخْرٰی فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ھَاتِ وَابْدَأْ بِمِدْحَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی (احمد)

ترجمہ: حضرت اسود بن سریعؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایک قصیدہ اللہ کی شان میں دوسرا قصیدہ آپ کی شان میں لکھا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اچھا تو لاؤ پہلے وہ قصیدہ سناؤ جو اللہ تعالیٰ کی شان میں ہے۔

عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ سَرِیْعٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اُتِیَ بِاَسِیْرٍ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْکَ وَلَا اَتُوْبُ اِلٰی مُحَمَّدٍ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ عَرَفَ الْحَقَّ لِاَھْلِہٖ (مسند احمد)

ترجمہ: حضرت اسود بن سریعؓ سے روایت ہے کہ ایک قیدی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو اس نے کہا کہ اے اللہ میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں محمد ﷺ کے حضور نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص نے توبہ جس کا حق تھا اس کو پہچان لیا۔

غلو فی الدین وہ تباہ کن مرض ہے جس نے پچھلی امتوں کے دین کو دین ہی کے نام پر برباد کیا۔ اس لئے ہمارے نبی ﷺ نے اپنی امت کو اس وبا سے بچانے کے لئے صاف صاف تنبیہات کی ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ حج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے رمی جمرات کے لئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے فرمایا کہ آپ ﷺ کے واسطے کنکریاں جمع کر کے لائیں۔ انہوں نے متوسط (کھجور کی گٹھلی کے برابر) قسم کی کنکریاں پیش کیں۔ آپ ﷺ نے ان کو بہت پسند فرما کر دو مرتبہ فرمایا: بِمِثْلِھِنَّ

بِمِثْلِهِنَّ یعنی ایسی ہی متوسط کنکریوں سے جمرات پر رمی کرنا چاہیئے پھر فرمایا:

اِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِى الدِّيْنِ وَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ قَبْلَكُمْ بِالْغُلُوِّ فِىْ دِيْنِهِمْ

ترجمہ: غلوفی الدین سے بچتے رہو کیونکہ تم سے پہلی امتیں غلوفی الدین ہی کی وجہ سے ہلاک وبرباد ہوئیں۔

حج میں جو کنکریاں جمرات پر پھینکی جاتی ہیں، ان کی حد مسنون یہ ہے کہ وہ متوسط ہوں، نہ بہت چھوٹی ہوں نہ بہت بڑی، بڑے بڑے پتھر، جوتے چپل وغیرہ پھینکنا غلوفی الدین میں داخل ہے۔ ہر چیز کی حدِ شرعی وہ ہے جو رسول کریم ﷺ نے اپنے قول وعمل سے متعین فرمادی، اس سے تجاوز کرنا غلو ہے۔ غلوفی الدین کی تعریف یہ ہے کہ کسی کام میں اس کی حدِ مسنون سے تجاوز کیا جائے۔ (معارف القرآن۔ جلددوم)

خطبہ کے شروع میں جو آیتیں تلاوت کی گئی ہیں جن آیات میں اہلِ کتاب سے خطاب کر کے جو ہدایات ان کو دی گئی ہیں قیامت تک آنے والی امتوں کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ دین ومذہب کی پیروی کرنے والوں کے لئے ایک بنیادی اصول کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس سے ذرا ادھر ادھر ہونا انسان کو گمراہی کے غار میں ڈھکیل دیتا ہے۔ عرب کا مشہور مقولہ ہے الجاهل اما مفُرط او مفرّط (جاہل آدمی حد سے بڑھے گا یا کوتاہی کرے گا)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے دو ذریعے مقرر کئے ہیں جن کے ذریعہ انسانوں کو اللہ کی مرضی اور نامرضی اور مامورات اور منہیات کا علم

ہوسکتا ہے۔ایک اپنی کتابیں جو انسان کے لئے قانون اور ہدایت نامے کی حیثیت رکھتی ہیں دوسرے اس کے مقبول بندے -- انبیائے کرامؑ جن کو اللہ نے انسانوں میں سے چن لیا اوران کو اپنی پسند اور ناپسند کا عملی نمونہ بنا کر بھیجا۔کوئی کتاب خواہ کتنی ہی جامع اور مفصل ہی کیوں نہ ہو ہدایت کے لئے کافی نہیں ہوسکتی بلکہ فطری طور پر انسان کسی عملی نمونے کا محتاج ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے دوسلسلے چلائے ایک کتاب اللہ اور دوسرے رجال اللہ۔ کتاب اللہ کو رجال اللہ سے سمجھنا چاہئیے اور رجال اللہ کو کتاب اللہ سے جانچنا اور پہچاننا چاہئیے ۔انبیائے کرامؑ کے بعدان کے جانشین علمائے ربانی ہیں۔ کچھ لوگوں نے رجال اللہ سے صَرفِ نظر کر کے رسولوں کو محض ایک قاصد اور چٹھی رساں کی حیثیت دی۔حسبنا کتاب اللّٰہ کر کے کتاب کے صحیح مفہوم سے محروم رہ گئے۔دوسری طرف کچھ لوگوں نے ان کی حیثیت کو بڑھا کر عالم الغیب خدائی صفات کا مالک سمجھ لیا اور پیر پرستی،قبر پرستی تک پہنچ گئے۔اسی لئے لاتغلو فی دینکم کا حکم دیا گیا ہے۔دین حدود اور قیود ہی کا نام ہے۔اس امت کو اللہ تعالیٰ نے ''امتِ وسط'' بنایا ہے۔ (معارف القرآن۔جلداول)

وَكَذَالِكَ جَعَلۡنٰكُمۡ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوۡنُوۡا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوۡنَ الرَّسُوۡلُ عَلَيۡكُمۡ شَهِيۡدًا (البقرہ۔۱۴۳)

ترجمہ: اوراس طرح ہم نے تم کو ایک معتدل امت بنایا ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ ہوں۔

عقائد ہوں یا اعمال، معاملات ہوں یا معاشرت سب امور میں دین کا مزاج افراط اور تفریط سے بچ کر توسط اور اعتدال کی راہ اختیار کرنا ہے۔غلو اختیار کرنے سے توسط واعتدال کی راہ سے آدمی ہٹ جاتا ہے گویا دین کے راستہ سے ہٹ جاتا ہے۔اس لئے ہر طرح کے غلو سے بچ کر توسط اور اعتدال کی راہ اختیار کرنی چاہئیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو غلو سے بچا کر توسط اور اعتدال کی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۳) شرک فطرتِ انسانی کے خلاف ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ o اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ o (الاعراف-۱۷۲،۱۷۳)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين-

ترجمہ: اس وقت کو یاد کیجئے جب کہ آپ کے رب نے بنی آدمؑ کی پشتوں سے ان کی تمام اولاد کو نکالا اور ان کو انہی کی ذات پر گواہ بنایا اور پوچھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ ان سب نے جواب دیا بے شک تو ہی ہمارا رب ہے ہم اس پر گواہ ہیں۔ یہ

اقرار اس وجہ سے لیا تا کہ تم قیامت کے دن یوں نہ کہنے لگو کہ ہم اس بات سے بالکل بے خبر تھے یا یوں نہ کہنے لگو کہ شرک تو ہمارے باپ دادا نے کیا اور ہم تو ان کی اولاد تھے جو ان کے بعد پیدا ہوئے (ہم اپنے باپ دادا کے طریقہ پر چلتے رہے) تو کیا تو ان غلط کار لوگوں کے فعل پر ہم کو ہلاک کرتا ہے؟

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ وَيُنَصِّرَانِهٖ وَيُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَآءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَآءَ ثُمَّ يَقُوْلُ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جس طرح ایک چوپایا جانور صحیح سالم بچہ جنتا ہے پھر کیا تم اس میں کوئی کمی پاتے ہو؟ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: یہ اللہ تعالیٰ کی فطرت ہے جس پر اللہ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اللہ کی خلقت میں کوئی تبدیلی نہیں ہے یہی دینِ مستحکم ہے۔

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى خَلَقْتُ عِبَادِىْ حُنَفَآءَ فَجَآءَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ وَحُرِّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا اَحْلَلْتُ لَهُمْ (مسلم)

ترجمہ: حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے بندوں کو حنیف پیدا کیا پھر شیاطین نے انہیں دینِ فطرت سے بہکا دیا اور میری حلال کردہ چیزوں کا حرام کر دیا۔

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يُقَالُ لِرَجُلٍ مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ شَيْءٍ اَكُنْتَ مُفْتَدِيًا بِهٖ قَالَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيَقُوْلُ قَدْ اَرَدْتُ مِنْكَ اَهْوَنَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْ اَخَذْتُ عَلَيْكَ فِيْ ظَهْرِ اِبْنِ اٰدَمَ اَنْ لَا تُشْرِكَ بِيْ شَيْئًا فَاَبَيْتَ اِلَّا اَنْ تُشْرِكَ بِيْ (مسندِ احمد)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو جو دوزخیوں میں سے ہے کہا جائے گا کیا تو یہ چاہتا ہے کہ تجھے زمین بھر کی چیزیں مل جائیں اور تو ان کو اپنے فدیہ میں دے کر جہنم سے چھوٹ جائے؟ تو وہ کہے گا ہاں تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تجھ سے اس سے بھی آسان چیز طلب کی تھی کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے تو نے اس بات کا انکار کیا اور دوسرے کو میرا شریک ٹھہرایا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَخَذَ الْمِيْثَاقَ مِنْ ظَهْرِ اٰدَمَ بِنُعْمَانَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَاَخْرَجَ مِنْ صُلْبِهٖ كُلَّ ذُرِّيَّةٍ ذَرَاَهَا فَنَثَرَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ قُبُلًا قَالَ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ اَوْ تَقُوْلُوْا۔۔۔۔ (مسندِ احمد)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک

اللہ تبارک وتعالیٰ نے نعمان نامی میدان میں عرفہ کے دن آدمؑ کی پشت سے تمام اولاد نکالی اور پھر اس کو اپنے سامنے پھیلایا اور پوچھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ ان سب نے جواب دیا بے شک تو ہی ہمارا رب ہے ہم اس پر گواہ ہیں۔ یہ اقرار اس وجہ سے لیا تاکہ تم قیامت کے دن یوں نہ کہنے لگو کہ ہم اس بات سے بالکل بے خبر تھے یا یوں نہ کہنے لگو کہ شرک تو ہمارے باپ دادا نے کیا اور ہم تو ان کی اولاد تھے جو ان کے بعد پیدا ہوئے (ہم اپنے باپ دادا کے طریقہ پر چلتے رہے) تو کیا تو ان غلط کار لوگوں کے فعل پر ہم کو ہلاک کرتا ہے؟

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ حِیْنَ خَلَقَہٗ فَضَرَبَ کَتِفَہُ الْیُمْنٰی فَاَخْرَجَ ذُرِّیَّۃً بَیْضَآءَ کَاَنَّھُمُ الذُّرَّ وَضَرَبَ کَتِفَہُ الْیُسْرٰی فَاَخْرَجَ ذُرِّیَّۃً سَوْدَآءَ کَاَنَّھُمُ الْحَمَمُ فَقَالَ لِلَّذِیْ فِیْ یَمِیْنِہٖ اِلَی الْجَنَّۃِ وَلَا اُبَالِیْ وَقَالَ لِلَّذِیْ فِیْ کَتِفِہٖ الْیُسْرٰی اِلَی النَّارِ وَلَا اُبَالِیْ (احمد)

ترجمہ: حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا فرمایا تو ان کے داہنے مونڈھے پر دستِ مبارک مارا اور ان سے سفید اولاد نکالی وہ سفید چیونٹیوں کی طرح تھے پھر اپنا دستِ قدرت بائیں مونڈھے پر مارا اور اس سے سیاہ اولاد نکالی گویا کوئلہ (کالی چیونٹیوں) کی طرح تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دائیں طرف کی اولاد کے بارے میں فرمایا کہ یہ جنتی ہیں مجھے اس کی پروا نہیں ہے پھر بائیں طرف کی اولاد کے بارے میں فرمایا کہ یہ جہنمی ہیں اور مجھے اس کی پروا

نہیں ہے۔

ان آیات اور احادیث میں اس عظیم الشان عالمگیر عہد و قرار کا ذکر ہے جو خالقِ کائنات نے اپنے بندوں سے لیا ہے جب کہ ابھی وہ اس دنیا میں نہیں آئے تھے جس کو ''عہد الست'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خالق بھی ہے اور بندوں کا رب بھی ہے۔ اس کی ربوبیت کا تقاضہ یہ تھا کہ بندوں کو اس چیز سے آگاہ کرے جو حق ہے اور اس ضابطۂ قانون کو ان پر پوری طرح واضح کرے جو انہیں نجات دلانے والا ہے اور ہلاکت سے بچانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ قادرِ مطلق ہے، اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے اس کی بنیاد پر وہ جو چاہے کر سکتا ہے لیکن اس کی ربوبیت اور رحمت نے بندوں کی تربیت کا ایسا انتظام کیا کہ بندے قیامت کے دن اللہ پر کسی طرح کا الزام نہ رکھ سکیں۔ عہدِ الست کے علاوہ دنیا میں انبیائے کرامؑ کو بھیجا تا کہ وہ بندوں کے اس عہد و قرار کو یاد دلائیں اور ان پر حق اور باطل کو پوری طرح واضح کر دیں تا کہ اہلِ حق پورے اطمینان کے ساتھ حق پر چل سکیں اور اہلِ باطل حق کے ظاہر ہونے کے بعد ہی ہلاک ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے مقرر کئے ہیں جو اس کے نامۂ اعمال تیار کر رہے ہیں۔ نامۂ اعمال سے انکار کرنے کی صورت میں انسان کے اعضاء خود گواہی دیں گے۔ اللہ کی اس ربوبیت اور رحمت کا ایک عہد و پیمان عہدِ الست کے نام سے ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا فرمایا پھر اپنا دستِ قدرت ان کی پشت پر پھیرا تو ان کی پشت سے جو نیک انسان پیدا ہونے والے تھے وہ نکل کر آئے تو فرمایا کہ میں نے ان کو جنت کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ جنت ہی کے کام کریں گے۔ دوسری مرتبہ ان کی پشت پر دستِ قدرت پھیرا تو جتنے گناہ گار انسان ان کی نسل سے پیدا ہونے والے تھے ان کو نکال کھڑا کیا۔ فرمایا میں نے ان کو دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ دوزخ کے لئے ہی کام کریں گے۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ جب پہلے ہی جنتی اور دوزخی مقرر کر دیئے ہیں تو پھر عمل کس لئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی کو جنت کے لئے پیدا فرماتے ہیں کو جنت ہی کے لئے کام کرنے لگتا ہے اور اس کا خاتمہ بھی ایسے کام پر ہوتا ہے جو جنت میں لے جانے والے ہوتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی کو دوزخ کے لیے پیدا کرتے ہیں تو دوزخ ہی کے کام کرنے لگتا ہے اور اس کا خاتمہ بھی ایسے کام پر ہوتا ہے جو دوزخ میں لے جانے والے ہوتے ہیں۔

آدمؑ کی پشت سے ان لوگوں کو نکالا جو بلا وسطہ آدمؑ سے پیدا ہونے والے تھے پھر ان کی نسل کی پشت سے دوسروں کو اور اسی طرح جس ترتیب سے اس دنیا میں پیدا ہونے والی تھی انہیں نکالا۔ آدمؑ سے ان کی اولاد کو پھر اولاد سے ان کی اولاد کو ترتیب وار پیدا کیا۔ یہ آدمؑ کی اولاد صرف ارواح نہیں تھی بلکہ لطیف ترین ذرات سے بنا ہوا جسم بھی تھا اور یہ سب چیونٹیوں کے جثہ میں تھے اور عقل و شعور رکھنے والے تھے۔ جو جنت میں جانے والے تھے وہ سفید رنگ کے تھے اور جو جہنم میں جانے

والے تھے وہ سیاہ رنگ کے تھے۔

یہ عہد واقرار آدمؑ کو جنت سے زمین پر اتارنے کے بعد وادیٔ نعمان میں جو میدانِ عرفات کے نام سے مشہور ہے لیا گیا۔قول وقرار کے بعد ان کی ذریت کو ان کے باپوں کی پشتوں میں اسی ترتیب سے لوٹا دیا۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیا میں آنے کے بعد یہ عہد کس کو یاد ہے؟ اگر یاد نہیں تو اس عہد کا کیا فائدہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بہت سے افراد ایسے ہیں جنھوں نے یہ بتایا کہ انہیں یہ عہد پوری طرح یاد ہے۔حضرت ذوالنون مصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ عہد ومیثاق مجھے ایسا یاد ہے گویا کہ میں اسے اس وقت سن رہا ہوں اور بعضوں نے کہا کہ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ جس وقت یہ قرار لیا گیا میرے آس پاس کون کون لوگ تھے۔ایسے افراد تو شاذونادر ہی ہوں گے عام لوگوں کے سمجھنے کی بات یہ ہے کہ تمام نوعِ انسانی کے اندر اس کا بالخاصہ اثر موجود ہے۔اللہ کی ذات کا اقرار تمام انسانوں کی فطرت میں پایا جاتا ہے گو بت پرستی مخلوق پرستی کی غلط شکل میں ہی کیوں نہ ہو۔نادر ہی ایسے لوگ ہوں گے جو صریح طور پر وجودِ باری تعالیٰ کا انکار کرنے والے ہوں گے۔ (معارف القرآن۔جلد چہارم)

غور وفکر سے دیکھا جائے تو آسمانی مذہب کے تمام اصول اور فروع بالآخر خدا کی ربوبیتِ عامہ کے اسی عقیدہ پر منتہی ہوتے ہیں بلکہ اسی کی تہہ میں لپٹے ہوتے ہیں۔ عقائدِ حقہ کا بنیادی پتھر یہ ہے کہ انسان خدا کی ہستی اور ربوبیتِ عامہ پر اعتقاد رکھے۔ مذہب کی ساری عمارت اسی سنگِ بنیاد پر کھڑی ہوتی ہے۔عقلِ سلیم اور وحی والہام

اسی اجمال کی شرح کرتے ہیں۔ پس ضروری تھا کہ تخمِ ہدایت جو آسمانی تعلیمات کا مبدا و منتہی ہے عام فیاضی کے ساتھ تمام افرادِ انسانی کے اندر بکھیر دیا جائے تا کہ ہر عقل وفہم رکھنے والا انسان اس تخم کو شجرِ ایمان وتوحید تک پہنچا سکے۔ اگر اس کو صرف انسان کی عقل وفکر پر چھوڑا جاتا تو محض ایک نظریاتی مسئلہ بن کر رہ جاتا۔ اسی لئے قدرت نے جہاں فکر کی قوت اور وحی اور الہام قبول کرنے کی استطاعت انسانوں میں رکھی ہے وہیں اس اساسی عقیدہ کی تعلیم سے ان کو فطرۃً بہرہ ور کیا جس کے اجمال میں آسمانی ہدایت کی تفصیل موجود تھی اور جس کے بغیر مذہب کی عمارت کا کوئی ستون کھڑا نہیں رہ سکتا تھا۔ یہ اسی ازلی عہد وقرار کا اثر ہے کہ حق تعالیٰ کی ربوبیت پر سارے انسان متفق چلے آرہے ہیں اور جن افراد نے عقلی وروحانی بیماری کی وجہ سے اس کے خلاف کیا تو وہ خود اپنی نظر میں جھوٹے ثابت ہوئے جیسے ایک بخار کا مریض لذیذ اور خوشگوار غذاؤں کو تلخ اور بدمزہ بتانے میں جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ بہرحال ابتدائے آفرینش سے آج تک انسانوں کے ہر طبقہ کا خدا کی ربوبیت پر اتفاق اور اجماع اس کی زبردست دلیل ہے۔ بلاشبہ ہم کو یاد نہیں کہ اس کے عقیدہ کی تعلیم کب، کہاں اور کس ماحول میں دی گئی تاہم جس طرح ایک انشاء پرداز کو یہ یقین ہے کہ ضرور اس کو ابتدائی عمر میں کسی نے حروف والفاظ سکھلائے جس سے ترقی پا کر وہ آج اس رتبہ تک پہنچا گو پہلے حروف اور الفاظ سکھانے والا، سکھانے کا وقت، ماحول اور سکھانا بھی یاد نہیں تاہم اس کے موجود آثار سے یقین ہے کہ ایسا

ضرور واقع ہوا ہے۔اسی طرح بنی نوعِ انسان کا اللہ کی ربوبیت پر عقیدہ اور اس پر متفق ہونا اس کی کھلی شہادت ہے کہ یہ چیز پیدائش کے وقت ہی کسی معلم کے ذریعہ سے ان کے اندر پہنچی ہے۔گو وہ تفصیلات انہیں یاد نہ ہوں اسی ازلی اور فطری تعلیم کا اثر ہے جو انسانی سرشت میں موجود چلا آرہا ہے۔

جب انسانی فطرت کے اندر اللہ کی ربوبیت کا اقرار موجود ہے اور انبیائے کرامؑ کے ذریعہ سے اس کی یاد دہانی بھی کرائی گئی ہے تو انسان ناواقفیت اور غفلت کا عذر نہیں پیش کر سکتا اور نہ شرک کرنے کے لئے باپ دادا کی تقلید کا بہانہ بنا سکتا ہے۔ (تفسیرِ عثمانی)

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا۝ (النساء۔۱۶۵)

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ نے) پیغمبر بھیجے خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کرتا کہ ان رسولوں کے آجانے کے بعد لوگوں کا اللہ پر کوئی الزام باقی نہ رہے اور اللہ بہت زبردست ہے اور بڑی حکمتوں والا ہے۔

حق سے آگاہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی طرف اپنے رسولوں کو بھیجا تا کہ جو اس حق کو قبول کرنے والے ہیں ان کو بشارت سنائیں اور انکار کرنے والوں کو ڈرائیں۔سب سے آخر میں خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کو بھیجا اور آپ پر وہ کتاب نازل کی جو اللہ تعالیٰ کا ازلی فرمان ہے اور بغیر کسی تحریف کے ہمیشہ کے لئے محفوظ

رہنے والا ہے۔انسانوں کی نجات اسی میں ہے کہ وہ آخری نبی پر اور قرآن پر ایمان لا کر اپنی زندگی کتاب وسنت کے مطابق بنائیں۔یہی طریقہ دنیا کی صلاح اور فلاح کا ہے اور اسی طریقہ سے آدمی آخرت کی زندگی میں بھی شادکام اور بامراد ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت کے مطابق چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۴) شرک عقلِ انسانی کے خلاف ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ o مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ o (الحج-۷۳،۷۴)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسوله الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشهدین والشکرین۔

ترجمہ: اے انسانو ایک مثال بیان کی جاتی ہے تم اس کو کان لگا کر سنو۔ بے شک اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر تم جن لوگوں کی پرستش کرتے ہو وہ سب کے سب مل کر بھی ایک مکھی نہیں پیدا کر سکتے اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے جائے تو اس مکھی سے یہ کچھ چھڑا بھی نہیں سکتے۔ طالب بھی کمزور اور مطلوب بھی کمزور۔ انہوں نے اللہ کی ایسی

قدر نہیں کی جیسے اس کی قدر کرنی چاہیئے ۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا اور سب پر غالب ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَھَبَ یَخْلُقُ کَخَلْقِیْ فَیَخْلُقُوْا مِثْلَ خَلْقِیْ ذَرَّۃً اَوْ ذُبَابَۃً اَوْ حَبَّۃً (مسندِ احمد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو میری طرح کسی چیز کو بنانا چاہتا ہے اگر واقعہ میں کسی کو یہ قدرت حاصل ہے تو ایک ذرہ، ایک مکھی یا ایک اناج کا دانہ ہی خود بنا دے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَھَبَ یَخْلُقُ کَخَلْقِیْ فَیَخْلُقُوْا ذَرَّۃً فَیَخْلُقُوْا شَعِیْرَۃً (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو میری طرح کسی چیز کو بنانا چاہتا ہے اگر اس میں قدرت ہے تو ایک ذرہ ہی پیدا کرے یا ایک جو کا دانہ ہی پیدا کرے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ساری کائنات کا خالق، مالک اور مدبر ہے۔ اس کا اعتراف وہ لوگ بھی کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بتوں کو اور مختلف ہستیوں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔ اس لئے انہی کے اعتراف کو بنیاد بنا کر اکثر ان سے یہ سوال کیا گیا کہ جب تم خود اللہ تعالیٰ کو خالق، رب اور مدبر مانتے ہو تو دوسروں کو کیوں

شریک ٹھہراتے ہو اس سے بڑھ کر بے عقلی کیا ہو سکتی ہے؟

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ○ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○
(العنکبوت۔۶۳-۶۱)

ترجمہ: اے نبی اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے اور جس نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے تو وہ لوگ یہی جواب دیں گے کہ وہ اللہ ہے۔ پھر یہ لوگ کہاں الٹے پھرے جا رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے روزی کشادہ کرتا ہے اور جس کے لئے چاہے روزی تنگ کر دیتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ اگر آپ ان سے یہ دریافت کریں کہ وہ کون ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس پانی سے مردہ زمین کو زندہ کیا تو وہ لوگ یہی جواب دینگے کہ وہ اللہ ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اصل بات یہ ہے کہ ان میں اکثر لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلْ اَفَرَاَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِىَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِىْ

بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○
(الزمر-۳۸)

ترجمہ: اگر اے نبی ﷺ آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ اس کا یہی جواب دینگے کہ اللہ نے۔ آپ ان سے کہیئے بھلا یہ بتاؤ جن معبودوں کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا یہ تمہارے معبود اس کی بھیجی ہوئی تکلیف کو مجھ سے دور کر سکتے ہیں یا اللہ تعالیٰ مجھ پر کوئی اپنی مہربانی کرنا چاہے تو کیا یہ تمہارے معبود اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیجئے اللہ تعالیٰ ہی میرے لئے کافی ہے اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ○ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ○ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِیْٓ اِلَى الْحَقِّ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِیْ لِلْحَقِّ اَفَمَنْ يَّهْدِیْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّیْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ○ (یونس-۳۵-۳۱)

ترجمہ: آپ ان سے دریافت کیجئے کہ تم کو آسمان اور زمین سے کون رزق دیتا ہے؟

یا وہ کون ہے جو تمہارے کان اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ وہ کون ہے جو سارے کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ تو وہ ضرور یہ کہیں گے کہ وہ اللہ ہے تو آپ ان سے فرمایئے تو پھر تم اس سے کیوں نہیں ڈرتے؟ پس یہی اللہ تمہارا حقیقی رب ہے سو امرِ حق کے سوائے گمراہی کے اور کیا رہ جاتا ہے اور تم صحیح راستہ سے کہاں پھرے جارہے ہو؟ اے نبی ﷺ اس طرح ان نافرمان لوگوں کے حق میں آپ کے رب کی بات ثابت ہوکر رہی ہے کہ وہ کسی طرح ایمان نہیں لائیں گے۔آپ ان سے پوچھیئے کیا تمہارے خودساختہ شرکاء میں سے کوئی ہے جو پہلی بار مخلوق کو پیدا کرے پھر اس کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے؟ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی مخلوق کو پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے اور پھر اس کو مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرے گا سو تم کہاں الٹے پھرے جارہے ہو؟ آپ ان سے پوچھیئے کہ کیا تمہارے بنائے ہوئے شرکاء میں سے کوئی ایسا ہے جو تمہیں دینِ حق کا راستہ دکھا سکے؟ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی دینِ حق کا راستہ دکھاتا ہے بھلا جو امرِ حق کی رہنمائی کرتا ہے وہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا اس کی پیروی کی جائے جو بغیر کسی دوسرے کے راستہ بتائے خود بھی راستہ نہ پاسکے۔تم لوگوں کو کیا ہوگیا ہے تم کیسا فیصلہ کرتے ہو؟

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ○ (الملک۔۲۱)

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ اپنی روزی روک لے تو بھلا وہ کون ہے جو پھر تم کو روزی

پہنچائے؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ کافر سرکشی (اللہ سے) اورنفرت (حق سے) پر اڑے ہوئے ہیں۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ o (النحل۔۷۳)

ترجمہ: اور یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسے معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو آسمانوں میں سے کچھ رزق دینے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمین سے اور نہ اختیار حاصل کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِىْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ o اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ o

(الفاطر۔۱۳،۱۴)

ترجمہ: وہ (اللہ ہی ہے) جو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو تابع فرمان بنا رکھا ہے کہ ان میں سے ہر ایک ایک مقررہ وقت تک چلتا رہے گا یہی اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارا رب ہے اور اسی کی بادشاہی ہے اور اس کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔ اگر تم ان کو پکارو تو تمہاری پکار کو سن ہی نہیں سکتے اگر بالفرض سن بھی لیں

تو تمہاری پکار کو نہ پہنچ سکیں گے اور قیامت کے دن تمہارے اس شرک کی مخالفت اور انکار کریں اور اے مخاطب تجھ کو خدائے خبیر کی طرح کوئی دوسرا نہیں بتا سکے گا۔

حضرت ابراہیمؑ نے جو حنیف ہو کر ہر طرح کے شرک سے بچ کر اللہ کی بندگی کرنے والے تھے، اپنے والد اور اپنی قوم پر شرک کی شناعت اور بے عقلی ظاہر کی اور عملی طور پر بتوں کو پاش پاش کر کے ان کی بے بسی کا ثبوت فراہم کیا۔

اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَالَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْـًٔا ۝ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَالَمْ یَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِیْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِیًّا ۝

(مریم۔۴۲،۴۳)

ترجمہ: اے میرے باپ آپ اس چیز کی کیوں عبادت کرتے ہیں جو نہ کچھ سنتی ہے، نہ دیکھتی ہے اور نہ آپ کے کچھ کام آسکتی ہے۔ اے میرے باپ بلاشبہ مجھ کو وہ علم عطا کیا گیا جو آپ کو نہیں دیا گیا سو آپ میری پیروی کریں میں آپ کو صحیح راہ دکھاوں گا۔

فَرَاغَ اِلٰۤى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ۝ فَرَاغَ عَلَیْهِمْ ضَرْبًا بِالْیَمِیْنِ ۝ فَاَقْبَلُوْۤا اِلَیْهِ یَزِفُّوْنَ ۝ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ۝

(الصّٰفّٰت۔۵ -۹۱)

ترجمہ: ابراہیم چپکے سے ان کے بت خانہ میں گھس گئے اور بتوں سے کہا تم کھاتے کیوں نہیں تم کو کیا ہوا تم بولتے بھی نہیں پھر ان بتوں کو پوری قوت کے ساتھ مارتے ہوئے ان پر جا پڑے۔ اس واقعہ کے بعد قوم کے لوگ دوڑتے ہوئے ابراہیمؑ کے

پاس آئے اور کہا کہ ہمارے بتوں کے ساتھ یہ حرکت کس نے کی ہے؟ تو ابراہیمؑ نے کہا کیا تم ان بتوں کو پوجتے ہو جن کو خود ہی تراشتے ہو؟

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ○ فَرَجَعُوْٓا اِلٰى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ○ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ○ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

(الانبیاء۔ ۶۷-۶۳)

ترجمہ: (حضرت ابراہیمؑ نے) کہا کہ نہیں یہ حرکت ان کے بڑے نے کی ہے اگر یہ بت بول سکتے ہیں تو تم خود ان بتوں سے دریافت کرلو۔ اس پر وہ لوگ اپنے دلوں کی جانب متوجہ ہوئے اور آپس میں کہنے لگے کہ اس میں شک نہیں کہ تم ہی ناحق پر ہو پھر انہوں نے اپنے سروں کو جھکا لیا اور ابراہیم سے کہا کہ تو تو یہ بات جانتا ہی ہے کہ یہ بت بولا نہیں کرتے۔ ابراہیمؑ نے کہا کیا تم خدا کو چھوڑ کر ایسوں کی پرستش کرتے ہو جو نہ تم کو کچھ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ تف ہے تم پر اور ان پر جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو۔ کیا تم اتنی بھی عقل نہیں رکھتے؟

کسی شاعر نے کیا خوب بات کہی ہے۔

میرے ہاتھوں کے تراشے ہوئے پتھر کے صنم
آج مندروں میں بھگوان بنے بیٹھے ہیں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كَذَّبَنِیْ عَبْدِیْ وَلَمْ یَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِیْ وَلَمْ یَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ تَكْذِیْبُهٗ اِیَّایَ (وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاَمَّا تَكْذِیْبُهٗ اِیَّایَ) اَنْ یَّقُوْلَ فَلَنْ یُّعِیْدَنَا كَمَا بَدَاَنَا وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِیَّایَ یَقُوْلُ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَاَنَا الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لِیْ كُفُوًا اَحَدٌ

(احمد، شیخان، ابوداود، نسائی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ آدمؑ کا بیٹا میری تکذیب کرتا ہے اور یہ اس کے مناسب نہیں تھا اور یہ مجھے برا بھلا کہتا ہے اور یہ اس کے مناسب نہیں تھا اور اس کا میری تکذیب کرنا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ جیسا ہمیں پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے پھر دوبارہ نہیں پیدا کرے گا، اس کا برا بھلا کہنا یہ ہے کہ میں نے کسی کو بیٹا بنالیا حالانکہ میں بے نیاز ہوں نہ میں نے کسی کو جنا ہے اور نہ کسی نے مجھ کو نہ میرا کوئی ہمسر ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَحَدٌ اَصْبَرَ عَلٰى اَذًى یَسْمَعُهٗ مِنَ اللّٰهِ یَدْعُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ یُعَافِیْهِمْ وَیَرْزُقُهُمْ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ تکلیف دہ کلمات کو سن کر تحمل کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ مشرکین اس کے لئے بیٹا تجویز کرتے ہیں وہ اس پر بھی انہیں عافیت بخشتا ہے اور روزی پہنچاتا رہتا ہے۔

انسانی عقل کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی نبی، ولی، شہید، جن، بت وغیرہ کو نہ اس کی ذات میں شریک کیا جائے، نہ اس کی صفات میں، نہ اس کے اختیارات اور نہ اس کے حقوق میں۔ انسان اپنی نادانی اور بےعقلی کی وجہ سے شرک جیسے گھناونے مرض میں مبتلا ہے اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں عافیت سے رکھا ہے اور رزق دے رہا ہے یہ اس کے فضل وکرم کی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو ایسی عقل عطا فرمائے کہ ہم ہر طرح کے شرک سے بچ کر اخلاص سے اس کی بندگی کر کے اس کی رضا کے مستحق بنیں۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۵) تماثیل اور تصاویر کی حرمت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ اِعْمَلُوْآ اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّكُوْرُo (سبا۔۱۳)

صدق اللّٰه العظیم وصدق رسوله الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشهدین والشکرین۔

ترجمہ: وہ (جنات) سلیمانؑ کے لئے وہ چیزیں جو وہ چاہتے تھے بنایا کرتے تھے بڑی بڑی اونچی عمارتیں، تصویریں، بڑے بڑے لگن جیسے حوض اور بڑی دیگیں جو بھاری ہونے کی وجہ سے ایک جگہ جمی رہتیں۔ اے داود کے خاندان والو تم سب ان نعمتوں کے شکریہ میں نیک کام کیا کرو اور میرے بندوں میں شکرگزار بندے بہت کم ہیں۔

اس آیت میں ان کاموں کی کچھ تفصیل ہے جو حضرت سلیمانؑ جنات سے لیا کرتے تھے۔ لفظ محاریب محراب کی جمع ہے جو مکان کے اشرف واعلیٰ حصہ کے لئے بولا جاتا ہے۔ بادشاہ اور بڑے لوگ جو اپنے لئے حکومت کا کمرہ بنائیں اس کو بھی محراب کہا جاتا ہے۔ لفظ محراب حرب یعنی جنگ سے مشتق ہے کوئی آدمی جو اپنا حکومت کدۂ خاص بناتا ہے اس کو بھی محراب کہتے ہیں۔ مساجد میں ائمہ کے کھڑے ہونے کی جگہ کو بھی اسی امتیاز کی بناپر محراب کہتے ہیں۔ جن مساجد میں محرابِ امام کے لئے مستقل مکان کی ضرورت بنائی جاتی ہے وہاں امام پر لازم ہے کہ اس محراب سے ذرا باہر کھڑا ہوتا کہ امام اور مقتدیوں کا مکان ایک شمار ہوسکے ورنہ یہ صورت مکروہ اور نا جائز ہے کہ امام الگ مکان میں تنہا کھڑا ہو اور مقتدی دوسرے مکان میں۔

تماثیل تمثال کی جمع ہے۔ تماثیل کے معنی مورتیاں، مجسمے، تصویریں ہیں۔ یہ لفظ ایک جگہ حضرت ابراہیمؑ کی قوم کے تذکرہ میں آیا ہے مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُوْنَ (یہ مورتیں کیا ہیں جن کے آگے تم جھکے بیٹھے ہو؟) یہاں وہ مورتیں مراد ہیں جن کے آگے وہ سربسجود ہوتے تھے۔ حضرت سلیمانؑ کے لئے جنات جو تماثیل بناتے تھے اس سے مراد تصاویر ہیں۔ انبیاءؑ کو بحالتِ عبادت دکھایا جاتا تھا تاکہ دیکھنے والے ان سے متاثر ہوں اور ان کی تقلید کریں۔ یا وہ تصویریں مراد ہیں جو اظہارِ شوکت وزینت کے لئے بنائی جاتی تھیں۔ چنانچہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے تختِ شاہی کے نچلے حصہ میں دو شیر بنائے گئے تھے اور اوپر

کے حصہ میں دو کرگس۔ جب حضرت سلیمانؑ تخت پر چڑھنے کا ارادہ کرتے تو یہ شیر اپنے بازوں کو پھیلا دیتے تا کہ ان پر پاؤں رکھ کر چڑھ جائیں اور جب بیٹھ جاتے تو کرگس اپنے پروں کو پھیلا دیتے تا کہ سایہ ہو جائے۔

واضح ہے کہ عقلِ انسانی ابتدائی مدارج میں اس درجہ کامل نہ ہوئی تھی کہ وہ تشبیہ وتمثیل سے بالکل بے نیاز ہو جاتی اسی لئے پرانے نبیوں کے زمانہ میں ایسی تصویریں اور مجسمے بنانے کی اجازت تھی جو شرک سے خالی ہوں۔ (قاموس القرآن)

حضرت نوحؑ کے پانچ اولیاء اللہ (ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر) جب دنیا سے گزر گئے تو شیطان ان کی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا کیا تم ایسے اولیاء اللہ کو بھول جاؤ گے، ان کی یاد کے لئے کم از کم ان کے تصاویر تو بنا کر عبادت خانہ میں رکھو تا کہ انہیں دیکھ کر تمہیں عبادت میں شوق پیدا ہو۔ جب یہ نسل گزر گئی اور نئی نسل کے لوگ آ گئے تو شیطان نے ان سے آ کر یہ کہا کہ تمہارے باپ دادا تو انہی کی عبادت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ان لوگوں نے ان کی عبادت شروع کر دی۔ چونکہ جانداروں کی تصویریں پچھلی امتوں میں بت پرستی کا ذریعہ بن گئیں، شریعتِ اسلامی کو چونکہ قیامت تک باقی رہنا ہے اس لئے شریعتِ الٰہی نے یہ اہتمام کیا کہ جس طرح اصل معاصی کو حرام کیا ہے اس کے ذرائع واسباب کو بھی حرام قرار دیا جائے۔ اصل جرمِ عظیم تو شرک وبت پرستی ہے اس کی ممانعت ہوئی تو جن راستوں سے بت پرستی آ سکتی تھی ان راستوں پر بھی شرعی پہرہ بٹھا دیا گیا اور بت پرستی کے ذرائع اور

اسباب کو بھی حرام قرار دیا گیا۔ ذی روح کی تصاویر کو بنانا اور استعمال کرنا اسی اصول کی بنا پر حرام کر دیا گیا۔ حرمتِ تصویر کی دوسری وجہ یہ ہے کہ تخلیقِ خداوندی سے مشابہت ہے۔ آج کل لوگ آغا خان کی تصویر، خمینی کی تصویر کو ان کے چاہنے والے پوجتے اور سجدہ کرتے ہیں۔

بت پرستی دینِ احمد میں ابھی آئی نہیں
اس لئے تصویرِ جاناں ہم نے کھچوائی نہیں

(توضیحات۔شرح مشکوٰۃ)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ الْمُصَوِّرُوْنَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن سخت ترین عذاب مصورین کو ہوگا۔

اصطلاحی طور پر جاندار کی تصویر بنانے والے کو مصور کہتے ہیں اور غیر جاندار چیز کی تصویر بنانے والے کو نقاش کہا جاتا ہے۔ یہاں حدیث میں جاندار کی تصویر بنانے والے مراد ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهٗ بِكُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسٌ فَيُعَذِّبُهٗ فِيْ جَهَنَّمَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَا لَا رُوْحَ فِيْهِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ہر مصور دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ ہر تصویر جو اس نے بنائی تھی اس کو ایک حیوانی شکل دی جائے گی جو تصویر بنانے والے کو عذاب دیتی رہے گی۔ حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا کہ اگر تمہیں تصویر ہی بنانا ہے تو کسی درخت یا غیر ذی روح چیز کی بنالو۔

جہاں تصویر تھی وہاں اللہ کے رسول ﷺ داخل نہیں ہوئے:

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفَتْ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ قُلْتُ اِشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِىْ فِيْهِ الصُّوْرَةُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ ایک ایسا تکیہ خریدلیا جس پر تصویریں تھیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں داخل ہوتے وقت اس تکیہ کو دیکھا تو دروازہ پر رک گئے اور اندر داخل نہیں ہوئے۔ حضرت عائشہؓ نے آپ کے چہرہ پر ناگواری کے اثرات کو بھانپ لیا۔ حضرت عائشہؓ کہنے لگیں میں توبہ کرتی ہوں اللہ کی بارگاہ میں اور رسول کی رضا کی طرف متوجہ ہوتی ہوں یا رسول

اللہ میں نے ایسا کونسا گناہ کیا ہے جو آپ میرے کمرہ میں داخل نہیں ہو رہے ہیں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے تم اس کو کہاں سے لائی ہو؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں نے اس کو آپ کے لئے خریدا ہے تا کہ آپ اس پر سہارا لگا کر بیٹھیں اور سونے کے وقت سر کے نیچے رکھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یادرکھو یہ تصویریں بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تصویریں تم نے بنائی ہیں ان میں جان ڈالو نیز آپ نے فرمایا کہ جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں (رحمت کے) فرشتے اس میں داخل نہیں ہوتے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خرجَ فِیْ غَزَاةٍ فَاَخَذْتُ نَمَطًا فَسَتَرْتُهٗ عَلَى الْبَابِ فَلَمَّا قَدِمَ فَرَاَى النَّمَطَ فَجذَبَهٗ حَتّٰى هَتَكَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَاْمُرْنَا اَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَالطِّيْنَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ جہاد کے لئے تشریف لے گئے تو میں نے آپ کے لئے ایک کپڑا (تصویر دار) حاصل کیا اور اس کا پردہ دروازہ پر لٹکایا۔ جب آپ ﷺ جہاد سے تشریف لائے اور پردہ پڑا ہوا دیکھا تو اس کو کھینچ کر پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ اللہ نے ہمیں اس کا حکم نہیں دیا کہ ہم مٹی اور پتھر کو کپڑے پہنائیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اشْتَكَى النَّبِیُّ ﷺ ذَكَرَ بَعْضُ نِسَائِهٖ كَنِيْسَةً يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ وَكَانَتْ اُمُّ سَلَمَةَ وَاُمُّ حَبِيْبَةَ اَتَتَا اَرْضَ الْحَبْشَةِ فَذَكَرَتَا مِنْ حُسْنِهَا

وَتَصَاوِيُرَ فِيُهَا فَرَفَعَ رَاُسَهٗ فَقَالَ اُولٰٓئِكَ اِذَا مَاتَ فِيُهِ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوُا عَلٰى قَبُرِهٖ مَسُجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوُا فِيُهِ تِلُكَ الصُّوَرَ اُولٰٓئِكَ شِرَارُ خَلُقِ اللّٰهِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ جب آپ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ کی ازواج آپ کی تیمارداری کے لئے بیٹھی تھیں۔ ان میں سے بعض نے ایک کنیسہ کا ذکر کیا جس کو ماریہ کہا جاتا ہے۔ حضرت امِ سلمہؓ اور حضرت امِ حبیبہؓ نے ملکِ حبشہ کے اس کنیسہ کا ذکر کیا جہاں وہ (ہجرت کرکے) گئی تھیں۔ ان دونوں نے کنیسہ کی خوبصورتی اور اس کی تصویروں کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے اپنا سرِ مبارک اٹھایا اور فرمایا کہ وہ لوگ (نصاریٰ) ایسا کرتے ہیں کہ ان میں سے کوئی نیک صالح مرجاتا ہے تو اس کی قبر کو عبادت گاہ بنالیتے ہیں اور کنیسہ میں اپنے نیک صالحوں کی تصاویر رکھ کر عبادت کرتے ہیں یہ لوگ خدا کی بدترین مخلوق ہیں۔

عَنُ اَبِیُ الُهَيَّاجِ الُاَسَدِیِّ قَالَ قَالَ لِیُ عَلِیٌّ لَا اَبُعَثُكَ عَلٰى مَا بَعَثَنِیُ عَلَيُهِ رَسُوُلُ اللّٰهِ ﷺ اَنُ لَّا تَدَعَ تِمُثَالًا اِلَّا طَمَسُتَهٗ وَلَا قَبُرًا مُشُرِفًا اِلَّا سَوَّيُتَهٗ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوالہیاج اسدیؒ نے کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا میں تجھے اس کام کے لئے نہ بھیجوں جس کام کے لئے اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے بھیجا تھا؟ وہ یہ کہ جس تصویر کو پائے اس کو مٹادے اور جس قبر کو اونچی پائے اس کو برابر کردے۔

ایک شبہ:

پہلے زمانہ میں ہاتھ سے تصویریں بنائی جاتی تھیں۔ جدید زمانہ میں فوٹو گرافی کے ذریعہ سے تصویریں کھینچی جاتی ہیں۔ ابتداءً چند علماء کو اس کی حرمت میں اختلاف تھا لیکن اب تو تمام ہی علماء کا اس میں اجماع ہے کہ کیمرے سے لی گئی تصویر بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویر۔ طریقۂ کار کچھ بھی ہو تصویر تو تصویر ہی ہے چاہے وہ ہاتھ سے بنائی جائے چاہے وہ کیمرے سے کھینچی جائے۔

ایک اور شبہ:

آج کل تصویر کے بغیر شناختی کارڈ، پاس پورٹ، پان کارڈ، بینک اکاونٹ وغیرہ بن ہی نہیں سکتا۔ شریعت نے جس طرح حرام کے استعمال کے لئے فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ (جو مجبور ہو جائے بشرطیکہ نہ وہ لذت کا طلب گار ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا ہو) رخصت دی ہے یہی اصول یہاں بھی استعمال ہوگا۔

قدیم زمانہ کی طرح جدید زمانہ میں بھی تصاویر بت پرستی اور شرک کا اہم ذریعہ ہیں۔ دیوی دیوتاؤں کی، مذہبی، سماجی اور سیاسی لیڈروں کی تصاویر بلا تکلف پوجی جارہی ہیں۔ ہمارے ملک میں تو یہ وبا بالکل عام ہے۔ اس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا۔

تصویریں جدید زمانہ میں فحش اور منکرات پھیلانے کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ فلمی اداکاروں کی، گانے اور ناچنے والوں کی تصویریں ان کے چاہنے والے جگہ جگہ

سجا کر رکھتے ہیں۔ بعض اخبارات ننگی تصویروں کا ہی اشتہار کرتے ہیں۔ تصویروں کا ایک دوسرا استعمال اشتہارات میں ہوتا ہے۔ اکثر بلکہ تمام ہی اشتہارات میں عورتوں کی برہنہ یا نیم برہنہ تصاویر ہوتی ہیں جو جنسی جذبات کو بھڑکانے والی ہوتی ہیں۔ جس دور سے ہم گزر رہے ہیں تصاویر ہماری زندگی کا ایک حصہ بنی ہوئی ہیں۔ پہلے زمانہ میں کسی خاص موقع پر ہی تصاویر لی جاتی تھیں مگر اب ہر موقع پر موبائل کے ذریعہ سے تصاویر لی جاتی ہیں۔ موبائل میں گو عکس ہوتا ہے مگر اس کے ذریعہ تصویروں کا ہی کام لیا جاتا ہے اور اسے جب چاہے کاغذ پر پرنٹ کیا جاسکتا ہے۔ سیاسی، سماجی، تعلیمی اجلاس تو درکنار خالص دینی اور مذہبی امور میں تک اس کا دخل ہوگیا ہے۔ کوئی شخص حج کو جارہا ہے اس کی روانگی کی تصاویر، وہاں مناسک کی ادائیگی کی تصاویر، پھر واپسی کی تصاویر، کسی کے انتقال پر شروع سے لے کر تدفین تک سب تصاویر لی جارہی ہیں۔ تصاویر شہرت، ناموری، دکھاوا اور ریاء کاری کا ذریعہ بنی ہوئی ہیں۔

تصاویر شرک و بت پرستی کے علاوہ فحش و منکرات، غیر ضروری زینت، اسراف اور تبذیرِ مال، ریاء و سمعہ، شہرت و ناموری، رحمت کے فرشتوں کو روکنے کا ذریعہ بنی ہوئی ہیں۔ ان سب وجوہ کی بنا پر اسلام نے اس کو حرام قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تصاویر و تماثیل کے فتنہ سے بچائے اور توحید کے عقیدہ پر قائم رکھے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۶) وسیلہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْآ اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ o

(المائدہ۔۳۵)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اے ایمان والواللہ سے ڈرواوراللہ تک وسیلہ ڈھونڈ واوراللہ کی راہ میں جہاد کروتوقع ہے کہ کامیاب ہوجاؤ گے۔

اس آیت سے پہلی آیات میں شرعی سزاوں کا بیان تھا۔ جرائم سے آدمی اس وقت بچ سکتا ہے جب کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہواس لئے اس آیت میں پہلے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہی چیز انسان کو حقیقی طور خفیہ وعلانیہ جرائم سے روک سکتی ہے۔

دوسرا ارشاد وَابْتَغُوْآ اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ یعنی اللہ کا قرب تلاش کرو۔ لفظ وسیلہ وسل سے مصدر ہے جس کے معنی ملنے اور جڑنے کے ہیں۔ یہ لفظ سین اور صاد دونوں سے تقریباً ایک ہی معنی میں آتا ہے فرق اتنا ہے کہ وصلؔ "ص" سے مطلق ملنے اور جڑنے کے معنی میں ہے اور وسلؔ "س" سے رغبت و محبت سے ملنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ہر وہ چیز ہے جو بندہ کو رغبت و محبت کے ساتھ اپنے معبود کے قریب کردے۔ اس لئے سلف صالحین صحابہ و تابعین نے اس آیت میں وسیلہ کی تفسیر طاعت و قربت اور ایمان و عمل صالح سے کی ہے۔ بروایت حاکم حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ وسیلہ سے مراد قربت و اطاعت ہے اور ابنِ جریرؒ نے حضرت عطاؒ اور مجاہدؒ اور حسن بصریؒ وغیرہ سے بھی یہی نقل کیا ہے۔

اور ابنِ جریرؒ وغیرہ نے حضرت قتادہؒ سے اس آیت کی تفسیر یہ نقل کی ہے:
تَقَرَّبُوْا اِلَیْهِ بِطَاعَتِهٖ وَالْعَمَلِ بِمَا یُرْضِیْهِ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب حاصل کرو، اس کی فرمانبرداری اور رضا مندی کے کام کرکے۔ اس لئے آیت کی تفسیر کا خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب تلاش کرو بذریعہ ایمان و عملِ صالح کے۔

(معارف القرآن۔ جلد سوم)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاةً صَلَّی

اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنْبَغِيْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ فَمَنْ سَاَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ (مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم موذن کی اذان سنو تو اس کے جواب میں جو موذن کہتا ہے تم وہی کہو پھر اذان کے بعد مجھ پر درود بھیجو۔ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کرتا ہے پھر میرے لئے خدا سے وسیلہ کی دعا کرو۔ وسیلہ جنت کا اعلیٰ درجہ ہے جو خدا کے بندوں میں صرف ایک بندہ کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندۂ خاص میں ہی ہوں لہٰذا جو میرے لئے وسیلہ کی دعا کرے گا اس لئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔

شیخ عبدالحق محدثؒ نے لمعات میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں جس وسیلہ کا ذکر ہے اس سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب مراد ہے۔ یہاں جو وسیلہ فرمایا گیا ہے وہ جنت میں ایک مقام کا نام ہے اس کا مطلب یہی قرب ہے کیونکہ جنت بھی قربِ الٰہی کا مقام ہے اور وسیلہ بھی مقامِ قرب ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کو جو قربِ الٰہی حاصل ہوگا وہ تمام انسانوں سے بڑھ کر اقرب ہوگا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل۔۵۷)

ترجمہ: جن لوگوں کو یہ (مشرکین) پکارتے ہیں ان کی خود یہ حالت ہے کہ وہ اپنے رب کی طرف پہنچنے کا ذریعہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ مقرب ہے۔ اور وہ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔ بے شک آپ کے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔

سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۳۵، بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۵۷ اور حدیث جو ذکر کی گئی ہے ان سب میں وسیلہ کے معنی قربِ الٰہی کے ہیں۔ جس معنی میں ہماری زبان میں وسیلہ اب استعمال ہو رہا ہے اس کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ عام طور پر دنیا میں جب کوئی کام رک جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ کسی کا وسیلہ پکڑو کام جلدی ہو جائے گا۔ یعنی حاکم وہ کام نہیں کر رہا ہے کسی ایسے شخص کو انتخاب کرنا چاہئیے جو اس پر دباؤ ڈال کے کام کرا سکے۔ دین کے امور میں بھی یہی مفہوم استعمال ہونے لگا ہے جو قطعی غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کام نہیں کر رہا ہے اس سے کام کرانے کے لئے بزرگوں کا وسیلہ ڈھونڈنا چاہئیے۔ جاننا چاہئیے کہ اللہ پر کسی کا کوئی زور نہیں ہے وہ قادرِ مطلق اور فعال لما یرید ہے۔ لَا یُسْـَٔلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْـَٔلُوْنَ [الانبیاء۔۲۳] (وہ جو کرتا ہے اس سے پوچھا نہیں جا سکتا اور یہ لوگ جو کر رہے ہیں ان سے ضرور پوچھ ہوگی)۔ وسیلہ کے تعلق سے کچھ صحیح اور کچھ غلط طرزِ عمل امت میں رائج ہیں۔

۱) توسل کی پہلی صورت کہ جس طرح بادشاہ اپنے زیرِ فرمان وزراء کو کچھ اختیارات سونپ دیتا ہے اور وہ مستقل ہوتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کچھ بزرگوں کو اختیارات

دیئے ہیں۔ مشرکینِ عرب کا یہی عقیدہ تھا جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مختلف ہستیوں کی عبادت کرتے تھے۔ یہ عقیدہ کھلا ہوا شرک ہے۔ اس کا رد اس سے پہلے خطبات میں آ چکا ہے۔

۲) وسیلہ کی دوسری صورت یہ ہے کہ بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کی مزارات کو جا کر ان سے عرض کیا جائے کہ آپ اللہ سے ہمارے لئے دعا کریں کہ وہ ہمارا کام بنا دے۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان اولیاء اللہ کو اتنا حق اور استحقاق حاصل ہے کہ اگر وہ اللہ سے کہہ دیں تو ضرور اللہ تعالیٰ کو وہ کام انجام دینا پڑے گا۔ اس طرح کا عقیدہ بھی قرآن و حدیث کی تعلیمات سے ٹکرانے والا ہے۔ مَنْ ذَی الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ (کون ہے جو اللہ کے پاس اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کرے؟)۔ اصحابِ قبور کا سننا، سماعِ موتی کا مسئلہ خود اختلافی ہے۔ سننا پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کرنا اس کا کوئی ثبوت شریعت سے نہیں ہے لہٰذا یہ طرزِ عمل بھی شریعت کی رو سے غلط ہے۔

۳) وسیلہ کی ایک صورت یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کریں کہ ہمارا فلاں کام فلاں بزرگ کے طفیل سے بنا دے۔ زندگی میں ان سے دعا کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے وفات کے بعد بھی ان کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے جواز کے اکثر علماء قائل ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ کَانَ اِذَا قُحِطُوْا اِسْتَسْقٰی بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ

اَلْمُطَّلِبِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَیُسْقَوْنَ (بخاری)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ بارش رک جاتی تو امیرالمومنین حضرت عمر بن خطابؓ حضرت ابنِ عباسؓ کے وسیلہ سے بارش کے لئے دعا فرماتے تھے چنانچہ وہ فرماتے کہ ائے اللہ ہم تیرے نبی کے وسیلہ سے تجھ سے دعا کرتے تھے تو ہمیں سیراب کرتا تھا اب ہم تیرے نبی کے چچا کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں پس تو ہمیں سیراب کر۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بارش ہو جاتی تھی۔

منقول ہے کہ صحابہ کرامؓ اور حضرت عمرؓ جب حضرت عباسؓ کے وسیلہ سے بارش کی دعا اللہ تعالٰی سے مانگ رہے تھے تو حضرت عباسؓ یوں دعا فرماتے، ائے میرے پروردگار تیرے پیغمبر کی امت نے میرا وسیلہ اختیار کیا ہے مولائے کریم تو میرے اس بڑھاپے کو رسوا نہ کرنا اور مجھے ان لوگوں کے سامنے شرمندہ ہونے سے بچانا بس یہ الفاظ ایک طرف حضرت عباسؓ کی زبان سے نکلتے اور دوسری طرف بارش شروع ہو جاتی۔

وسیلہ کو مظہرِ رحمتِ الٰہی جان کر دعا مانگنا ٹھیک ہے اگر وسیلہ کو علت بنائے کہ یہ وسیلہ ہی موثر بالذات ہے تو شرک ہے۔ کسی بزرگ شخصیت سے زندگی میں دعا کرانے کے بارے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے لیکن ان کے انتقال کے بعد ان کے وسیلہ سے دعا کرنے کے بارے میں جمہور علماء تو جواز کے قائل ہیں بعض علماء اس کو جائز نہیں قرار دیتے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت علیؓ کی والدہ فاطمہ بنت اسد کا انتقال ہوا اور ان کی قبر تیار ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں یہ دعا کی:

اَللّٰهُ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ اِغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَةَ بُنْتِ اَسَدٍ وَلَقِّنْهَا حُجَّتَهَا وَوَسِّعْ عَلَیْهَا مُدْخَلَهَا بِحَقِّ نَبِیِّكَ وَالْاَنْبِیَآءِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِیْ فَاِنَّكَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ

ترجمہ: اللہ جو زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ خود زندہ ہے جو مرتا نہیں میری والدہ فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرمادے اور ان کو ان کی دلیل ایمان تلقین کردے اور ان کی قبر کو کشادہ کردے تیرے نبی اور میرے سے پہلے نبیوں کے توسل سے، بلاشبہ تو ارحم الراحمین ہے۔

۴) حضرت عثمان بن حنیفؓ جو مشہور صحابی ہیں ان سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی حاجت کے لئے امیر المومنین حضرت عثمان بن عفانؓ کی طرف جایا کرتا تھا وہ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے۔ حضرت عثمان بن حنیفؓ نے اس سے کہا کہ تو مسجد جا کر دو رکعت نماز پڑھ اور یہ دعا کر:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فَتَقْضِیْ لِیْ حَاجَتِیْ

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری جناب میں متوجہ ہوتا ہوں ہمارے نبی محمد ﷺ کے وسیلہ سے جو کہ نبیٔ رحمت ہیں۔اے محمد ﷺ میں آپ کے

رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں آپ کے وسیلہ سے پس میری حاجت پوری فرما دیجئے۔

یہ دعا کر کے وہ شخص حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس گیا تو دربان نے اس کا ہاتھ پکڑ کے ان کے سامنے پیش کر دیا تو حضرت عثمان بن عفانؓ نے اس کی حاجت فوراً پورا کر دیا۔ وہ شخص وہاں سے حضرت عثمان بن حنیفؓ کے پاس آیا اور واقعہ سنایا انہوں نے عرض کیا میں نے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس یہ واقعہ دیکھا کہ ایک نابینا آپ کے پاس آیا اور اپنی بینائی کے جاتے رہنے کی شکایت کی تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ وضو کر اور دو رکعت نماز پڑھ اور یہ دعا کر اس نے ایسا ہی کیا تو کچھ ہی دیر میں ایسا ہو گیا کہ اس کو کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ اگر اس طرح وسیلہ سے دعا کرنا ناجائز ہوتا تو صحابیِ رسول حضرت عثمان بن حنیفؓ کس طرح یہ دعا سکھاتے؟

(التوحید الخالص)

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں قحط پڑا تو ایک دیہاتی شخص حضور اکرم ﷺ کی قبرِ اطہر کے پاس آ کر عرض کیا: یا رسول الله! استسق لامتك فانهم قد هلكوا (یا رسول اللہ! اپنی امت کے لئے بارش طلب کیجئے کہ وہ تو ہلاک ہو گئی)۔ اس کے بعد اس کو خواب میں کہا گیا کہ تو عمر کے پاس جا کر سلام سنانا اور ان سے کہنا کہ تم کو سیراب کیا جائے گا اور یہ بھی کہنا کہ عقلمندی سے کام لیا کریں۔ وہ شخص آپ کے پاس آیا اور ساری بات سنائی۔ حضرت عمرؓ رونے لگے اور فرمایا کہ: اے رب میں تو کاموں میں کوتاہی نہ کروں گا مگر یہ کہ کسی کام سے عاجز ہی ہو جاؤں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

۵) وسیلہ کی ایک صورت یہ ہے کہ آدمی اپنے نیک عمل کا وسیلہ دے کر اللہ سے دعا کرے۔ تین آدمی کسی جنگل میں جا رہے تھے، بارش ہونے لگی تو ایک غار میں پناہ لی۔ پہاڑ کے اوپر سے ایک بڑا پتھر آ کے غار کے منہ پر گرا جس سے انہیں باہر نکلنے کا راستہ بند ہو گیا۔ تینوں نے آپس میں کہا کہ انه لا ينجيكم من هذه الصخرة الا ان تدعوا اللّٰهَ بصالح اعمالكم (تمہیں اب کوئی چیز اس چٹان سے نجات نہیں دے سکتی سوائے اس کے کہ تم اپنے نیک اعمال کے وسیلہ سے اللہ سے دعا کرو) پھر انہوں نے اللہ سے اپنے اپنے نیک اعمال کا واسطہ دے کر دعا کی اور اللہ نے اس چٹان کو غار کے منہ سے ہٹا دیا۔ (بخاری)

انبیاءؑ اور اولیاء اور نیک صالحین کے وسیلہ سے دعا کرنے میں بھی یہی بات ملحوظ ہوتی ہے کہ اللہ ہم تیرے نیک بندوں سے تعلق رکھتے ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں ان کے طفیل اور وسیلہ سے ہماری دعا قبول فرما۔ چونکہ ہم ناکارہ ہیں مگر تیرے نیک بندوں سے ہمارا تعلق ہے اس تعلق کی بنیاد پر ہم تجھ سے عرض کرتے ہیں ہماری دعا قبول فرما۔ تو اس میں اپنے آپ کو اور بھی گرا کر تذلل اور عاجزی کے ساتھ اللہ کے حضور درخواست پیش کرنے والی بات ہوئی لہٰذا یہ قبولیت سے بہت اقرب ہے۔ کسی بندہ کا صالحین سے محبت کرنا اور اللہ کی خاطر ان سے تعلق رکھنا اعلیٰ درجہ کا عمل ہے۔ اخلاص سے کیئے ہوئے اعمال کا وسیلہ پکڑنا تو احادیث سے ثابت ہی ہے لہٰذا بزرگوں کا وسیلہ سے دعا کرنے میں کوئی حرج والی بات نہیں ہے۔ یہ سمجھنا

بھی صحیح نہیں ہے کہ بغیر وسیلہ کے دعا کی جائے تو وہ اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتی۔ وسیلہ کی دعا میں چونکہ حد درجہ تذلل اور تواضع ہوتی ہے اس لئے قبولیت کی زیادہ امید ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو وسیلہ کی صحیح حقیقت سمجھ کر اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر طرح کے شرک وبدعت سے بچائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۷) خطبۂ اولیٰ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ کَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا ○ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَّ سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا۔

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِالْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ نَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا○ (النساء۔۱۳۶)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

فِیْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ اَمَرَ اللّٰہُ تَعَالَی الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْاِیْمَانِ اَیْ بِتَصْحِیْحِ الْاِیْمَانِ وَبِتَجْدِیْدِہٖ وَبِتَعْمِیْلِ اِقْتِضَآئِہٖ وَبِاِسْتِقَامَۃِ عَلَی الْاِیْمَانِ حَتّٰی یَاْتِیَھُمُ الْمَوْتُ۔

اَلْاِیْمَانُ ھُوَ التَّصْدِیْقُ بِالْجِنَانِ وَالْاِقْرَارُ بِاللِّسَانِ وَاِنَّ جَمِیْعَ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ وَجَمِیْعَ مَا صَحَّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مِنَ الشَّرْعِ وَالْبَیَانِ کُلُّہٗ حَقٌّ

لَا یَنْجُوا الْعَبْدُ مِنَ النَّارِ اِلَّا بِالْاِیْمَانِ وَلَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ اِلَّا بِالْاِیْمَانِ کَمَا صَرَّحَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ شَھِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ حُنَیْنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَہٗ یَدَّعِی الْاِسْلَامَ ھٰذَا مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالُ فَکَثُرَتْ بِہِ الْجِرَاحُ فَاَثْبَتَتْہُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَءَ یْتَ الَّذِیْ تُحَدِّثُ اَنَّہٗ مِنْ اَھْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ فَکَثُرَتْ بِہِ الْجِرَاحُ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَمَا اِنَّہٗ مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَکَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِیْنَ یَرْتَابُ فَبَیْنَمَا ھُوَ عَلٰی ذٰلِكَ اِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ اَلَمَ الْجِرَاحِ فَاَھْوٰی بِیَدِہٖ اِلٰی کِنَانَتِہٖ فَانْتَزَعَ سَھْمًا فَانْتَحَرَبِھَا فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَدَّقَ اللّٰہُ حَدِیْثَكَ قَدْ اِنْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ یَا بِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَاِنَّ اللّٰہَ لَیُؤَیِّدُ ھٰذَا الدِّیْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ (بخاری)

اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا

وَّاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ (آمین)

بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمۡ فِی الۡقُرۡاٰنِ الۡعَظِیۡمِ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمۡ بِالۡاٰیَاتِ وَالذِّکۡرِ الۡحَکِیۡمِ اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیۡمٌ مَّلِکٌ برٌّ رَّؤُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۸) خطبۂ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَه‘ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ خُصُوْصًا عَلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِىْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِؓ وَعَلٰى اَمِيْرِالْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِؓ وَعَلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانِؓ وَعَلٰى اَمِيْرِالْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيِّ ابْنِ اَبِىْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَعَلٰى سَيِّدَىْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَلْحَسَنِؓ وَالْحُسَيْنِؓ وَعَلٰى اُمِّهِمَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِؓ سَيِّدَةِ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَعَلٰى عَمَّيْهِ

الْمُکَرَّمَیْنِ بَیْنَ النَّاسِ سَیِّدِ الشُّھَدَآءِ اَلْحَمْزَۃِؓ وَصِنْوُ اَبِیْہِ اَبِی الْفَضْلِ الْعَبَّاسِؓ
وَعَلٰی سَائِرِ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الْقَرَارِ
اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِیْ
فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ وَمَنْ اٰذَاھُمْ
فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰہَ فَیُوْشَکُ اَنْ یَاْخُذَہٗ،
وَخَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ

عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِیْ ذِی الْقُرْبٰی
وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ○ وَاَوْفُوْا بِعَھْدِ
اللّٰہِ اِذَا عٰھَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْکِیْدِھَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰہَ عَلَیْکُمْ
کَفِیْلًا اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ○

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۹) خُطْبَةُ عِيْدِالْفِطْرِ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَعَدَدَ خَلْقِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِىْ كِتَابِهِ الْعَزِيْزِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَo (البقرہ۔۱۵۸) صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ والشكرين۔

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَدِمَ النَّبِىُّ ﷺ اَلْمَدِيْنَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُوْنَ فِيْهِمَا فَقَالَ مَا

هٰذَانِ الْيَوْمَانِ قَالُوْا كُنَّا نَلْعَبُ فِيْهِمَا فِى الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَبْدَ لَكُمُ اللّٰهُ بِهِمَا خَيْرًا مِّنْهُمَا يَوْمَ الْاَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ (ابوداود)

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَوْسِ نِ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدِ الْفِطْرِ وَقَفَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ عَلٰى اَبْوَابِ الطُّرُقِ فَنَادَوْا اُغْدُوْا يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى رَبٍّ كَرِيْمٍ يَّمُنُّ بِالْخَيْرِ ثُمَّ يُثِيْبُ عَلَيْهِ الْجَزِيْلَ، لَقَدْ اُمِرْتُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَقُمْتُمْ، وَاُمِرْتُمْ بِصِيَامِ النَّهَارِ فَصُمْتُمْ، وَاَطَعْتُمْ رَبَّكُمْ فَاقْبُضُوْا جَوَائِزَكُمْ فَاِذَا صَلُّوْا نَادٰى مُنَادٍ اَلَآ اِنَّ رَبَّكُمْ قَدْ غَفَرَلَكُمْ فَارْجِعُوْا رَاشِدِيْنَ اِلٰى رِحَالِكُمْ فَهُوَ يَوْمُ الْجَائِزَةِ وَيُسَمّٰى ذٰلِكَ الْيَوْمُ فِى السَّمَاءِ يَوْمَ الْجَائِزَةِ (ترغیب وترہیب)

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ لَّبِسَ الْجَدِيْدَ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ اٰمِنَ مِنَ الْوَعِيْدِ لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ تَبَخَّرَ بِالْعُوْدِ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِلتَّائِبِ الَّذِىْ لَا يَعُوْدُ، لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ تَزَيَّنَ بِزِيْنَةِ الدُّنْيَا اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ تَزَوَّدَ بِزَادِالتَّقْوٰى، لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ رَكَبَ الْمَطَايَا اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ تَرَكَ الْخَطَايَا، لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ بَسَطَ الْبِسَاطَ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ جَاوَزَ الصِّرَاطَ

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِى الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعْنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

باسمہٖ تعالٰی

(۴۰) خُطْبَۃُ عِیْدِالْاَضْحٰی

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَہٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَۃِ وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُo اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ نَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ o فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْo اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُo

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولُہُ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

وَقَدْ بَیَّنَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَا ھِیَ رُوْحُ التَّضْحِیَۃِ فِیْ سُوْرَۃِ الْحَجِّ لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَاءُ ھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ کَذٰلِکَ سَخَّرَھَا لَکُمْ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَبَشِّرِالْمُحْسِنِیْنَo

وَقَدْ بَیَّنَ نَبِیُّہٗ ﷺ وُجُوْبَھَا وَفَضَائِلَھَا عَنْ زَیْدِبْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ

رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا ھٰذِہِ الْاَضَاحِیُّ قَالَ سُنَّۃُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِیْھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ حَسَنَۃٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَۃٌ (احمد،ابنِ ماجہ)

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ یَوْمِ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اِھْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّہٗ لَیَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِقُرُوْنِھَا وَاَشْعَارِھَا وَاَظْلَافِھَا وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰہِ بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِیْبُوْا بِھَا نَفْسًا (ترمذی،ابنِ ماجہ)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ کَانَ لَہٗ سَعَۃً وَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرِبَنَّ مُصَلَّانَا

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَّلِکٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

قصیدۂ عقیدت مبنی بر حقیقت

در شان معالج ملت الحاج الحافظ الشاہ

دکتور رسید محمود قادری صاحب زید مجدہٗ وفضلہٗ وحفظ اللہ صحتہٗ

(از: بندہ محمد کبیر الدین اکبرؔ القاسمی نہرو نگر ہبلی۔کرناٹک)

۲۴/ ذوالقعدہ ۱۴۴۰ھ

صاحبِ ایثار حضرت قادری ۔۔۔ مونس وغم خوار حضرت قادری

آپ ہیں سادات کے چشم وچراغ ۔۔۔ نخبۂ اخیار حضرت قادری

رکھتے ہیں سینے میں جو قلبِ سلیم ۔۔۔ مسکن اسرار حضرت قادری

علم تفسیر وحدیث وفقہ کا ۔۔۔ اک بڑا کہسار حضرت قادری

جہل کی تاریک راتوں کے لئے ۔۔۔ مشعلِ انوار حضرت قادری

خدمتِ علماء وصلحاء کے لئے ۔۔۔ ہیں ہمہ تیار حضرت قادری

ماحی بدعات وقاطع سلفیت ۔۔۔ حق کی ہیں تلوار حضرت قادری

آپ ہیں بے باک، بے خوف وجری ۔۔۔ دیں کے پہریدار حضرت قادری

قوم کی کشتی کے مخلص ناخدا ۔۔۔ قیمتی پتوار حضرت قادری

چٹکیوں میں کردیا کرتے ہیں حل ۔۔۔ مسئلے دشوار حضرت قادری

سیلِ باطل سے تقابل کے لئے آہنی دیوار حضرت قادری
ڈاکٹر ماہر ہیں جسم وروح کے صحتی دربار حضرت قادری
ہیں نہیں غازی محض گفتار کے اک بڑا کردار حضرت قادری
شہ الہ آباد کے نورِ نظر عاشقِ ابرار حضرت قادری
سارے فرقوں کی خبر رکھتے ہیں جو ہیں دلِ بیدار حضرت قادری
کرتے ہیں کوشش پچاسوں سال سے قوم ہو دیندار حضرت قادری
ہے دعا اکبرؔ خدائے پاک سے ہوں سدا ضوبار حضرت قادری

ڈاکٹر سید محمود قادری کی تالیفات

۱) توفیق ایزدی:

خودنوشت سوانح حیات جس میں انہوں نے پہلے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ کن علماء سے دینی تعلیم حاصل کی پھرحق کی یافت اورمردانِ حق کی شناخت کے بعد یہاں کے گمراہ عقائد کاکس طرح ردکیاہے، بڑی دلچسپ اورقابلِ مطالعہ داستاں ہے۔

۲) چالیس اصلاحی مقالات:

گذشتہ دس سالوں کے دوران اہم مضامین پر جو پمفلیٹ آپ نے لکھے یہ ان کا مجموعہ ہے۔اختصاراورجامعیت کے ساتھ موضوع کے متعلق معلومات کواس طرح ترتیب دیاہے گویادریا کوکوزہ میں بندکردیاہے۔دین کی حقیقت سے واقف ہونے کے لئے ان کا مطالعہ ضروری ہے۔

۳) مجالس معرفت (جلداول ودوؔم وسوؔم):

’’خانقاہِ قادریہ‘‘ میں گذشتہ پندرہ سالوں سے ہرسنیچر بعدنمازِ عشاء جومجالس ہوتی ہیں ان کے بیانات کا مجموعہ ہے۔دین اورسلوک کے متعلق چشم کشامعلومات سے لبریز ہیں۔ مجالسِ معرفت کی پہلی جلد مارچ ۲۰۱۸ء میں اوردوسری جلد جنوری ۲۰۱۹ء میں پیش کی گئی تھی، الحمدللہ کہ اب ’’مجالسِ معرفت (جلدسوم)‘‘ پیش کی جارہی ہے۔

۴) ایمان اورکفر:

بمقام خانقاہِ قادریہ رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ میں روزانہ بعدنمازِعصر جودروسِ قرآن ہوئے ان کا موضوع ایمان اورکفرتھا، یہ کتاب ان کا مجموعہ ہے۔ہرمسلمان کواپنے ایمان کی حقیقت جاننے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔

۵) الاربعینات:

گذشتہ چالیس سال سے آپ کا درسِ حدیث روزانہ بعد نمازِ مغرب جامعہ مسجد میں ہورہا ہے۔اس کتاب میں آپ نے اخلاصِ نیت کی چالیس احادیث، داخلۂ جنت کی چالیس احادیث اورداخلۂ جہنم کی چالیس احادیث جمع کی ہیں۔

٦) خطباتِ قادریہ(جلداول ودوم):

گذشتہ پینتالیس سال سے آپ کے جمعہ کے خطبات مختلف مساجد میں ہورہے ہیں۔خطبۂ جمعہ سے پہلے آپ کے جو بیانات ہوتے ہیں، نہایت جامع، موثر اور چشم کشا ہوتے ہیں۔ چالیس بیانات کا مجموعہ ''خطباتِ قادریہ (جلداول)'' کے نام سے جنوری ۲۰۱۹ء پیش کی گئی تھی، الحمدللہ کہ ''خطباتِ قادریہ(جلددوم)'' اب پیش کی جارہی ہے۔ائمۂ مساجد کے لئے جمعہ کے خطبے سے پہلے بیان کرنے کے لئے ایک نادر تحفہ ہے۔

۷) ہدایت اور گمراہی:

رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ میں بعد عصر روزانہ جو مجالس ''خانقاہِ قادریہ'' میں ہوئیں ان کا موضوع ہدایت اور گمراہی تھا، اس معنی میں کہ اللہ تعالیٰ کس کو ہدایت دیتے ہیں اور کس کو گمراہ کرتے ہیں۔

۸) مکتوباتِ اکابر:

ڈاکٹر صاحب کی زمانۂ طالبِ علمی سے اب تک اکابر علماء سے مختلف مسائل میں جو مراسلت رہی ہزاروں خطوط پر مشتمل ہے، ان میں سے وہ خطوط جو سب کے لئے نفع مند ہوسکتے ہیں شائع کئے جارہے ہیں۔

یادداشت